ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
بتوفیق خدای زمین و آسمان آمر کن فکان کتاب مستطاب
قلب الاطمینان
۱۲۹۲
بفرمائش وحید آوان جناب حکیم محمد عبد القدوس سلمہ اللہ المنان
مطبع مصطفائی
۱۲۹۲
محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خلاق زمین و آسمان — لکھ سکے یہ ہاتھ مین طاقت کہان
آدمی کو خاک سے پیدا کیا — قطرۂ ناپاک کو دریا کیا
عقل سے اوسکو کیا پھر سرفراز — سارے حیوانون پہ بخشا امتیاز
عقل سے انسان کو عزت ملی — عقل سے انسان کو دولت ملی
عقل کا اوسنے کیا جب اعتبار — ہوگیا تکلیف شرعی پر مدار
پھر ہدایت کے لیے بھیجے رسول — تا نہو گمراہ کوئی بوالفضول
انبیاء ماسبق جب ہو چکے — مظہر خاص خدا پیدا ہوے
کیا نبوت کا وہ نکلا آفتاب — کفر کی شب کی گئی سب آب و تاب
تیرہ دل جتنے تھے وہ روشن دل ہوے — سینہ ہو دل نور کی منزل ہوے
اونکی کیا تعریف ہو انسان سے — وصف اونکا ہی عیان قرآن سے

لا محالہ ہین سر دنیا و دین ‏ رحمت عالم شفیع المذنبین

آج دنیا مین وسیلہ آپ ہین ‏ کل جو عقبی مین وسیلہ آپ ہین

شان پاک اونکی جو ہی از بس رفیع ‏ کیون نہ وہ محشر مین ہون میرے شفیع

رحم میرے حال پر فرمائین گے ‏ سب گناہون کو مرے بخشائین گے

وہ شفاعت کے لیے ماذون ہین ‏ منکر ہین اس قول کے مجنون ہین

امتون کے آپ ہی ہین دادرس ‏ ہم گنہ گارون کے ہین فریادرس

آپ کا دامن ہمارا ہاتھہ ہی ‏ مقتدی کو مقتدا کا ساتھہ ہی

حقتعالی کے ہین وہ مقبول خاص ‏ دونو عالم مین ہی اونکو اختصاص

اونکا عالم مین جو ہمپایہ نہ تھا ‏ جسم کا اونکے کہین سایہ نہ تھا

نور تھے وہ نور کے سایہ کہان ‏ جب یہ پایہ ہو تو ہمپایہ کہان

نور کا جو جسم ہو یون صاف و پاک ‏ ملکے مٹی مین وہ ہو کسطرح خاک

جب کیا خالق نے ختم المرسلین ‏ مثل اونکا خلق مین ممکن نہین

اسمین جو شک لاے وہ گمراہ ہی ‏ احمد مرسل کا وہ بدخواہ ہی

ختم ہی اونپر نبوت کی کتاب ‏ اب نہوویگا کبھی اونکا جواب

جو کہے ممکن ہی ایسا ہی رسول ‏ تم سمجھہ لو اوسکو وہ ہی بوالفضول

ہین وہ محبوب خداے دوجہان ‏ مرتبے اونکے کہان اور ہم کہان

الغرض کیا وصف ہمسے ہو سکے ‏ بعد خالق کے ہین اونکے مرتبے

مرتبہ جنکا کہ ہو بعد از خدا ‏ اونکو وہابی کہین بھائی بڑا

چھوٹے بھائی بنتے ہین خود بے ادب ‏ غضب ہی یہ غضب ہی یہ غضب

کار پاکان را قیاس از خود مگیر ‏ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ‏ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

همسری با انبیا برداشتند
اولیا را همچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشان بشر
ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عمی
هست فرقی درمیان بی‌انتها

هر که گستاخی کند در راه دوست
رہزن مردان شد و نامرد اوست

بے ادب خود را نه تنها داشت بد
بلکه آتش در همه آفاق زد

السلام اے مقتدائے سروران
السلام اے خاتم پیغمبران

السلام اے باعث احیائے خلق
السلام اے باعث بنیاد خلق

السلام اے جان جانان السلام
السلام اے مہربان السلام

السلام اے دو جہان کے بادشاہ
السلام اے دادخواہوں کے پناہ

آل اور اصحاب پر بھی ہو سلام
عن عبید عاجز خاطی (احقر) تمام

اما بعد مخفی نرہے کہ اس زمانہ پرشور مین بعض حضرات کا عجب حال ہے بپاس الناس علی دین ملوکہم کے حصن حصین اسلام مین رخنہ اندازی کا خیال ہے کسیکو آسمان و فرشتہ و شیطان و عذاب قبر وغیرہ کا انکار ہے امور اختراعیہ وہمیہ پر جن کا منشاء انتزاع خارج مین پایا نہین جاتا حضرت کے مذہب کا مدار ہے جاکٹ پتلون پہن کر کھڑے پیشاب کرنے کا دستور ہے حاضری مین میز پر مرغی کا ہونا اور کھانا ضرور ہے اگرچہ معاصرین آیات و احادیث کا ترجمہ بلکہ ہندی کی چندی کرکے بہت کچھ سمجھاتے ہین لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی سے کب باز آتے ہین ع

کب کسی کی وہ بات مانے ہین
بھائی سید بھی کچھ دوانے ہین

بعضون نے اوس پر بھی حاشیہ چڑھایا انعقاد مجلس میلاد کو بدعت ٹھہرایا اس لحاظ سے کہ او دھر کوچہ و بازار مین مخلوق کی خالقیت و حادث کی قدم کا اظہار ہے منقصت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح اصرار ہے اور مومنین صادقین تقویت ایمان کے لیے

یہ مجلس ٹھہراتے ہین اوسمین ذکر ولادت باسعادت وحلیہ حلبیہ ورضاع ومحامد جمیلہ ومحاسن جلیلہ
ومعجزات باہرات قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے ذکر کیے جاتے ہین جب یہ ذکر خلاف شرع
بلکہ بدعت مذمومہ قرار پائیگا تو کوئی شخص ایسے مجمع عام مین آپکی محامد لب پر نلائیگا رفتہ رفتہ
اپنے دل کا مدعا بر آئیگا بعضے تقلید کے انکار پر اڑے ہین تحکم جال وہم رجال کے
پردے انکھون پر پڑے ہین آیات واحادیث کے ترجمے اور اوسکے اقسام تک
معلوم نہین پر اپنے محدثی کا اظہار ہی ایمۂ اربعہ کی جہالت پر نہایت اصرار ہی کبھی مقلدین
کو بدعتی ٹھہراتے ہین کبھی فرط غنایت سے مشرک کا کلمہ زبان پر لاتے ہین اس لیے
کہ جب زمرۂ مقلدین بدعتی ومشرک قرار پائیگا تو یہ مجمع کہ فی زماننا ہی بانی اور موسس اسکے
ہین لامحالہ درہم وبرہم ہو جائیگا پھر جب بعد چند مدت اچھی طرح غفلت طاری ہوگی
جو کلمہ پڑھایا جائیگا بلا تکلف سبکی زبان پر آجائے گا یہ نہ سمجھے کہ دنیا
سرای فانی ہی دنیا کے لیے دین فروشی محض نادانی ہی ؎

کمر بکوشش دنیا مبند چون جاروب
کہ نیست حاصل روی زمین بجز خاک

چنانچہ انہون نے رسالہ تقلب الاطمینان کہ قابلیت اخوند صاحب کی نام سے ظاہر ہی ہمارے ملاحظے
مین در آیا جنمین از سرتا پا بجز تمویہات کے اوسمین کچھ نہ پایا صاحب رسالہ نے اس مجلس کے
مجوزین اور ایمہ مقلدین کے سامنے کھڑے ہو کے کیا کیا تالیان بجائی ہین اور بے نقط
گالیان سنائی ہین مگر ہم اسکا بھی برا نہین مانتے ؎

دشنام ہے کہ وہ ترش ابرو ہزار دے
یاں وہ نشا نہیں جسے ترشی اتار دے

یہ نہ سمجھے کہ اکابر محدثین مجوزین مجلس میلاد ہین اونکے دلائل قویہ کے
سامنے منکرین کے ابنیۂ حجج محض بے ثبات وبے بنیاد ہین ؎
بیس التکحل بالعینین کالکحل اور جمہور فضلاء عظام وجم غفیر علمای کرام تقلید
فرماتے ہین با وصف ہمہ دانی سر استقلال نہین اوٹھاتے ہین ؎

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ‌‌ بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست

اس صورت مین ہمنے یہ مناسب سمجھا کہ قلب الاطمینان کا جواب باصواب لکھا جاے اور نام اوسکا **صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان** رکھا جاے اوسمین ملازمان حضرت کے تمام مغالطے مذکور ہون تا اہل سنت و جماعت کے قلوب سے شک و شبہے دور ہون مگر حتی الوسع بالجن ساز یون کے پاداش مین صرف ہدایت و تنبیہ کیجاتی گالی کے عوض گالی نہ دیجاے ع

گرچہ تعجب نیست در سخن من عجب مدار ‌‌ حیف آیدم کہ زہر در آب بقا کنم

اسپر بھی اگر کوئی کلمہ طبع نازک پر گران ہو تو ہم معترف بخطا و تقصیر وار ہین اور ملازمان حضرت بہر نوع مختار ہین برعکس عوض وارد کہ ندارد جو کچھ چاہیے اوسپر عتاب فرمائیے یا گالیان دیجیے مونہہ چڑھایئے

ع دشنام دو کہ بوسہ خوشی پر ہی آپکی ‌‌ رکھتے فقیر کام نہین نیک و بد سے ہین
دل کے ورق پہ ثبت ہین صد مہر داغ عشق ‌‌ ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہین

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ قلب الاطمینان اصل مین مولوی بشیر الدین قنوجی کے غائط الکلام کا عصارہ ہی اور مولوی صاحب کا اپنی تصانیف مین عموما و غائط الکلام مین خصوصا یہ التزام ہی کہ کبھی کتابون سے تہوڑی سی عبارت نقل کرتے ہین اور ماسبق یا مالحق کی عبارت جو خلاف مدعا ہوتی ہی اوسے چھوڑتے ہین کبھی کسی مطلب کو نقل کرتے ہین مگر اوسکا جواب یا اوسکی غلطی جو کسی عالم نے لکھی ہی اوس سے مطلق تعرض نہین کرتے کبھی جھوٹھہ موٹھہ کسی مضمونکا حوالہ کسی کتاب کیطرف کرتے ہین کبھی دیدہ و دانستہ کسی امر کا انکار کرتے ہین کبھی فرضی نام گھڑکے اونکی طرف کسی تصنیف کی نسبت کرتے ہین کبھی غیر مستند کو مستند ٹھہراتے ہین کبھی اکابر محدثین کو غالطی بناتے ہین کبھی اونکے قول کی تصدیق ہوتی ہی کبھی اونکے کلام کی تکذیب ہوتی ہی کبھی قرآن کے معنی من مانے کرتے ہین کبھی احادیث کے ایسے معنی گھڑتے ہین جو جمہور محدثین کے خلاف ہوتے ہین اور متن حدیث بھی اوسکی الٹی ہوتی ہی پھر صاحب رسالہ اپنے حسن عقیدت اور بھونڈی تقلید کے بدولت اوس

کتاب کے ترجمے سے ایسے مغلطی کی دلدل مین پھنسے ہین کہ نکالے نہین نکلتے اگرچہ ہمنے بلحاظ اختصار کے ہرجگہ مغلطی پر تنبیہ نہین کی اور صاحب خائط الکلام کو اپنا مخاطب نہین بنایا لیکن ناظرین بابصیرت ہی فساد واصل مخاطب کو بخوبی پہچان سکتے ہین طرہ یہ ہی کہ صاحب رسالہ نے سوا اسکے اپنی آپج سے جا بجا ایسے لوگونکے کلام بطور استناد نقل کیے ہین جنھین عوام بھی زمرۂ خواص سے نہین سمجھتے اور اگر احیانا آیت یا حدیث لکھی ہی تو اوسمین کچھہ نہ کچھہ تحریف کی ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ کیا بے موقع استناد ہی مذکور کیا ہی اور آیت وحدیث کا کیا مفاد ہی حقانیت کی یہ کیفیت ہی کہ باوجودیکہ خود بدولت خواجہ احمد حسینی کے مریدین مولوی کرامت علی مرحوم کو ہدف سہام دشنام بنایا انکی نسبت متلون الکوائف خفیف الحرکات جاہل خام خیال غلط فہم نافہم نادان بے علم حسدی خبطی برزبان تسبیح ودردل گاؤخر دروغگو مسرف پیٹو دریدہ دہن ناخلف حربا مدلس بددیانت جعلیا مفسد جھوٹا دغاباز بدعتی رافضی دجّال ارشاد فرمایا حالانکہ مولویصاحب موصوف خلیفۂ خاص سید احمد صاحب بریلوی کے اور ہند مین عمائد نامی علمای گرامی سے تھے

بزرگش نہ خوانند اہل خرد	کہ نامِ بزرگان بزشتی برد
ہم کیا کہین تمسے یار کیسے تم ہو	تم آپ ہی جانتے ہو جیسے تم ہو
جاہل مفسد کبھی کسیکو نہ کہو	تاکوئی نہ یہ کہے کہ ایسے تم ہو

محاورہ دانی کا دماغ عرش برین پر جھولتا ہی مولویصاحب کی ایک ایک عبارت پر اٹکتے ہین اور خود قدم قدم پر ٹھوکرین کھاکر مونہہ کے بھل گرتے ہین ایک مقام پر اطمینان القلوب مین جسکا جواب مرعوبی قلب الاطمینان ہی مولوی صاحب مرحوم نے لکھا ہی جناب نظام الدین اولیا وہان بطور جرح فی العبارۃ ارشاد ہوتا ہی کہ رکاکت اسکی ظاہر ہی کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا نہ تھے ولی تھے اور دانستہ یہ نہ سمجھے کہ یہ ترکیب توصیفی مولویصاحب مرحوم کیطرف سے نہین ہی بلکہ حضرت شیخ نظام الدین خود معروف

بشیخ نظام الدین ولیا تھے اور علمیت وجمعیت مین تضاد نہین پھر اگر بلحاظ اجتماع کمالات
کے اولیا لکھا تو کیا برا کیا یہان اعتبار حقیقت جمعیت وعلمیت بوجہ احسن ممکن ہے نجم الائمہ
محمد بن حسن استرآبادی شرح کافیہ مین فرماتے ہین فان قیل الیس بین الجمعیۃ والعلمیۃ تضاد کما
یذکر المصنف بعد تعدد والوصف والعلمیۃ والجواب انہما لیسا بمتضادین فیصح اعتبار حقیقۃ الجمعیۃ
مع العلمیۃ تسمی جماعۃ معینۃ من الرجال بکرام مثلا فیکون معناہ ہذہ الجماعۃ بہذا اللفظ فیکون
معنے الجمعیۃ باقیا مولانا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین فرماتے ہین شیخ نظام الدین
ابوالدی دہلوی معروف بشیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ گویند کہ شخصے برائی کہ مبلغ کثیر در آن
نوشتہ بود گم کردہ پیش نظام الدین اولیا آمد وقصہ گم شدن برات را بعرض رسانید
واظہار عجز واضطراب کرد شیخ یکدرم بوی داد کہ این احلوا بخر وبہمت شیخ فریدالدین درویشان
بدہ چون آن شخص درم را بحلوا گرداد حلوا اگر قدری حلوا در کاغذ پیچیدہ بوی داد چون نیک نگاہ
کرد آن کاغذ گم شدہ وہی بود قول الجمیل مین ہے ثم الخواجہ محمد باقی صحب خواجہ محمد امکنکی
صحب اباہ مولانا محمد درویش صحب مولانا محمد زاہد صحب خواجہ عبداللہ الاحرار
اور ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ احرار نہ ستھے حر تھے فما ہو جوابکم فہو جوابنا ہ

	چل ہوا ہو ای صبا دیکھا تجھے		بوے گل بھی تو نہ لائی تا قفس	

اب چند فقرے خود حضرت کے بطور انموذج لکھے جاتے ہین پہلا فقرہ گویا حضرت
الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا نکالتے ہین نکالنے کی جا پر دیتے ہین چاہیے دوسرا فقرہ
ایک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کر کے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار
دینار اسکے صلہ مین انکو دیا اسمین کیا کی جگہ کیے اور دیا کی جگہ دیے چاہیے تیسرا فقرہ
بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا اسمین مین کی جگہ سے چاہیے
چوتھا فقرہ اس سے بڑھکر عمل وقیام مین قباحت شمول فرقۂ مبتدعین کلاب اہل النار
مین ہی جانا چاہیے کہ قیام بھی عمل ہی پانچوان فقرہ یون ارقام فرماتے ہین یہ مصدر

غلط ہی ارقام فرماتے ہین کی جگہ تحریر فرماتے ہین یا لکھتے ہین چاہیے چھٹا فقرہ اور باقی باتین قابل کہنے کے نہین ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے ساتوان فقرہ وہ مصنف مصنف نامی مقبول ہی ہی کی جگہ ہین چاہیے آٹھوان فقرہ اب ہدایہ وشرح وقایہ حواشی وشروح جو کتب دین ہی سب سے منکر ہوے اسمین جو کتب دینیہ سے ہین چاہیے نوان حرہ متلون الکوائف کو الف کی جگہ کیفیات چاہیے دسوان فقرہ کہ خود مولانا صاحب ممدوح کو حال زیادتی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر د معلوم ہوگئے لفظ حال مذکر ہی سے کی جگہ کا اور ہوگئے کی جگہ ہوگیا چاہیے اور احتمال جمعیت کا خود باطل ہی کیونکہ زیادتی ایک حال ہی اور استعمال لفظ حال بلکہ لفظ احوال کا جو ہوسکی جمع ہی ہر جا ہین بطور مفرد مسموع ہی میر میر صبا فرماتے ہین ؎

اونکی رفتار سے دل کا عجب احوال ہوا	نہ کیا لیس گیا مٹی ہوا یا مال ہوا
غرض اسی پر تمام کتاب کو تصور فرمایئے	؎ لفظ جمعی ہین سب انشا غلط املا غلط
قلب اطمینان ہی واللہ سراپا غلط	اور ہمارا اسکے جواب مین التزام ہی کہ

کسی کتاب غیر معتبر سے کوئی قول نقل نہین کرسکے مگر وہ کتاب کہ قائل اوسکا مخالفین کے نزدیک مسلم ہی مخالفین کی خطایا می لفظیہ سے یکسر اعراض ہی اور انکے سرقات سے دیدہ ودانستہ اغماض ہی وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل +

قال الحمد للہ الذی شرح صدورنا ویسر لنا امورنا والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی بشر المتبعین المستنین باجر آیۃ شہید و انذر المخالفین المبتدعین بوعید شدید وعلی آلہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین اما بعد پس کہتا ہی محمد القاضی یودی حفظہ اللہ عن الشر المعنوی والصوری کہ محبت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مومن کو ضرور چاہیے **اقول** جاننا چاہیے کہ محبت کیلیے حد ورسوم متعددہ ہین حد جس سے حقیقت وکنہ محبت کی معلوم ہو میل النفس الی الموافق ہی اور اسکے لیے اسباب و علامات وثمرات ہین کہ بلحاظ اونکے رسوم متعددہ ہوئین اور ظاہر ہی کہ سبب اسکا کبھی استلذاذ باادراک

حواس ظاہرہ ہوتا ہی اور کبھی استلذاذ بادراک حاسۂ عقل وقلب کہ یہہ معانی باطنہ شریفہ ولطیفہ کو
ادراک کرتے ہین اور کبھی احسان وانعام اس تقدیر پر تعریف محبت کی یہہ ہوئی المیل
بسبب الصورۃ الجمیلۃ اوالوجود احسان اوانعام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مین
یہہ سب اسباب بلاشبہہ متحقق ہین اسلیے کہ جمال صورت وکمال باطن وانعام عام آپ کا محل انکار
نہین پھر جب باسباب متذکرہ بالا محبت آپکی قلب مین ٹھہری تو اوسکو علامات سے
سمجھ لین گے اور اسباب وعلامات مین بابہ الامتیاز لم وان ہی اس منشا پر تعریف محبت کی
بعبارات مختلفہ یہہ ہی محو من القلب ماسوی المحبوب وعطف طرف المحب عما سوی المحبوب
وسکر لایصحو صاحبہ الا بمشاہدۃ محبوبہ ودوام الذکر للمحبوب وذکر المحبوب علی عدد الانفاس وایثار
المحبوب وغیرہ اور تفحص سے معلوم ہوتا ہی کہ عمدہ ترین علامات محبت سے اولا اقتدار
واستعمال سنت واتباع اقوال وافعال وامتثال اوامر واجتناب نواہی وتادب بآداب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفای قاضی عیاض مین ہی واولہا الاقتداء بہ واستعمال
سننہ واتباع اقوالہ وافعالہ وامتثال اوامرہ واجتناب نواہیہ والتادب بآدابہ فی
عسرہ ویسرہ ومنشطہ ومکرہہ مگر تم لوگون کو اقتدا واستعمال سنت کا کب خیال
ہی یہان تو علانیہ سنت بدعت مذمومہ ٹھہرائی جاتی ہی ع

ہی غنچہ لب سے عشق کا اظہار ہی غلط	اس مبحث صحیح کی تکرار ہی غلط
کرتے ہو مجھسے راز کی باتین تم اسطرح	گویا کہ قول محرم اسرار ہی غلط

ثانیا کثرت ذکر ہی شفای قاضی عیاض مین ہی ومن علامات محبۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کثرۃ ذکرہ لہ فمن احب شیئا اکثر ذکرہ محبین کی یہہ پہچان ہی کہ وہ ہمیشہ محبوب کا ذکر
کیا کرتے ہین غرض اسقدر کو ترک کرتے ہین نہ اس سے تھکتے ہین اور حکما کا اتفاق ہی کہ محبین اکثر
اپنے محبوب کا ذکر کیا کرتے ہین نہ اس ذکر کا کچھ عوض چاہتے ہین اور نہ اس سے
تھکتے ہین اور اگر اپنے محبوب کا ذکر ترک کرین تو اونکے عیش مین رخنہ پڑتا ہی محبوب کے

ذکر سے کوئی چیز اونھیں پیاری نہین معلوم ہوتی اور اونکا یہ طور ہی کہ سوای ذکر محبوب کے کسی چیز کی اونکو خواہش نہین ہوتی اور اونکے اوہام کو مقتضیات شہوات کیطرف توجہ نہین ہوتی کبھی انکو وجد ہوتا ہی نالہ کرتے ہین رنگ متغیر ہوجاتا ہی بدن سست ہوتا ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین کبھی چیختے ہین کبھی روتے ہین کبھی نعرے مارتے ہین کبھی بیخود و سرگشتہ ہوتے ہین کبھی گر پڑتے ہین کبھی ولولہ وجد اس مرتبے کو پہونچتا ہی کہ باعث ہلاکت کا ہوتا ہی شفای قاضی عیاض مین ہی ویروی ان امرءة قالت لعایشة رضی اللہ تعالی عنہا اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکشفتہ لہا فبکت حتی ماتت یعنی ایک عورت نے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیارت قبر مبارک سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعا کی آپنے حسب اوسکی استدعا کے قبر مبارک کو کھولدیا وہ فرط محبت سے روتے روتے مرگئی سبحان اللہ یہان یہ ولولہ و سوز وگداز او وہ اس قدر انکار کی رسی دراز کہ مجلس میلاد سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم مین خود حاضر ہونیکا تو کیا ذکر ہی محبین خاص بھی اکتساب فیض وانوار حضوری سے منع کیے جاتے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ جب اوسکی حقیقت یہی ہی کہ علما و صلحا و فقرا واغنیا کسی مقام پر جمع ہوتے ہین اونھین محامد جمیلہ و محاسن جلیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید اور حدیث حمید سے اور حال ولادت شریف اور رضاع مطہر اور حلیۂ اطہر مطابق روایات صحیحہ کے بیان کیے جاتے ہین اور درود بہ کثرت پڑھا جاتا ہی پھر باوصف دعوی محبت کے کس مونہہ سے منع کرتے ہین ع

اکام چور اس کام پر کس مونہہ سے اجرت کی طلب	دل عبادت سے چورانا اور جنت کی طلب

چنانچہ اس رسالۂ قلب الاطمینان مین زیادہ اسی بحث سے چھیڑ چھاڑ ہی ہمارے انکے بہلا بگاڑ ہی ع

کس مزے سے عتاب کی باتین	سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین	دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف

ثالثا ذکر شریف سے محب کو لذت اور اسم مبارک کے سننے سے خوشی حاصل ہوتی ہی سیرت نبویہ

مین ہی ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یلتذ محبہ بذکرہ الشریف ویطرب عند سماع اسمہ
المنیف وقد یوجب ذلک سکرا یستغرق قلبہ وروحہ وسمعہ وسبب ہذا السکر اللذۃ القاہرۃ للعقل یعنی علامات
محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی کہ آپکے ذکر سے محب کو لذت اور آپکے نام مبارک کے
سننے سے خوشی حاصل ہو اور کبھی اس ذکر سے محب کو ایسا سکر پیدا ہوتا ہی جس سے قلب وروح
وسمع پر کیفیت استغراقیہ طاری ہوتی ہی اور اس سکر کا سبب لذت ہی کہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہی اور
جب تم لوگونکی سمجھہ مین یہ مجلس بدعت ہی اور ذکر مبارک کے سننے سے نفرت ہی تو یہ دولت عظمی تمہین کہان نصیب

این سعادت بزور بازو نیست	گر نہ بخشد خدای بخشندہ

رابعًا حب عرب ہی وفی حدیث ابن عمر من احب العرب فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم فبالحقیقۃ
من احب شیئا احب کل شیء یحبہ یعنی حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے جسنے عرب سے محبت کی ہماری دوستی سے اور جسنے عرب سے عداوت رکھی ہماری دشمنی
سے بے شبہہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہی اپنے محبوب کے محبوب کو پیارا سمجھتا ہی جب سے
تم لوگونکا عرب سے اخراج ہوا عرب کی عموما وحرمین شریفین کی خصوصا تم لوگ توہین کیا کرتے ہو
اور یہ نہین سمجھتے کہ قطع نظر شرافت ذاتی کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام کس قدر
مرغوب تھے الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین علامات مذکرہ وسائر علامات محبت بخوبی
منجلی وآشکارا ہین کہ احتیاج اثبات کی نہین مخالفین سے کیسے کیسے معرکے پیش
ہوتے ہین اور ہمیشہ نصرت غیبی معین حال رہتی ہی اور مخالفین کو خسران ونکال

کھولا جو دفتر گلہ اپنا زبان کیا	گزری شب وصال ستم کے حساب مین

سنو ثمرۂ اطاعت ومحبت درجات عالیہ ومراتب شریفہ ہین کہ حق تعالی جل شانہ محبین کو
عنایت فرمائیگا ذرے کو آفتاب بنائیگا سیرت نبویہ مین ہی ومن یطع الرسول فاولئک
مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ وقد ذکروا
فی سبب نزول ہذہ الآیہ ان ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید الحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوماً وقد تغیر وجہہ ونحل جسمہ وعرفت الحزن
من وجہہ فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالہ فقال یا رسول اللہ ما بی وجع غیر انی
اذا لم ارک اشتقتک واستوحشت وحشۃ عظیمۃ حتی القاک فذکرت الآخرۃ حیث لا اراک ہناک
لانی ان دخلت الجنۃ فانت تکون فی درجات النبیین فلا اراک فنزلت ہذہ الآیۃ انتہے
مختصراً یعنی ومن یطع الرسول الآیہ کے نزول کا یہ سبب ہی کہ حضرت ثوبان سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے تھوڑی مفارقت سے متحمل نہو سکتے
تھے ایک روز آپکے پاس حاضر ہوئے چہرہ وجسم متغیر تھا آثار ملال بشرے سے نمایان تھے
آپنے استفسار حال فرمایا حضرت ثوبان نے کہا کچھ ہمکو درد نہین مگر کیفیت یہ ہی کہ جب
ہم بساط ملازمت سے دور ہوتے ہین کمال وحشت ہوتی ہی جبتک دولت زیارت نصیب
نہین ہوتی وہ وحشت زائل نہین ہوتی پھر ہمنے آخرت کی کیفیت کا خیال کیا کہ ہم آپکو
وہان نہ دیکھین گے اس لیے کہ اگر ہم جنت مین داخل ہونگے آپ اوسوقت درجات نبیین مین تشریف فرما
ہونگے ہماری وہان رسائی کہان تو ہم دولت دیدار سے محروم رہین گے تب خدا کا
فرمان واجب الایقان نازل ہوا کہ جو شخص اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریگا وہ انبیا وصدقا
وشہدا وصلحا کے ساتھ ہوگا اب تعریف محبت کی باعتبار غایت وثمرہ کے یون ہوئی
میل القلب الی المطاع لفوز مراتب الدنیا والدین اور جب تم لوگون مین سرے سے محبت
ہی نہین تو اوسکے ثمرے کی توقع شیخ چلی کے خیال سے کم نہین **قال** قوۃ وکمال
ایمان واسلام بقدر قوۃ وکمال محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین قوت وکمال ہی
اوسی قدر ایمان و اسلام مین بھی قوۃ وکمال ہی اور جسقدر محبت مین ضعف ونقصان
ہی بقدر اوسکے ایمان و اسلام بھی ناقص وضعیف ہی اور پہچان اسکی اتباع واطاعت مین
ہی یعنی جو محب مخلص ہی وہ دل وجان سے مطیع ومتبع ہی کسی قول وفعل مین فرمانبرداری
کو ترک نہین کرتا ہمہ تن موافقت مرضی مین سعی وکوشش واطاعت واتباع کی دل سے

نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا محبوب و پیارا ہی چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یغفر لکم اتباع رسول اللہ دلیل محبت اللہ تعالی کی ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی بھی اوسکو دوست رکھے اور بخشدے اوسکو

اقول سب کچھ سہی پر تمھین کیا تم لوگون مین محبت کی علامت پائی جاتی ہی نہ اوسکے اسباب خیر اسباب و علامات کو چھوڑ د انس وشوق و ذوق ومحو وصحو وبقا وفنا وقبض وبسط وغیرہ لوازم محبت کو دیکھو شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی لامعنی لھا الا المواظبۃ علی الطاعۃ ولما انکر المحبۃ انکر الانس والشوق والذوق والمحو والصحو والبقاء والفناء والقبض والبسط وسائر لوازم المحبۃ وتوابع المودۃ وسائر مقامات اہل المعرفۃ غضب یہ ہی کہ صاحب ایضاح الحق نے ان امور کو بدعت حقیقیہ مین شمار کیا ہی اور یہ نہ سمجھے کہ یہ لوازم محبت سے ہین و بطلان لازم سے بطلان ملزوم کا ہوتا ہی پھر انکے بدعت ٹھہرنے سے نفس محبت مذموم ہو جائیگی چنانچہ ایک مقام مین لکھا ہی سعی کردن در تحصیل مقام فنای علمی وانسلاخ واضمحلال وانکشاف مغیبات مثال وواردات وجد وحال وغیبت و استغراق وسکر وشطح وعقد ہمہ درباب تاثیرات کونیہ ونفسانیہ واشراف خاطر و القای گرمی در قلوب حضار وتعیین اوراد واذکار وریاضات وخلوات وار بعینات ونوافل عبادات والتزام طاعات شاقہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی مختصرا پھر صاحب ایضاح اور اونکی ذریات سکے مذاق پر یون تقریر کر سکتے ہین کہ قوت و کمال ایمان واسلام بقدر ضعف محبت ہی یعنی جسقدر محبت مین ضعف ونقصان ہی اوسی قدر ایمان واسلام مین قوت وکمال ہی اور جسقدر محبت مین قوت و کمال ہی اوسی قدر ایمان مین ضعف ونقصان ہی جو محب مخلص ہی وہ غیر مطیع وعاصی ہی کسی قول وفعل مین تابع نہین ہمہ تن غیر مرضیات مین سعی وکوشش اور نافرمانی مین دل سے نیت وخواہش رکھتا ہی اور ایسا ہی شخص خداوند کریم کا مغضوب ہی اور ثمرہ اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی

اوسکو دشمن سمجھے اور وہ عمل بجہنم کرے سبحان اللہ کیا فہمید ہی نہ دید ہی نہ شنید ہی محبوب کا مغضوب
دشمن کا محبوب ہونا اندھیر ہی سمجھ کا پھیر ہی پھر کہو مذاق صاحب ایضاح پر قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی الآیہ سے کیا مراد ہی اس کا بھی کوئی مفہوم مخالف ٹھہراؤ موہنہ بنا بنا کر کوئی تاویل بتاؤ ۵

اف ری گرمی محبت کہ تیرے سوختہ جان		جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کر اوٹھے

قال اور طریق نیک و عمدہ حصول محبت کا بھی یہی اطاعت و فرمانبرداری صوری و معنوی اعنی عقیدۂ
موحدانہ و عمل صالحانہ ہی **اقول** اگر فی الواقع ایسا ہی ہی تو عقیدۂ موحدانہ و عمل صالحانہ سے
بدعات حقیقیہ کا ملزوم ہاتھ آئیگا لیکن اگر یہ تسمیہ بتقلید اہل اعتزال ہی یعنی چونکہ معتزلہ اپنے
فرقے کو بسبب نفی صفات قدیمہ کے اصحاب التوحید کہتے ہین تم لوگون نے اوسی مصدر سے
مشتق بنالیا تاکہ ارباب نکات نام سے فرعیت و اشتقاق سمجھ لین تو ہم کہین گے کہ تعدد ذوات
قدیمہ محال ہی مگر تعدد صفات قدیمہ منافی وحدت ذات قدیمہ کی نہین ہو سکتی پھر جو محال ہی وہ لازم
نہین آتا اور جو لازم آتا ہی وہ محال نہین ہان اگر موحد بہ تکلف صیغہ تکلف کا سمجھا جاوی
سے بے تکلف تم لوگون پر صادق آئیگا نام سے مافی الضمیر کھل جائیگا ۵

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم		ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو	

قال اور جو منحرف و نافرمان ہی وہ مرکب شیطان ہی ہرگز ہرگز اوسکو محبت و الفت
خداوند کریم و رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم سے نہین ہی اگرچہ کیسی قدر ظاہر مین صورت بناوے
یا زبانی دعوی محبت و اطاعت کرے ع

دعوی بلا دلیل قبول خرد نہین	

محض دعوی زبان بدون تصدیق جنان و شہادت عمل جوارح و ارکان اس بارۂ خاص
مین نامسموع و غیر مقبول ہی جیساکہ شفا ی قاضی عیاض مین لکھا ہی ۵

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ		ہذا لعمری فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ		ان المحب لمن یحب مطیع

انکا تبہ ۵ مطیع یار ہونا لسے الفت کی نشانی ہی	ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو وہ یار جانی ہی

خلاف قول و فعل یار ہین کب ہوتی الفت ہی	محبت کی دلیلو نہین سے ایک صدق اطاعت ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہیشہ عداوت کا	مناسب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا

اقول انحراف کے باب ہین جو کچھ ارشاد ہوا وہ البتہ فرقۂ موحدہ پر طابق النعل بالنعل ہی مگر شفای قاضی عیاض سے جو شعر منقول ہوا وہ مذہب مرجح کا موید ہی شفا کی یہ عبارت ہی وقال الحسب من اللہ عصمۃ و توفیق و من العباد طاعۃ کما قال القائل الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین ج کیف یفسر الحب بالطاعۃ والطاعۃ تتبع الحب و ثمرتہ فلا بد ان یقدم الحب ثم بعد ذالک یطیع من احب یعنی حب کی تفسیر طاعت نہین ہو سکتی اس لیے کہ طاعت تابع و ثمرہ حب ہی تو پہلے حب ہونی چاہیے بعد اسکے طاعت خیر اگر منحرف ہین تو وہ ہین ہمکو اس سے کیا بحث گوش خر و دندان سگ اہل سنت تو خدا کے فضل سے اطاعت و محبت مین سرگرم ہین جب احیانا بمقتضای طبع گناہ کرتے ہین تو شفاعت و وسیلہ جمیلہ پر نظر کر کے خلاصۃ الوفا کا شعر پڑھتے ہین اور زار زار روتے ہین ع

عصیت فقالوا کیف القی محمدا	و وجہی بانواب المعاصی مبرقع
عسی اللہ من اجل الحبیب و قربہ	یدارکنی بالعفو فالعفو اوسع

انھین وہابیونکی طرح شفاعت و وسیلہ کا انکار نہین نحن رجال و ہم رجال پر اصرار نہین ع

یہ وہابی نجدی اک بلائے ناگہانی ہی	جو ہی دشمن خدا کا کب اکا یار جانی ہی
ہر اک سنت کو کہتا ہی یہ بدعت ہی اسے چھوڑو	حدیث اسکے تصور مین کنھیا کی کہانی ہی
یہ ہی اصرار ذکر سر در عالم نہو ہر گز	محبت اسکو کہتے ہین یہی اوسکی نشانی ہی
مخالف ہو کرے جو ہر طرح ہیشہ عداوت کا	محبت اوسنے اپنے دلمین بیشک خوب ٹھانی ہی
مناسب اوسے ہی منصفو دعوی محبت کا	شفاعت کا جو منکر ہی عداوت کا جو بانی ہی

قال مقتضای انصاف یہ ہی کہ مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم و مضبوط ایسا کرے کہ کہین مجال نقص نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین

طریق محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پھر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک نہ کرے یا پیرایہ
اطاعت میں مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے دوست بنکر کام دشمنی کا
عمل میں لاوے اور مجمع احباب و فرمان برداروں کا درہم برہم کرے جم غفیر ہیں کہ نص
صریح و احادیث صحیح کو بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع و ضعیف الاسناد بعض المشایخ
کہ وہ کسیطرح حجت شرعیہ نہیں معطل و بیکار و ماول و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول
رکھتے ہیں غلبہ ہوای نفسانی سے کچھہ بھی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات کا نہیں
کرتے اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل علیل کہ لصوص الدین
والدیانۃ بنتے ہیں اوراوسپر ایسے اقوال و دلائل باردہ لاتے ہیں کہ ضمنا و التزاما ایک
طرح الزام حضرت خداوندکریم و جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والتسلیم پر عائد کرتے ہیں اور مرتبہ
تبلیغ احکام و رسالت میں نقصان نکالتے ہیں عاذنا اللہ من ذلک یاران مطر سے بھاگ کر
زیرنا بدان ٹھہرتے ہیں نہیں سوچتے کہ اسمین کیا قباحت ہے **اقول** ہمارے اس
رسالے کے ناظرین پر مخفی نرہیگا کہ یہ سب انھیں حضرات کے کرشمے ہین ؎

بروز حشر اگر پرسند خسرو را چرا کشتی		چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

یہ لوگ اپنے کام یا وقت میں طریق محبت ظاہر نکرکے محبت کے نام سے عداوت
رکھتے ہیں اس سارے اوسکے لوازم کو بدعت حقیقیہ و ضلالت کہتے ہیں اور خود رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی اور خدا کے یار جانی بنکر در پردہ صریح
دشمنی کا کام کرتے ہیں قرآن و حدیث کے معنی من مانے کرتے ہیں محدثین و اکابر
دین کو عموما بدعتی ٹھہراتے ہیں اور جو کچھہ انکے اکابر و اصاغر ایضاح و مسایل وغیرہ
میں لکھہ گئے ہیں ضمنا و اطعنا کہکر اوسپر ایمان لاتے ہین ؎

بروستائی ز دست باران جست		رفت و در پای ناودان بنشست

قال جسطرح مجوزین ہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام اس عمل کو مع ما فیہا بعضے باوجود

علم بدعت اوسکے اور بعضے سنے علم بہ سبب جہالت ایسے مصر اور اوسکے درپے ہین کہ ثواب
فرض وسنت وعبادت وجماعت سے بڑھکر جانتے ہین تارک الجماعت والفرائض عمداً والسنن کو
دوست رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے ہین و برا جانتے
ہین **اقول** یہ تقریر محض بے سروپا ہی یہان صرف چند احتلال ذکر کیے جاتے ہین پہلا احتلال
جزء صوری یعنی ہیئت مخصوصہ مروجۂ مولد وقیام بسیط ہی یا مرکب اگر بسیط ہی قیام عرض
واحد کا محال متعددہ مین لازم آتا ہی اور یہ فی نفسہ محال ہی اگر مرکب ہی تو اس جزء صوری
کے اجزا سے ہر جزء و محال متعددہ سے کسی محل مین قائم ہوگا پس یہ جزو صوری امور متنکثرہ سے
مرکب ہوگا پھر سوای اپنی دوسری ماہیت کا محتاج ہوگا وہکذا الی غیر النہایہ پس تسلسل لازم
آئیگا دوسرا احتلال ہیات مسنون و منسخ ماہیت مین داخل ہی جیسا کہ ظاہر کلام سے
مستفاد ہی یا نہین اگر داخل ہی تو مجلس کے لیے حقیقۃ متحصلہ نرہے کہ ما بہ النزاع ہو
اگر داخل نہین ہی تو اجزای ہیئت مجلس کے اجتماع اہل اسلام و ذکر محامد وولادت و رضاع وحلیہ و
کثرت درود و تقسیم یا حضر ٹھہرے کہ بعد حصول تمامی اجزا کے عوارض خارجیہ کیطرف منتظر الحصول
ہونگی پھر احتیاج ہیات خارجیہ معبر بہیات مخصوصہ کے نرہے تیسرا احتلال اگر علما و صلحا و فقرا
و اغنیای اہل اسلام کے مجمع مین قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے محامد جلیلہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا مذکور ہوا اور حال میلاد شریف و رضاع مطہر وحلیہ مقدس کا حسب روایات واقعیہ کے
بیان ہو پھر حاضرین پر ما حضر تقسیم ہو اسمین ہر شی حسن لذاتہ ہی کہ ہیات عارضیہ سے
قبیح نہین ہو سکتا و من ادعی فعلیہ البیان چوتھا احتلال ما فیہا سے وہی اذکار وغیرہ مراد ہین
یا کوئی شی دوسری اگر اذکار مراد ہین تو ما فیہا کی عبارت بے موقع ہوگی اس لیے کہ یہ امور
اجزاء خارجیہ مجلس میلاد ہین انمین نسبت کل وجزو کی ہی نسبت ظرف و مظروف کی
نہین ہی اگر دوسری شی مقصود ہی تو پہلے اوسکی تفصیل کیجیے پھر جواب لیجیے پانچوان احتلال
کوئی عالم اسکے ثواب کو فرض سے بڑھکر نہین جانتا یہ محض اتہام ہی اگر سچا دعوی ہی کسی عالم کا

نام بتاؤ او سکی عبارت دکھاؤ باقی ہے جاہل اگر کوئی جاہل ثواب فرض سے بڑھکر جانتا ہی
تو کوئی جاہل نخیالکا جہنم سمجھتا ہی جاہلونکی افراط و تفریط قابل بحث نہین ہوتی چھٹا احتمال مجوزین
تارک الجماعت و الفرائض کو جود و سست کہتے ہین جماعت و فرائض کے ترک سے یا مسلمان
ہونے سے صورت اول کی تصدیق تو کوئی ذیعقل نہین کر سکتا اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض
سے مسلمانون مین رابطۂ اتحاد ٹوٹ نہین سکتا صورت ثانی مین کچھ قباحت نہین پائی جاتی
اس لیے کہ ترک جماعت و فرائض سے مسلمان زمرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا علامہ حسن بن
ابی بکر المقدسی غایۃ المرام فی شرح بحر الکلام مین فرماتے ہین وحجتنا فی ان العمل لیس من الایمان
قولہ تعالی قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ سماہم مومنین قبل اقامۃ الصلوۃ و فصل
بین الایمان و الصلوۃ و کذلک قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ سماہم مومنین قبل
اقامۃ الصلوۃ یعنی اہل سنت و جماعت جو کہتے ہین کہ عمل شرط یا شطر ایمان نہین ہی
اسکی دلیل خدا تعالی کا ارشاد ہی قل لعبادی الذین الآیۃ و یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الآیۃ
ان آیات مین حقتعالی جل شانہ نے قبل ذکر اقامۃ الصلوۃ کے آمنوا فرمایا اور ایمان و
صلوۃ مین فصل کیا شیخ احمد بن علی شافعی شرح وصیۃ امام اعظم ابی حنیفہ رح مین فرماتے ہین
العمل غیر الایمان لما ان کثیرا من الاوقات یرتفع العمل عن المومن لعروض مانع شرعی و بدونہ
فیجوز ان یقال ارتفع عنہ العمل و مع ذلک لا یجوز ان یقال ارتفع عنہ الایمان لتحقق معنی المغائرۃ
بینہما فان الحائض یرفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ و الصوم و امرہا بترکہما و یجوز ان یقال
رفع اللہ تعالی عنہا الصلوۃ و الصوم و یجوز ان یقال امرہا بترکہما و لا یجوز ان یقال رفع اللہ
تعالی عنہا الایمان او امرہا بترک الایمان یعنی عمل غیر ایمان ہی اس لیے کہ اکثر اوقات بسبب
موانع شرعی وغیرہ کے عمل مرتفع ہوتا ہی پر ایمان نہین مرتفع ہوتا مثلاً کہہ سکتے ہین
کہ اللہ تعالی نے حائض سے روزہ و نماز اوٹھا لیا یا اوس سے نہی کی مگر یہ نہین کہہ سکتے
کہ ایمان اوٹھا لیا گیا یا اوس سے نہی کی جا سکتی ہے کہ مجوزین یون تو تم لوگونکو بھلا

نہیں کہتے ہاں جب مولود محبت سے مجمع محبین مخلصین میں ذکر ولادت و رضاع و حلیۂ
شریف کیا جاتا ہے اور ہم لوگ ناحق انکو مبتدع و کلاب اہل النار کہتے ہو سو وقت وہ بھی کچھ جواب دیتے ہونگے

ندامت ہوگی پیچھے سے نہ سوچوگے اگر پہلے — یہ دن کب دیکھتے صاحب اگر رکھتے خبر پہلے
زبان کسکی چلی بیجا بتاؤ کون مونھہ آیا — ذرا انصاف تو کیجئے نکالا کسنے شر پہلے

قال حالانکہ مشہور و معلوم ہے کہ جو امر دین میں بعد قرون ثلثہ یعنی نوے برس کے نیا نکلا ہو
وہ بدعت ہے کما فی شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلاً وقال قولاً فی الدین لیس فی القرآن
ولا فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایجوز قبولہ ویسمی ذلک الفعل والقول بدعۃ وفی العینی
شرح صحیح البخاری البدع جمع بدعۃ وھو ما لم یکن لہ اصل فی الکتاب والسنۃ وقیل اظہار شئی لم یکن فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن صحابتہ انتہی وفی بحر الرائق البدعۃ ما احدث علی خلاف
الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان وجعل دینا قویما
وصراطا مستقیما انتہی وقال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین
من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین ولا دل علیہ الدلیل الشرعی **اقول** اس قضیہ کی کلیہ
غیر مسلم ہے علی تقدیر التسلیم بدعت کا انحصار مذمومہ میں نہیں چنانچہ شرح مصابیح میں بعد عبارت
منقولہ کے یہ لکھا ہے ان البدعۃ نوعان سیئی وحسن فالسیئی کالزیادۃ علی ارکان الصلوۃ عمدًا
وادا الصلوۃ النوافل علی الدوام بالجماعۃ وغیر ذلک والحسن کالمنارۃ وتکثیر درجات المنبر لزیادۃ
اعلام الاذان وکزیادۃ اذان الاول یوم الجمعۃ قبل الاذان الذی یکون بعد صعود الخطیب المنبر
فان امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ وضعہ وغیر ذلک مما لم یرد فیہ علماء اہل السنۃ انما بل رأوا فیہ
مصلحۃ فلا باس بہ اور عینی میں ہے وھی علی قسمین بدعۃ ضلالۃ وھی التی ذکرنا وبدعۃ حسنۃ
وھی ما رآہا المسلمون حسنا ولا یکون مخالفا للکتاب والسنۃ او الاثر او الاجماع اور شرح مقاصد میں
بعد عبارت منقولہ کے لکھا ہے المحققون من الماتریدیۃ والاشعریۃ لاینسب احدہما الآخر الی البدعۃ
والضلالۃ خلافا للمبطلین المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضا بدعۃ وضلالۃ

کالقول بحل متروک التسمیۃ عامدا او عدم نقض الوضوء بالخارج من غیر السبیلین وکجواز النکاح بدون
الولی و الصلوۃ بدون الفاتحۃ ولا یعرفون ان البدعۃ المذمومۃ ہو المحدث فی الدین الخ بظاہر خاص
انھیں کتابوں سے ثابت ہوگیا کہ بعض بدعت حسنہ ہوتی ہی کہ اوسمین مصلحت ہی مصلحت
ہوتی ہی اور فروع کے اختلاف کو بدعت کہنا مبطلین متعصبین کا کام ہی اس صورتمین
فی الواقع مجلس مولود بدعت مذمومہ نہیں ہوسکتی ○

چشم باز و گوش باز و این ذکا — خیرہ ام در چشم بندی خدا
تیری کمر کو تیری ہو اگر کمر تو سکھے — کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے

قال ورد یہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں کبھی قرار نہ پائی اگر ہوتی تو کہیں نہ کہیں
صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد
بن حنبل و حضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ائمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو عمدہ اور بہتر
کہنا ثابت و منقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے نبی و رسول کی کرنا یا کہنا پایا
جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا
کرنا ثابت نہیں ہوا اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہ امر مشروع و کار ثواب
ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید و حکم کرتے مثلا حضرت اسمعیل و یوسف علیہ السلام کب مجلس مولد
حضرت ابراہیم و یعقوب علیہ السلام ترک کرتے اور کیوں نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہر
حال اور انبیا علیہم السلام کا اور جو دعوی ثبوت کا قولا و فعلا کرے اوسپر واجب ہی کہ بسند
صحیح ثابت کرے اور ایسا ہی حال ہی نبی الحرمین سید الثقلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۃ بل ملۃ ابراہیم حنیفا کے اور فرمانے نحن احق
بموسی نہ خود کسی پیغمبر کا مولد کیا اور نہ اپنے مولد کیواسطے کسی صحابہ کو خصوصا یا امت کو عموما
اشارۃ یا صراحۃ فرمایا **اقول** یہ مجلس خاص قرن اول میں کہ مصداق خیر القرون قرنی کا تھا
قرار پائی تھی تنویر میں ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ

وقائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی وحضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ
مر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری وکان یعلم وقائع ولادتہ علیہ السلام
والانبیائہ وعشیرتہ ویقول ہذا الیوم ہذا الیوم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الرحمۃ
والملائکۃ کلہم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک اور اگر عدم النقل ہم تسلیم بھی کرلین
تو یہ منافی وجود کا نہیں ہوسکتا فتح القدیر مین ہے وبالجملہ عدم النقل لاینافی الوجود دوسرا شبہ
ہے کہ یہ مجلس قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو لیکن منقول نہو **قال** چاہئے ہونہ پایا جانا اس عمل کا
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین یا اس وجہ سے
ہے کہ اوس امر خیر کی حاجت نہیں ہے یا کوئی امر مانع اوسکا ہے یا اوسکے ثواب سے آگاہی تنبیہ
نہیں تھا یا بسبب سستی وتکاسل کے یا بسبب مکروہ جاننے اوسکے وبجہت عدم مشروعیت
اس امر کے تھا پس عدم الحاجۃ ووجود مانع منتفی وباطل ہے کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ
کے ساتھ عبادت کے منقطع نہیں تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہے اور بعد ظہور اسلام
وغلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہیں سوای ازین آمین کسی مذہب کا حرج ومزاحمت نہیں
واحتمال عدم التنبہ ووجود تکاسل کے بھی منتفی ہین اس لیے کہ یہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم وصحابہ کی شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہے پس عدم ثبوت اس کا قولاً وفعلاً
آنحضرت سے نہیں ہے مگر بجہت مکروہ ومذموم جاننے اوسکے فقط **اقول** اگر ہم تسلیم کرین
کہ یہ مجلس ماثنہ خیر القرون مین نہیں پائی گئی تب بھی اس شبہے کے کئی جواب ہین پہلا
جواب بہت سے امور رای مجتہدین وعلماء امت پر چھوڑے گئے ہین کہ من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا شرح مواقف مین ہے والجواب انہ لما علم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان الصحابۃ یقومون بذلک لتعیین ولایخلون بلم یفعل ذلک بعدم الحاجۃ الیہ کما انہ صلی اللہ
علیہ وسلم لم ینص علی کثیر من الاحکام الشرعیۃ بل وکلہا الی آراء المجتہدین الذین ہم حماۃ الدین
واعلام الشرع دوسرا جواب چونکہ بسبب صحبت کثیر البرکت ورقرب خدمت کے اون ازمنہ

مستقر ہین کوئی خلوت یا جلوت یا کوئی جلسہ یا حلقہ ذکر شریف سے خالی نہ تھا اس لیے اس مجلس کے انعقاد کی ضرورت داعی نہوئی مگر بعد قرون ثلثہ کے جب ازمنہ شریفہ سے بُعد زمانی ہوا اور لوگون کے اوضاع واطوار واخلاق وآداب مین فساد شروع ہوا تو عظمت وجلالت حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلانے کے لیے اور محبت اور عقیدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف متوجہ کرنے کے لیے اس مجلس کے تقرر وانعقاد کی ضرورت ہوئی چنانچہ مدارس کی ایجاد مین بھی اسی قسم کی ضرورت داعی ہوئی **قال** اور سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات کی تعظیم مین مکروہ ومبغوض جانتے تھے اس فرقے نے اپنے کمال نافہمی سے اوسکو اس شر القرون مین مخصوص تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت منتخب ومختص کیے ہین یہ کیسے محب ومدعی محبت ہین کہ چیز مکروہ ومبغوض حبیب کو ساتھ حبیب ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال حنا کو بسبب مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین کہ میرے حبیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلا بھی شی مبغوض ومکروہ عموما کسی طرح باعث تعظیم کا رہ نہین ہوسکتی **اقول** یہ کچھہ مقام تعجب وافسوس کا نہین ہی البتہ مقام افسوس کا یہ ہی کہ چونکہ تم جو کچھہ کہتے ہو بے سمجھے بوجھے کہتے ہو اس لیے تمھاری تقریر اور مونہہ دیکھہ کے لوگ قاقاہ کرکے لوٹ جاتے ہین اور مجھے رنج ہوتا ہی

اور نہین گرمانتے تو جاؤ کالا مونہہ کرو		تم مسی ملکر نہ غرفے سے نکالا مونہہ کرو

حضرت سلامت قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین معمول تھا بلکہ آپ خود تعظیما کھڑے ہوتے تھے تمسے کسنے کہا کہ قیام تعظیمی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ سمجھتے تھے شفا میں قاضی عیاض مین ہی وعن عمرو بن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعۃ فوضع لہ بعض ثوبہ فقعد علیہ ثم اقبلت امہ

فوضع لها ثوبہ من جانبہ الآخر فجلست علیہ ثم اقبل اخوہ من الرضاعۃ فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلسہ بین یدیہ یعنی ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ حلیمہ سعدیہ کے شوہر آئے آپنے اونکے لیے کپڑا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھے پھر حلیمہ سعدیہ آئین آپنے اونکے لیے دوسرا جانب کپڑے کا بچھایا کہ وہ اوسپر بیٹھین پھر حلیمہ سعدیہ کے صاحبزادے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اونکو اپنے سامنے بٹھایا علامہ خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہی وفیہ دلیل علی انہ یجوز القیام تعظیما لمن یستحق التعظیم یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز ہی جو شخص مستحق تعظیم ہو امام نووی رسالہ قیام مین احادیث واقوال ایمہ نقل کرکے صورت اتفاق کی لکھتے ہین ہذا ما تیسر لنا من الاحادیث ونقول الایمہ فی الترخیص فی القیام حاصلہ انہ ثبت ذلک من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ وبامرہ بذلک الانصار وتقریرہ حین فعل بحضرتہ ومن فعل جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی مواطن وجہات مختلفات ومن جہۃ ایمۃ المسلمین فی اعصارہم فی الحدیث والفقہ والزہد والتدقیق رضی اللہ عنہم اجمعین اب ہم کہتے ہین کہ سخت تعجب ومقام افسوس ہی کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذوات بابرکات کی تعظیم کے لیے جائز رکھتے تھے تم لوگ اوس سے لوگون کو باز رکھتے ہو لاسیما عین وقت ذکر ولادت باسعادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اب انصاف کرو کہ نافہمی کسکی ہی ؎

ورنہ ہر عروس خرد وست تخت وتاج		انصاف شیوہ وکرم آئین خسرویست

قال وفی المشکوۃ عن انس قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح انتہی مشکوۃ المصابیح مین حضرت انس بن مالک سے روایت ہی فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور تھے صحابہ جب دیکھتے آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے تھے حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی

اقول یہ حدیث کراہت قیام پر دلالت نہین کرتی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام صحابہ کو بالسبب تواضع کے مکروہ سمجھتے تھے مفاتیح شرح مصابیح مین ہی وہذا الحدیث لا یدل علی کون القیام مکروہا بل انما کرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا الیہ للتواضع ہمارے دیار مین اگر کسی رئیس مرد معقول کی تعظیم کے لیے لوگ کھڑے ہوتے ہین تو وہ تواضعاً کہتا ہی بیٹھے رہیے بیٹھے رہیے اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ یہ قیام اوسکو ناگوار گزرا یا بسبب کمال انس ومحبت ومودت کے امام نووی رسالہ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان بینہ وبین اصحابہ من الانس وکمال الود والصفا فلا یحتمل زیادۃ الاکرام بالقیام فلم یکن فی القیام مقصود اور اگر فی الواقع مکروہ ہوتا تو خود آپ اپنے رضاعی بھائی کی تعظیم کے لیے کیون کھڑے ہوتے **قال** وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئاً علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا رواہ ابوداود مروی ہی ابی امامہ سے کہا اوسنے رضی اللہ عنہ کہ نکلے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے عصا پر پس کھڑے ہوئے ہم لوگ یعنی صحابہ واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے نہ کھڑے ہوتے جاؤ تم سب جیسا کھڑے ہوتے ہین اہل عجم تعظیم کرتے ہوئے بعض اونکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابوداود نے

اقول اس حدیث مین بھی قیام تعظیمی مبحوث عنہ کی ممانعت نہین ہی بلکہ قیام اعاجم کی ممانعت ہی یعنی خدام کا سردار ورئیس کے سامنے یا پشت پر تعظیما کھڑا رہنا منہی عنہ ہی جیسا ہمارے ملک مین امیرون کے سامنے یا پشت پر خدام کھڑے رہتے ہین حجۃ اللہ البالغہ مین ہی وعندی لا اختلاف فیہا فی الحقیقۃ فان المعانی التی یدور علیہا الامر والنہی مختلفۃ فان العجم کان من امرہم ان یقوم الخدم بین ایدی سادتہم وہو

من افراطهم فی التعظیم حتے کادیتجاوز الشرک فهذا عنه والی هذا وقعت الاشارة فی قوله
علیه الصلوة والسلام کما یقوم الاعاجم مرقاة مین ہی ولعل الاوجه ان یقال انهم قاموا متمثلین
فنهاهم عن ذلک وعبر عنه بمطلق القیام للمبالغة فی المرام والمراد بالقیام الوقوف امام نووی
رسالہ قیام مین فرماتے ہین والجواب عنه من اوجه الاصح والاولی معناه الصریح الظاهر
منه الزجر الاکید والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس له لیس یعرض القیام بنهی لاغیره وهذا متفق علیه والمحرم
انه لایحل للانسان ان یحب قیام الناس له والمنهی عنه هو محبة القیام ولا یشترط کراهته لذلک وخطوره بباله فحق
اذا لم یحصل بباله وقاموا له اولم یقوموا فلا ذم علیه فاذا کان معنی الحدیث ما ذکرنا فمحبته ان یقام له محرمة فاذا احب
فقد ارتکب التحریم سواء اقیم له اولم یقم فمدار التحریم علی المحبة ولا تاثیر لقیام القائم ولا نهی فی حقه بحال
فلا یصح الاحتجاج بهذا الحدیث یعنی اس حدیث مین زجر اون حضرات کے لیے ہی جو لوگون کو اپنے
سامنے کھڑا رہنا پسند کرتے ہون اس مقدمے مین صرف انکا پسند کرنا حرام ہی کوئی شخص
اونکے سامنے کھڑا ہو یا نہ ہو پھر اگر کچھ خدام اوسکے سامنے کھڑے ہوئے مگر
فی الواقع اسکے دلمین لگاؤ نہین ہی تو قیام ممنوع نہوگا اور دوسری حدیث مین
اسکی تصریح بھی واقع ہی مرقات مین ہی وعن معاویة قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم من سره ای اعجبه وجعله سرورا ان یتمثل له الرجال قیاما ای یقفون بین یدیه قائمین
لخدمته وتعظیمه الظاهر انهم اذا کانوا قائمین للخدمة لا للتعظیم فلا باس فلیتبوء مقعده
من النار وقیل هذا الوعید لمن سلک فیه طریق التکبر واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من تلقاء
انفسهم طلبا للثواب ولارادة التواضع فلا باس وروی البیهقی فی شعب الایمان
عن الخطابی فی معنی الحدیث هو ان یامرهم بذلک ویلزمهم ایاه علی حب الکبر والنخوة
اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر لوگ کسی کے سامنے تعظیما کھڑے ہون تو ممنوع
ہی اور بعضون کا قول ہی کہ یہ وعید متکبرین کے لیے ہی اور اگر تکبر مقصود نہ ہو اور
وہ لوگ ثواب کے لیے یا بسبب تواضع کے کھڑے ہون تو کچھ مضایقہ نہین

اور بیہقی نے شعب الایمان مین خطابی سے نقل کی ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ وہ کبر و
نخوت سے اونکو کھڑے ہونے کا حکم کرے پھر اونکو کھڑا ہونا ضروری ہو پھر یہ حدیث
صریح مبحوث عنہ سے خارج ہی افسوس ہی کہ تمنے قیام اعاجم کے معنی نہ سمجھے بے سمجھے
بوجھے نئے نئے معانی احادیث مین پہناتے ہو آخر الامر مونہہ کی کھاتے ہو ع

ہوتے ہین پامال گل ای باد نو بہار	کس سے اوڑائی تونے یہ رفتار کی طرح

قال عن سعید بن الحسن قال جاءنا ابو بکرة فی شهادة فقام له رجل من مجلسه فابی ان یجلس فیه
وقال ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ذا الحدیث روایت ہی سعید بن الحسن برادر حسن بصری
سے کہا سعید بن الحسن نے کہ آئے نزدیک ہمارے ابو بکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس
کھڑا ہوا ایک مرد اپنی جگہ سے پس انکار کیا ابو بکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور کہا
کہ ہر آینہ نبی صلی الله علیه وسلم نے منع کیا ہی اس سے **اقول** یہ حدیث بھی قیام تعظیمی
مبحوث عنہ سے خارج ہی البتہ مجالس نماز و سماع وعظ و علم وغیرہ مین کسی دوسری جگہ پر
بیٹھنا منع ہی رسالہ قیام نووی مین ہی و اما حدیث ابی بکرة فالجواب عنه بان مولی
ابی بردة مجهول وان یکون معناه لا یقم من مجلس الصلوة و سماع وعظ التذکیر و العلم و نحو
ذلک فانه یکره له ان یؤثر بمجلسه فی هذا الموطن و یکره ایضا ان یؤثر بموضعه و ینتقل الی موضع
آخر ابعد من الامام و هکذا و ما اشبه هذا من القرب یکره الایثار فیها و هذا متفق علیه عندنا
بخلاف الایثار فی الطعام والشراب و نحوهما من حظوظ النفس فان الایثار فیها محبوب و من
شعائر الصالحین و اخلاق الکرام والعارفین و فیه نزل قوله تعالی و یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة انتهی مختصرا

ع خوش آنکہ بجز سکوت رغبت نہ شود	تا بر سر حرف تند شدت نہ شود
دارم ز خدا امید کین شوخ مقال	در بزم سخن ساز ملامت نہ شود

قال اور جو لوگ حدیث ابی سعید خدری رضی الله عنه سے جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ
بحکم سعد بن معاذ کے وارد ہی استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وہی لوگ غفلت مین ہین غور کامل و تدبر صحیح نہین کرتے **اقول** سبحان اللہ عجب کلام شیرین ہی عبارت حدا ملیح و نمکین ہی ؏

دہن تنگ مین جو آئی بات ۔ بن گئی قند کی مٹھائی بات

مبتدا کو خبر کا فراق ہی شرط کو جزا کا اشتیاق ہی غرض عبارت مین عجب پیچ و تاب ہی مضمون فرد انتخاب ہی ؏

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب ۔ ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

بیہقی و محی السنہ و امام نووی وغیرہ اکابر محدثین جواز قیام پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہین پھر سبکو مورد سہام دشنام بنانا غافل ٹھہرانا نچاہیے ؏

گالیان دیکے کیا کرتے ہین یہ قطع کلام ۔ انکے مونہہ مین یہ زبان ہی کہ الٰہی مقراض

قال اول یہ کہ مقام قیام تعظیم مین صلہ قیام کا لام کے ساتھہ آتا ہی جیسا کہ دونون حدیثین مروی مین سعید بن الحسن و ابی امامہ مین گذرا نہ ساتھہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین محاورات اہل عرب و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہین کہ اس محل قیام تعظیم مین صلہ لام مناسب و مفید مدعا ہی یا الی **اقول** یہ بحث قابل لحاظ نہین اوسکے سارے مراحل طی ہوچکے ہین مرقات مین ہی وقد تعقب الطیبی للتورپشتی بان الی فی ہذا المقام افخم من اللام واتی بما یرجع الیہ الملام **قال** دوم یہ کہ اگر اس قیام سے قیام تعظیم مقصود تھا تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے **اقول** یہ توجیہ بھی نئی نہین ہی اس بسقد سے مین بھی محدثین [illegible] تحریر فرماتے ہین [illegible] محدثین کہتے ہین اسکی تعمیم ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ قول خاص انصار کے لیے ہی مرقات مین ہی ثم اختلفوا فی الذین عناہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ قوموا الی سیدکم ہل ہم الانصار خاصۃ ام جمیع من حضر من المہاجرین معہم پھر اگر عام ہی چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر خاص ہی

توبعد تسلیم قیام تعظیمی کے انصار کی تخصیص سے ہمارا کیا نقصان ہی ہ

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی	گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

مرقات مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم قیل ای للتعظیم ویستدل بہ علی عدم کراہیتہ فیکون الامر للاباحۃ اولبیان الجواز یعنی بعض محدثین کا قول ہی کہ یہ قیام تعظیم کے لیے تھا اور یہ حدیث قیام تعظیم کے اباحت وجواز پر دلیل ہی مفاتیح مین ہی والغرض من ہذا الحدیث ان سعد المایار قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ قوموا الی سیدکم قال محی السنہ القیام الی احد للاحترام غیر مکروہ بدلیل ہذا الحدیث یعنی غرض اس حدیث سے یہ ہی کہ سعد جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا قوموا الی سیدکم محی السنہ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسیکی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہین مرقات مین ہی وقال بعض العلماء فی الحدیث اکرام اہل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام اذا اقبلوا ہکذا احتج بالحدیث جماہیر العلماء یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما وصلحا کے آنے کے وقت تعظیما کھڑا ہونا چاہیے اس حدیث سے جمہور علما جواز قیام پر حجت لائے ہین مرقات مین ہی قال وفی حدیث سعد دلالۃ علی ان قیام المرء بین یدیہ الرئیس الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم مستحب غیر مکروہ وقال البیہقی ہذا القیام یکون علی وجہ البر والاکرام کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحۃ لکعب بن مالک اس عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص رئیس فاضل عادل کے سامنے کھڑا ہو یا شاگرد استاد کے سامنے کھڑا ہو تو مستحب ہی مکروہ نہین ہی بلکہ یہ قیام بطور بر واکرام کے ہی جیسا کہ قیام انصار کا سعد کے لیے اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک کے لیے تھا اب ہم کہتے ہین کہ اگر اس قیام سے صرف اعانت مقصود تھی تو تخصیص انصار کی کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہی حکم عام مہاجر وانصار و دیگر حضار کو فرماتے اس لیے کہ صحابہ سب آپسمین نسبت اخوت کی رکھتے ہین ہ

کینہا ی کہنہ شان از مصطفی	محو شد در نور اسلام و صفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان	ہمچو اعداد عنب در بوستان
صورت انگور ہا اخوان بدند	چون فشردی شیرۂ واحد شدند
غورہ و انگور ضد انند لیک	چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک

قال سیوم یہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کی ہوتی تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم بالقیام حضرت کی بدرجۂ اولی جائز و مامور بہ ہوتی اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے ہرگز اوسکو مکروہ و منہی عنہ نہ جانتے **اقول** اصل کیفیت یہ ہی کہ جب بنی قریظہ نے محاصرہ سے تنگ آکر عرض کیا کہ جو کچھہ سعد بن معاذ حکم کرینگے ہم اوسپر راضی ہین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو کسی مقام قریب مین تھے بلوایا تا بمقتضی اپنے اجتہاد کے حکم کرین پھر سعد بن معاذ تشریف لائے اور مردان بالغ کے لیے قتل کا حکم دیا و زنان و اطفال کے لیے بردہ ہونیکا مفاتیح مین ہی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظۃ کانوا یہودیا فحاصرہم النبی علیہ السلام فنادوا من القلعۃ انا رضینا بما حکم علینا سعد بن معاذ وکان سعد نازلا فی موضع قریب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ لیحکم علی بنی قریظۃ بمقتضی اجتہادہ من قبلہم واخذ الفداء منہم وامرہم فحکم سعد بقتل من کان بالغا من رجالہم وسبی نسائہم وصبیانہم پھر ایسے محل مین تو بیشک سعد بن معاذ کی سیادت متحقق تھی اس لیے قوموا الی سیدکم ارشاد ہوا کہ موقع و وقت اسی کا مقتضی تھا باقی رہی گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مین ہم کب اسکے منکر ہین ہم تو پکار پکار کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو مامور بہ کہتے ہین اور صاف صاف کہتے ہین کہ صحابہ تعظیم بالقیام کیا کرتے تھے ؎

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم	بندۂ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

قال پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانت و اتارنے کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے

اور انکو زخم غزوۂ یوم الاحزاب کا باقی تھا سواری سے مریض و زخمی کو اترنے مین تکلیف
ہوتی ہی لہذا جب قریب آئے فرمایا قوموا الی سیدکم یعنی کھڑے ہوتے جاؤ اپنے
سردار کو اوتار لاؤ **اقول** یہ سب تمہاری تقریرین سنے سند ہین اور ہمنے جو امر محقق تھا
سابقا بہ تفصیل لکھا ہی **قال** سوا اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونے ہی کے استعمال
مین نہین آتے ہین کہین ارادے و مستعد ہونے کے معنی بھی آئے ہین جیسا کہ آیۂ وضو
مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الآیہ اس صورت مین بھی معنی صحیح یہ ہین کہ
مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت اپنے سردار کے کہ مریض و زخمی ہین **اقول**
قیام کے معنی ارادے و مستعد ہونے کے کتب جامعۂ لغت مین نہین پائے جاتے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ معنی مجازی ہی اور معنی مجازی بلحاظ سامع کے ضروری ہوتا ہی اس لیے کہ سامع
اول معنی حقیقی لیتا ہی جب معنی حقیقی نہین بنتے معنی مجازی سمجھتا ہی کما تقرر فی الاصول
مدارک التنزیل و حقائق التاویل امام حافظ الدین نسفی مین ہی فعبر عن ارادۃ الفعل بالفعل
لان الفعل مسبب عن الارادۃ فاقیم المسبب مقام السبب للملابسۃ بینہما طلبا للایجاز
یعنی فعل سے جو ارادۂ فعل ارادہ کیا اسکی وجہ یہ ہی کہ فعل مسبب ہی اور ارادہ سبب ہی
بلحاظ اختصار کے بہ سبب ملابست کے سبب کی جگہ مسبب کو قائم کیا پھر جس جگہ
معنی حقیقی بلا تکلف بنتے ہین وہان ارتکاب مجاز کی کیا ضرورت ہی ۵

عالمی گردندہ آید در برت	چونکہ بر گردی و بر گرد و سرت

قال اس طرح یہ قیام تعظیم و محبت سے علاقہ نہین رکھتا ہی اگر رکھتا ہی تو تارکین
صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی و ترک محبت و تعظیم ثابت
ہوتی حالانکہ ان سے بڑھکر محبت معظم و عظمت شناس ہونا دشوار ہی **اقول** جب نفس
قیام تعظیمی کا مامور بہ ہونا ثابت ہو چکا تو کچھ نہین کھلتا کہ تم لوگون کو معاذ اللہ نفس مقدس
و مطہر کی عظمت و جلالت کا انکار ہی یا صحابہ کے متادب بآداب ہونیکا اظہار ہی ۵

سب بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قال حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت و رواج دین و سنت مین جانفشانی فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کیے و کتنی کتنی مشقتین اوٹھائین کوئی روایت و قول و فعل و حال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہم لوگون تک بذریعۂ ازواج مطہرات و بنات طیبات و صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار نہ پونہچا اور حضرت نے خود بھی کوئی دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام نچھوڑا یہان تک کہ مسائل وضو و غسل و طہارت و آداب مجامعت جو نہایت پردے و حیا کی بات ہی اور قتال جنگ و جدال بیع و شرا و حالات دوزخ و بہشت و آثار قیامت وغیرہ سب کچھہ صراحۃ و کنایۃ بیان فرما چکے و تکمیل دین کی ہو چکی چنانچہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی مصدق اوسکی نازل ہوئی **اقول** مدارک مین ہی او اکملت لکم مایحتاجون الیہ فی تکلیفکم من تعلیم الحلال والحرام والتوفیق علی شرائع الاسلام و قوانین القیاس یعنی جسقدر تمکو حلال و حرام کے سیکھنے کی ضرورت تھی سکھایا گیا اور شرائع اسلام و قوانین قیاس کی توفیق دی گئی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا پھر یہ عمل مولد دونون قسمون مین کسی قسم سے خارج نہین اگر بیان حسن یکی مقصود ہی تو حدیث حضرت ابن عباس والی در دار رضی اللہ عنہ دیکھو و سنت حقیقیہ کہو اور اگر ضمنی مطلوب ہی تو تخریجات علامہ سیوطی و ابن حجر وغیرہ محدثین معاینہ کرو او سنت حکمیہ کہو **قال** پھر حضرت سے تعین و تخصیص و تنقیح انعقاد نفس مجلس و قیام کی کیون باقی رہگئی جبکہ اسکے کہ اسمین کوئی قباحت رہی ہوگی اور کچھہ دوسرا سبب مقصود نہین ہوتا **اقول** اس مقدمے مین بھی کوئی دقیقہ باقی نرہا تھا بعضے محدثین نے حدیثین نقل کی ہین جنکو حدیث نے ملی استخراج کیا اور معاذ اللہ اگر اسمین کچھہ بھی قباحت ہوتی تو خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے محدثین احادیث کی روایت یا اوسکے اصول کی استخراج نکرتے

قال اس لیے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین یعنی ای رسول پونہچا دے جو کچھ اوترا ہی طرف تیرے رب کیجانب سے اور اگر
نہ پونہچاوے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پونہچانے سے کوئی ذراسی بات
بھی منجملہ احکام الٰہی کے رہجاویگی تو یہ ثابت ہوگا کہ گویا تمنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی
نہ پونہچائی **اقول** بلحاظ شان نزول کے یہ آیت ما نحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ
بعضے مفسرین کا قول ہی کہ چونکہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے
تھے یہ آیۃ نازل ہوئی بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عتاب کیلیے نازل ہوئی بعضے فرماتے
ہین کہ رجم و قصاص کے مقدمے مین بعضے کا قول ہی کہ زینب بنت حجش کے نکاح کے
باب مین اور بعضے کا ارشاد ہی کہ جہاد کے مقدمے مین معالم التنزیل مین ہی وروی
عن الحسن ان اللہ تعالیٰ لما بعث رسولہ ضاق ذرعا وعرف ان من الناس من یکذبہ فنزلت
ہذہ الآیۃ وقیل نزلت فی عتب الیہود وذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی الاسلام
فقالوا اسلمنا قبلک وجعلوا یستہزؤن بہ فیقولون ترید ان نتخذک حنانا کما اتخذ نصاری
عیسیٰ حنانا فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک سکت فنزلت ہذہ الآیۃ وامرہ بان یقول
لہم یا اہل الکتاب لستم علی شئ الآیہ وقیل بلغ ما انزل الیک من الرجم والقصاص نزلت
فی قصۃ الیہود وقیل نزلت فی امر زینب بنت حجش ونکاحہا وقیل فی الجہاد وذلک ان
المنافقین کرہوہ **قال** پس غور کرنا چاہیے کہ اس آیہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم
صریح و صاف تھا واسطے تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکھہ سکتے
تھے پس بیان حکم نفرمانا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہی اسپر کہ اللہ تعالیٰ کی
جانب سے کوئی شی اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی تو ضرور ہم لوگ تک بذریعہ حضرت کے
پونہچتی پھر اب جو لوگ اسکی استناد کرتے ہین باوجود نہونے کوئی آیت کے ایک نئی

بات نکال لیتے ہین اور صریح مخالفت آیات واحادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا نکال لیتے ہین نعوذ باللہ منہا **اقول** یہ تقریر خلاف شان نزول ہو قوف ہی ایک مقدمے پر یعنی یا ایہا الرسول انا انزلنا کل امر ونہی ایک بحیث لم یبق منہا شئے اس صورت مین تمام اوامر ونواہی کا قرآن مین موجود ہونا اور ہر شئی کے لیے ایک آیت کا ہونا ضرور ہوگا اور احادیث اجماع وقیاس عموما قابل احتجاج نہ ٹھہرینگے لیکن جسنے حدیث کی خدمت کی ہی وہ اس امر کی تصدیق ہرگز نہین کرسکتا انصاف مین ہی وعن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ ان جاءک شئی من کتاب اللہ فاقض بہ ولا یلفتن عنہ الرجال فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بہا فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برأیک ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخر الا خیرا لک یعنی قاضی شریح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا اگر تمھارے پاس کوئی ایسا واقعہ آئے کہ وہ قرآن شریف مین موجود ہو تو تم قرآن کے موافق حکم کرو اور اگر ایسا امر پیش ہو کہ قرآن مین نہو اور حدیث مین پایا جاتا ہو تو حدیث کے مطابق عمل کرو اور اگر ایسا حادثہ ہو کہ قرآن و حدیث مین نہو تو اجماع امت پر عمل کرو اور اگر اس قسم کا کوئی مقدمہ ہو کہ قرآن وحدیث واجماع امت مین نہو تو اگر چاہو اپنی رای کے مطابق عمل کرو اور اگر چاہو تاخیر کرو اور یہ تمھارے لیے بہتر ہی انصاف مین ہی وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال فیہ برایہ یعنی جب حضرت ابن عباس سے کسی مسئلہ کا کوئی سوال کرتا تھا پس اگر اوسکا جواب قرآن مین ہوتا قرآن سے جواب دیتے تھے

اور اگر قرآن میں نہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے
اگر ان دونوں میں نہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال سے جواب دیتے دستور تکیہ
کسی میں نہوتا اپنی رای سے جواب دیتے تھے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر شی خاص کے لیے
آیت ضروری نہیں اور حدیث و اجماع و قیاس بھی حجج شرعیہ سے ہیں **قال** و علی ہذا
القیاس صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نے سب احوال و اقوال و افعال حضرت کے ہم لوگوں
تک پہونچا دیے یہانتک کہ خواب و خورد و مباشرت و غسل و لباس و پوشاک و صوم و صلوۃ
و حج و زکوۃ و صحت و مرض و تخلی و استنجا و طہارت وغیرہا کا بیان و ذکر فرمایا جیسا کہ ماہرین
علم حدیث و سیر خوب واقف ہیں صرف اک یہی بیان کثیر الثواب رہگیا شاید بگمان عاملین
و مجوزین کے سوای لا اصل و عبث کے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ
مدعیان ہی اور قس علی ہذا حال ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد
و طبع نقاد و فرط کوشش و اجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات و مسائل جزئیات
ہر باب کے نکالے اس بارۂ خاص میں کوئی قول معتمد و روایت صحیح اونسے ثابت نہوئی
حالانکہ ہر ایک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے و من ادعی فعلیہ البیان
اقول یہ بیان کثیر الثواب بھی باقی نرہا اور تفصیل سابقا گزری **قال** بلکہ اونکے قواعد
مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و باہر ہی **اقول** مجھے معلوم
نہیں قواعد مستخرجہ کس کے ہیں اور کیا ہیں اور اون قواعد سے ظہور بدعت کیونکر ہوا اور بدعت سے کیا مقصود ہی

خوبیاں یوں تو ہیں اس عالم تصویر میں سب		ایک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہیں

بلکہ ہم قواعد مستخرجہ ابن حجر و علامہ سیوطی سے اسے سنت حکمیہ سمجھتے ہیں کما ستذکر
قال اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متبرکین سے بھی مثل حضرت محبوب
سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہ صاحب تصانیف بھی تھے
ثبوت اسکا نہیں پایا جاتا ہی بلکہ وہی بترک بدعات و تمسک بسنت شریفہ کی تاکید

فرماتے ہے چنانچہ مقالہ ثانیہ فتوح الغیب و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہے اتبعوا ولا
تبتدعوا پیروی کنید سنت او و پیدا مکنید بدعتی را کہ در دین شود و اطیعوا ولا تمرقوا و فرمان بردار
باشید خدا را و رسول خدا را و بیرون میائید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانہ دانید خدا را
شریک مگردانید چیزی را با وی بدانید کہ ہرچہ در عالم واقع می شود ہمہ بقدرت و ارادت او ست
نیست قادر و متصرف مگر او اور مقالہ سی و ششم مین فرمایا واجعل الکتاب والسنۃ
بگردان قرآن و حدیث را امام مک پیش خود و پیشوای خود بفتح و کسر ہر دو درست است
وانظر فیہما بتامل و تدبر و نظر کن بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بہما و کار کن بآن
ولا تغتر بالقال و القیل و الہوس و فریفتہ مشو بگفتگو از خود و از مردم و ترہات بے عمل و ہوس
در کتب لغت گفتہ اند کہ ہوس نوعی از جنون ست قال اللہ تعالی و ما اتیکم الرسول فخذوہ
چیزی کہ بدہد و بفرماید شمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس بگیرید آن را و عمل کنید بدان
و ما نہیکم عنہ فانتہوا و چیزیکہ باز دارد پیغمبر شمارا از ان پس باز آئید از ان واتقوا اللہ ولا
تخالفوہ و پرہیز کنید از نا فرمودہ حق و مخالفت نکنید رسول او را فتترکوا العمل بما جاء بہ
و نگذارید کار کردن بانچہ آوردہ است او را رسول و تخترعوا لانفسکم عملا و عبادۃ و نو پیدا کنید
برای خود عملی و عبادتی را کہ رسول آن نفرمودہ است و ازینجا معلوم میشود کہ ریاضات و مجاہدات و
اعمالی کہ نہ موافق شرع و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضی از طوائف درویشان کنند سود نکند ۵

ورع کوش و صدق و صفا		ولیکن میفزای بر مصطفی

کما قال اللہ چنانکہ گفتہ است عز و جل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل در بارہ گروہی
کہ گمراہ شدہ اند از راہ راست ہموار میانہ و اختراع کردند از پیش خود عملہا و عبادتہا و رہبانیۃ
ابتدعوہا و نو پیدا کردند اہل کتاب رہبانیت را کہ عبادتست از کثرۃ ریاضت و مبالغہ
در عبادت و گوشہ گرفتن و از خلق گسستن و قطعا گرد شہوت و لذت نگردیدن ما کتبناہا
علیہم ننوشتیم و فرض نگردانیم ما کہ پروردگار ایشانیم آنرا بر ایشان شکایت است از

فضولی کردن و بہ فرمودہ نایستادن این گروہ و بر خود دشوار کردن کار را عاقبت آنرا ہم
بجا نیاوردند و رعایت حق نکردند ثم انہ قدس سرہ پیشتر بر رسمی و رسمی تحقیق پاک گردیدہ
است وی عز و جل تنبیہ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم و تنزیہ و دور داشتہ است او را من
الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفتہ است وی تعالی وما ینطق عن الھوی سخن
نمیکند وی صلی اللہ علیہ وسلم از پیش خود بہوای نفس خود ان ھو الا وحی یوحی نیست
منطوق وی کہ در ابلاغ شریعت میگوید مگر وحی کہ فرستادہ شدہ است بسوی وی ای
ما آتاکم بہ فھو من عندی لا من ھواہ ونفسہ یعنی چیزیکہ آوردہ است وی آنرا از دین و
شریعت از نزد من ہست نہ از خواہش و نفس اوست فاتبعوہ پس پیروی کنید او را ثم
قال پس گفتہ است حقتعالی قل ان کنتم تحبون اللہ بگو ای محمد ای محب من اے
محبوب من اگر ہستید شما کہ دوست میدارید خدا را و میخواہید کہ بقرب و وصول درگاہ
وی مخصوص گردید یا میخواہید خدا کہ شما را باشد دشما را دوست دارد فاتبعونی یحببکم اللہ
پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شما را خدا ربط عبارت و معنی آن بر وجہ ثانی ظاہر
است و بر وجہ اول مقصود آن باشد کہ اگر شما میخواہید کہ محب خدا باشید مرا متابعت
کنید محب چہ کہ محبوب او خواہید شد و عبارت وی رضی اللہ عنہ نیز کہ فرمود فبین
ان طریق المحبۃ اتباعہ محتمل ہر دو معنی ہست پس بیان کرد حق سبحانہ تعالی کہ راہی
کہ بآن محبت حاصل میشود اتباع پیغمبر ہست صلی اللہ علیہ وسلم قولا و فعلا در گفتار و کردار
و ہرگاہ اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال کہ اثر و نتیجہ آن ہست نیز خواہد بود
کہ المحب اثار المحبوب انتہی اقول فتوح و مفتاح کی عبارت ہمارے مدعا کے
اثبات کو نہایت مفید ہے اس لیے کہ اس سے پوری اتباع مقصود ہے اگر سنت حقیقیہ
کی اتباع کیجاوے و سنت حکمیہ بدعت ٹھہرائی جاوے یا اوامر کی اتباع کیجاوے اور نواہی کا
لحاظ نہو یا نواہی کی اتباع کیجاوے اور اوامر کا خیال نہو تو وہ پوری اتباع نہ سمجھی جاویگی

پھر جو لوگ کہ مجلس مولود نہین کرتے یا اوسے بدعت سمجھتے ہین وہ اتباع سنت بافعالہا
سے محروم ہین فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون

خدا نے قلعی کھول دی آئینۂ رخسار کی	چشمۂ خورشید مین کائی لگی زنگار کی

قال الملخص صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات
و اعلم الناس بامور الدین و اقربا بسید المرسلین تھے اور ایمۂ مجتہدین جو اعلام شریعت و موسس
اساس فقہ و کتاب و سنت و اقرب زمان صحابہ تھے جب انسے اس بارہ مین کوئی قول و فعل
ثابت نہین تو بڑا تعجب ہی کہ چھہ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کس سے اور کہان سے سند قوی
و حکم و دلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان و زمانیان کے کہ بانہ و زمانیان شہد شہدی
یا ما بعد اوسکے قایل حجت و تمسک ہین لیس یہ امر دو وجہ سے خالی نہین یا تو وہی حضرات
ان امور خاص کو دین و دینیات سے نہین جانتے تھے اس لیے اونکی طرف توجہ و التفات
نہ فرمائی یا اسکے ثواب و ترک کے عذاب سے ناواقف و بیخبر و بیعلم تھے جو اس حسنات سے
محروم ہے یہ صریح البطلان ہی پس اول مقرر و ثابت ہوا **اقول** ہم پہلے لکھ چکے ہین
کہ یہ مجلس سنت حقیقیہ ہی یا حکمیہ اگر سنت حقیقیہ ہی فہو المطلوب اور اگر سنت حکمیہ ہی تو
اسکے لیے قید زمانی نہین ہی ومن ادعی فعلیہ البیان **قال** اور اول جس شخص نے احداث
اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین اربلی ہی کہ سن چھہ سو چار ہجری مین موجد
اس امر نزاعی و بدعی کا ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر و نامی کتاب ہی مفصل
لکھا ہی کہ وہ فاسق و مسرف تھا ناچ و باجا و راگ و اسراف وغیرہ مین مصروف رہتا تھا
اقول سلطان اصل موجد عمل مولد نہ تھا اور فاسق و مسرف بھی نہ تھا بلکہ پلے درجے کا
متقی اور نیک تھا اسی اتقا کی بدولت خاص اوسکے شہر مین بھی منکرات نہوتے تھے تاریخ
ابن خلکان کیطرف جو ان لغویات کی نسبت کی گئی ہی غلط ہی اوسمین تو بڑی
دھوم دھام سے سلطان کی تعریف و توصیف لکھی ہی ہم تھوڑی سی عبارت نقل کرتے

ہیں تا ناظرین پر اس اہتمام کی قلعی کھل جاوے اور ساری شعبدہ بازی و نفسانیت پردازی یاروں کی
نظروں میں کھل جاتی تاریخ احمد شمس الدین ابن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان موسوم بہ
وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان مما ثبت بالنقل او السماع او اثبتہ العیان میں ہی
اما سیرتہ فلقد کان لہ فی فعل الخیرات غرائب لم یسمع ان احدا فعل فی ذلک ما فعلہ لم یکن شئ فی
الدنیا احب الیہ من الصدقۃ کان لہ کل یوم قناطیر مقنطرۃ من الخبز یفرقہا علی المحاویج
عدۃ مواضع من البلد یجتمع فی کل موضع خلق کثیر یفرق علیہم فی اول النہار فاذا نزل من الرکوب
یکون قد اجتمع عند الدار خلق کثیر فیدخلہم الیہ ویدفع لکل واحد کسوۃ علی قدر الفصل من الشتاء والصیف
او غیر ذلک ومع الکسوۃ شئ من الذہب من الدینار والاثنین والثلثۃ واقل واکثر وکان قد
بنی اربع خانقاہات للزمنی والعمیان وملاہا من ہذین الصنفین وقرر لہم ما یحتاجون الیہ کل یوم وکان
یاتیہم بنفسہ فی کل عصریۃ اثنین وخمیس ویدخل علیہم ویدخل الی کل واحد فی بیتہ ویتفقدہ بشئ
من النفقۃ ویسالہ عن حالہ وینتقل الی الآخر وہکذا حتی یدور علی جمیعہم وہو یباسطہم ویمزح معہم و
یجبر قلوبہم وبنی دارا للنساء الارامل ودارا للصغار الایتام ودارا للملاقیط رتب بہا
جماعۃ من المراضع وکل مولود یلتقط یحمل الیہن فیرضعنہ واجری علی اہل کل دار ما یحتاجون
الیہ فی کل یوم وکان یدخل الیہا فی کل وقت ویتفقد احوالہن ویعطیہن النفقات
زیادۃ علی المقرر لہن وکان یدخل الی البیمارستان ویقف علی مریض مریض
ویسالہ عن مبیتہ وکیفیۃ حالہ وما یشتہیہ وکان لہ دار مضیف یدخل الیہا کل قادم
علی البلد من فقیہ وفقیر او غیرہما وعلی الجملۃ فما کان یمنع منہا کل من قصد الدخول الیہا ولہم
الراتب فی الدار فی الغداء والعشاء واذا عزم الانسان علی السفر اعطوہ نفقۃ علی ما یلیق
بمثلہ وبنی مدرسۃ رتب فیہا فقہاء الفریقین من الشافعیۃ والحنفیۃ وکان کل وقت
یاتیہا بنفسہ ویعمل السماط بہا ویبیت بہا ویعمل السماع واذا طاب خلع شیئا من ثیابہ
وسیر للجماعۃ بکرۃ شیئا من الانعام ولم یکن لہ لذۃ سوی السماع فانہ کان لا یتعاطی المنکر

ولا يمكن من حاله الى البلد وبنى للصوفية خانقاهين فيهما خلق كثير من المقيمين الواردين ويجتمع في
ايام المواسم فيهما من الخلق ما يعجب الانسان من كثرتهم ولهما اوقاف كثيرة تقوم بجميع ما يحتاج اليه
ذلك الخلق ولا بد عند سفر كل واحد من نفقة يأخذها وكان يسير في كل سنة دفعتين جماعة
من امنائه الى بلاد الساحل ومعهم جملة مستكثرة من المال يفتك بها اسرى المسلمين من ايدي
الكفار فاذا وصلوا اليه اعطى كل واحد شيئا وان لم يصلوا فالامناء يعطونهم بوصية منه في ذلك
وكان يقيم في كل سنة سبيلا للحاج ويسير معه جميع ما تدعو حاجة المسافر اليه في الطريق ويسير صحبته امينا معه
خمسة او ستة الاف دينار ينفقها بالحرمين على المحاويج وارباب الرواتب وله بمكة حرسها الله
تعالى آثار جميلة وبعضها باق الى الآن وهو اول من اجرى الماء الى جبل عرفات ليلة الوقوف
وعزم عليه جملة كثيرة وعمر بالجبل مصانع للماء فان الحاج كانوا يتضررون من عدم الماء وكان
رحمه الله متى اكل شيئا واستطابه لا يختص به بل كان اذا اكل من زبدية لقمة طيبة قال لبعض
من بين يديه من اجناده احمل هذا الى الشيخ فلان او فلانة فمن هم عنده مشهورون بالصلاح
وكذلك يعمل في الحلوا والفاكهة وغير ذلك من المطاعم والمشارب والكساء وكان كريم الاخلاق
كثير التواضع حسن العقيدة سالم البطانة شديد الميل الى السنة والجماعة لا ينفق عنده من ارباب
العلوم سوى الفقهاء والمحدثين ومن عداهما لا يعطيه شيئا الا تكلفا ولو استقصيت في تعداد محاسنه
لطال الكتاب انتهى مختصرا محصل یہی کہ سلطان کے ہاتھ سے ایسے ایسے بھلائی کے
کام ہوے کہ کسی بادشاہ سے سنے نہ گئے ہر روز کئی مقام میں بہت سی روٹیاں محتاجونکو
دیتا تھا اور دولت پہ خلق کا ہجوم رہتا تھا بقدر حاجت سبکو جاڑے گرمی کے کپڑے
و تین بالہم ...نیا اشرفیاں ...تا تھا اور چار مکان ... ... کی ... کے لیے
تھے کہ اونمیں اسی قسم کے لوگ رہتے تھے اور اونکے لیے ما یحتاج مقرر تھا اور خود اتوار
و پنجشنبہ کو مکانونمیں آتا تھا ہر شخص کو دیکھتا تھا کھانے پینے کی کیفیت وغیرہ
پوچھتا تھا اونکے ساتھ کشادہ پیشانی و مزاح سے بات کرتا تھا کہ اونکے دل خوش ہو جاتے تھے

اور بیوہ عورت اور یتیم لڑکے اور لقیط کے لیے ایک ایک مکان بنوائے تھے اور ہر مکان
کے لیے مایحتاج ہر روز کا مقرر تھا اور خود اکثر وہان آتا تھا احوال دریافت کرتا تھا انکے نفقات
مقررہ سے زیادہ دیتا تھا اور جب شفاخانے مین آتا تھا ہر ہر مریض سے غذا وغیرہ کی کیفیت
پوچھتا تھا اور ایک مہمانسرا تھی کہ اوسمین ہر قسم کے مسافر بے مزاحمت آتے تھے اونکو
صبح و شام کھانا ملتا تھا جب وہ سفر کا عزم کرتے تھے اونکے لیے حسب مناسب نفقہ عنایت ہوتا
اور ایک مدرسہ بنایا تھا کہ اوسمین فقہاے شافعیہ و حنفیہ رہتے تھے اور ہمیشہ اونکے پاس
آتا تھا اور کباب کھلاتا تھا اور وہین سوتا تھا پھر سماع کیطرف متوجہ ہوتا جب خوش ہوتا
اپنا کپڑا دیتا اور جماعت کو صبحکو انعام دیتا تھا سماع سے کمال رغبت تھی لیکن وہ سماع نہین
جو غیر مشروع ہی اشیاے غیر مشروع کو تو اوسکے شہر مین بھی داخل ہونیکی اجازت نہ تھی اور
صوفیون کے لیے دو خانقاہین بنائین تھین کہ اوسمین بہت لوگ جمع رہتے تھے کہ جنکی کثرت
سے لوگ متعجب رہتے تھے اور دونون خانقاہون کے لیے بہت اوقاف مقرر تھے کہ تمام
مصارف کے لیے مکتفی تھے اور اونکی روانگی کیوقت نفقہ ملتا تھا اور ہر سال دوبار امناکے ہاتھ
بلاد ساحل کیطرف بہت مال و زر بھیجتا تھا کہ اوس سے جو مسلمان کفار کے ہاتھون مین
گرفتار رہتے تھے چھوڑائے جاتے تھے وہ قیدی جب خدمت مین حاضر ہوتے تو سلطان خود
بقدر مناسب اونکو دیتا اور اگر سلطان تک نہ پونہچتے تو حسب الحکم پادشاہ امنا اونکو دیتے اور
حاجیون کے لیے بڑی کفالت کرتا تھا پانچ یا چھہ ہزار اشرفیان حرمین شریفین زادہما اللہ
تعالی شرفا و تعظیما مین بھیجتا تھا کہ وہان مستحقین پر تقسیم ہوتی تھین اور مکہ معظمہ مین اوسکے
بڑے آثار ہین کہ بعض اب تک باقی ہین اسی سلطان نے جبل عرفات کیطرف پہلے
پانی جاری کیا اور پانی جمع ہونیکے لیے جگہہ بنائی ورنہ قبل اسکے حاجیونکو پانی کی کمال
تکلیف تھی اور جب کوئی عمدہ کھانا یا میوے یا مٹھائی کھاتا تھا تو مشائخین صالحین کے
پاس بھیجتا تھا اور خود نہایت کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدۃ نیک نیت شدید المیل

طرف سنت وجماعت کے تھا ارباب علوم سے سواے فقہا ومحدثین کے کسیکو نہین دیتا
تھا اگر احیانا دیتا تھا تو بہ تکلف اور اگر خوبیان اوسکی پوری بیان کیجائین تو کتاب بڑی
ہوجائے اگر اسی کا نام فسق و اسراف ہی تو خدا حافظ ہے

چشم بد اندیش که بر کنده باد		عیب نماید هنرش در نظر	

قال چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے اہتمام مین یہ تھا کہ تیار کراتا تھا
قبے لکڑی کے ہر قبے مین چار یا پانچ طبقے ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا
ایک قبہ اپنے لیے اور باقی واسطے امرا اور اعیان دولت کے لیے ابتداے صفر سے
بہ زینت وہ قبے آراستہ کیے جاتے تھے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک جماعت راگ گانیوالون
کی اور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی اور ایک جماعت باجے والونکی بیٹھتی تھی
پھر ہر روز بعد نماز عصر کے اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ گانیوالون کا سنتا تھا اور ٹپے
اور خیال گانیوالون پر خوش ہوتا تھا اور خود ناچتا تھا اور جبکہ رہتے دو دن پہلے
مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار سے زائد ساتھ طبلون اور آلات
غنا اور لہو کے جو کچھہ وہ سکے یہان تھے یہانتک کہ لاتا اونکو میدان تک پھر جلدی کرتے
لوگ بادشاہ کے ذبح اور قربانی اونکی مین اور چڑھاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کھانے
پھر جب ہوتی رات مولد کی بہت راگ گواتا قلعے مین بعد نماز مغرب کے **اقول** البتہ
سلطان مجلس مولود شریف ایسی عمدہ طور پر کرتا تھا کہ جسکی تعریف انسان سے نہین ہوسکتی
تاریخ ابن خلکان مین ہی واما احتفالہ بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان الوصف یقصر
عن الاحاطۃ بہ لاکن نذکر طرفا منہ وہو ان اہل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقادہ فیہ فکان
فی کل سنۃ یصل من البلاد القریبۃ من اربل مثل بغداد والموصل والجزیرۃ وسنجار ونصیبین
وبلاد العجم وتلک النواحی خلق کثیر من الفقہاء والصوفیۃ والوعاظ والقراء والشعراء ولا یزالون
یتواصلون من المحرم الی اوائل شہر ربیع الاول ویتقدم مظفر الدین بنصب قباب من الخشب

کل قبة اربع او خمس طبقات ويعمل مقدار عشرين قبة واكثر منها قبة له والباقي للامراء واعيان
دولته لكل واحد قبة فاذا كان اول صفر زينوا تلك القباب بانواع الزينة الفاخرة المتجملة
وقعد في كل قبة جوق من الاغاني وجوق من ارباب الخيال ومن اصحاب الملاهي ولم يتركوا
طبقة من تلك الطباق حتى زينوا فيها جوقا وتبطل معايش الناس في تلك المدة وما يبقى
لهم شغل الا التفرج والدوران عليهم وكانت القباب منصوبة من باب القلعة الى باب الخانقاه
المجاورة للميدان فكان مظفر الدين ينزل كل يوم بعد صلوة العصر ويقف على قبة قبة الى
آخرها ويسمع غناءهم ويتفرج على خيالاتهم وما يفعلونه في القباب ويبيت في الخانقاه
ويعمل السماع فيها ويركب عقيب صلوة الصبح يتصيد ثم يرجع الى القلعة قبل الظهر هكذا يعمل كل يوم
الى ليلة المولد وكان يعمله سنة في ثامن الشهر وسنة في ثاني عشرة لاجل الاختلاف الذي
فيه فاذا كان قبل المولد بيومين اخرج من الابل والبقر والغنم شيئا كثيرا زائدا عن الوصف وزفها
بجميع ما عنده من الطبول والاغاني والملاهي حتى ياتي بها الى الميدان ثم يشرعون في نحرها
وينصبون القدور ويطبخون الالوان المختلفة فاذا كان ليلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلي
المغرب في القلعة ثم ينزل وبين يديه من الشموع المشتعلة شيء كثير وفي جملتها شمعتان او اربع
اشك في ذلك من الشموع الموكبية التي تحمل كل واحدة منها على بغل ومن ورائها رجل يسندها
وهي مربوطة على ظهر البغل حتى ينتهي الى الخانقاه فاذا كان صبيحة يوم المولد انزل الخلع من القلعة
الى الخانقاه على ايدي الصوفية على يد كل شخص منهم بقجة وهم متتابعين كل واحد وراء
الآخر فينزل من ذلك شيء كثير لا اتحقق عدده ثم ينزل الى الخانقاه وتجتمع الاعيان
والرؤساء وطائفة كثيرة من بياض الناس وينصب كرسي للوعاظ وقد نصب مظفر الدين
برج خشب له شبابيك الى الموضع الذي فيه الناس والكرسي وشبابيك اخر للبرج
ايضا الى الميدان وهو ميدان كبير في غاية الاتساع ويجتمع فيه الجند ويعرضهم ذلك النهار
وهو تارة ينزل الى عرض الجند وتارة الى الناس والوعاظ ولا يزال كذلك حتى يفرغ الجند

من عرضهم فعند ذلك يقدم السماط فى الميدان للصعاليك و يكون سماطًا عامًا فيه من الطعام والخبز شئ كثير لا يحدّ ولا يوصف ويمد سماطا ثانيا فى الخانقاه للناس المجتمعين عند الكرسى و فى مدة العرض و وعظ الوعاظ يطلب واحدًا واحدًا من الاعيان و الرؤساء والوافدين لاجل هذا الموسم ممن قدمنا ذكره من الفقهاء والوعاظ والقراء والشعراء و يخلع على كل واحد منهم ثم يعود الى مكانه فاذا تكامل ذلك كله حضروا السماط وحملوا منه لمن يقع التعيين على الحمل الى داره ولا يزالون على ذلك الى العصر او بعدها ثم يبيت تلك الليلة هناك و يعمل السماعات الى بكرة هكذا دابه فى كل سنة وقد تلخصت صورة الحال فان الاستقصاء يطول فاذا فرغوا من هذا الموسم تجهز كل انسان للعود الى بلده فيدفع لكل شخص شيئا من النفقة يعنى سلطان مظفر الدين محفل ميلاد نبى صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتا تھا اوسکی پوری تعریف نہین ہوسکتی چونکہ سلطان کا حسن عقیدہ درباب انعقاد مجلس میلاد اوسکے شہرۂ آفاق تھا ہر سال بغداد و موصل و جزیرہ و سنجار و نصیبین و بلاد عجم سے جوق جوق فقہا و صوفیہ و واعظین و قراء و شعراء محرم سے اوائل ربیع الاول تک اربل مین آتے تھے اور سلطان لکڑی کے بیس عدد قبے قلعے کے دروازے سے خانقاہ کے دروازے تک جو میدان کے متصل تھا بنواتا تھا ہر قبے مین چار یا پانچ درجے ہوتے تھے ایک قبہ خاص سلطان کے لیے ہوتا تھا اور ما بقی ہر ہر امیر و اعیان دولت کے لیے ایک ایک قبہ پھر اوائل صفر مین ان قبون کی نہایت زینت ہوتی تھی اور ہر قبے مین ایک ایک جوق اہل سماع و ارباب خیال کے ہوتے تھے اور لوگ خوشیان کرتے تھے اور سیر کرتے تھے سلطان بعد نماز عصر کے ہر ہر قبے مین تشریف فرما ہوتا تھا اور وہان مجلس سماع ہوتی تھی اور خیالات پر خوش ہوتا تھا اور خانقاہ مین خواب استراحت فرماتا تھا اور وہان بھی مجلس سماع منعقد ہوتی تھی پھر بعد نماز صبح کے شکار مین مصروف رہتا تھا اور قبل ظہر کے قلعے مین نزول اجلال فرماتا تھا شب میلاد تک یہی دستور رہتا تھا اور مجلس میلاد ایک سال آٹھوین تاریخ کو کرتا اور ایک سال بارھوین کو بلحاظ اختلاف روایت کے پھر مجلس میلاد کے

دو روز قبل بہت سے اونٹ و گائے و بکریان نکالتے تھے اور اونکو جلدی ہانکتے تھے طبول اغانی
وبلاے کے ساتھ تاآنکہ وہ میدان مین پونہچتے پھر وہ ذبح کیے جاتے تھے اور انواع و اقسام
کے کھانے پکائے جاتے تھے شب میلاد کو بعد نماز مغرب کے مجلس سماع قرار پاتی قصائد
وغیرہ مدح مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھے جاتے تھے پھر قلعے سے خانقاہ مین شمعی
روشنی کروفر کے ساتھ داخل ہوتا پھر صبح شب میلاد کو صوفیہ کو خلعت بیشمار عطا ہوتے
پھر وعظ کے لیے کرسی نصب ہوتی اور ارکان دولت اور بہت سی مخلوق جمع ہوتی تھی
اور اوسوقت سلطان ایک بڑے برج مین رونق افروز ہوتا اوس برج مین ایک شبکہ کبھی طرف
ہوتا اور کبھی شبکے میدان کیطرف اور اوس میدان وسیع مین فوج ملاحظے کے لیے
جمع ہوتی اور سلطان کی یہ کیفیت ہوتی کہ ایکبار فوج کے ملاحظے کو میدان کے برجون
مین رونق افروز ہوتا اور ایکبار دوسری طرف کے شبکے مین وعظ سننے کے لیے اور فوج کے
ملاحظے و وعظ کے سننے کے وقت سہر اعیان دولت و فقہا و واعظین و قرا و شعرا کو
اپنے نزدیک بلاتا اور خلعت فاخرہ عنایت فرماتا جب ساری فوج ملاحظے سے گذرتی تو
بھونے گوشت وکباب وعمدہ عمدہ کھانے فقرا پر تقسیم ہوتے اور خانقاہ مین جو لوگ
مجتمع ہوتے اونکو بھی ملتے جب تقسیم کامل ہو جاتی تو باقی لوگون کے گھرون کو تقسیم ہوتا اور
یہ طور عصر یا عصر کے بعد تک رہتا پھر سلطان شب کو وہین آرام فرماتا و مجلس سماع کی
صبح تک رہتی ہر سال سلطان کا یہی طریقہ رہتا جب لوگ اپنے اپنے شہرونکا قصد کرتے
ہر شخص کے لیے نفقہ سلطان کیطرف سے عنایت ہوتا ان افعال سے پھر کوئی فعل
سلطان کا ایسا نہ تھا کہ علم وحلم وسخاوت و اتباع سنن و محبت علم کو مٹا کے فاسق و فاجر
بنادے سماع کو اکابر علما جائز و مشروع سمجھتے ہین اس لیے سلطان مجلس سماع مین حاضر ہوتا تھا
سلطان کا رقص عبارت ابن خلکان سے ثابت نہین ہوتا ۔

گلستان یابی اگر خود را تماشا میکنی	نیستی در عالم ایجاد از طاوس کم

اگر ثابت بھی ہو تو رقص صوفیہ جائز ہی طبل بھی شرعاً جائز ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی
واما ما عدا ذلك فليس في معناه كالطبل والقصيب سوى ما اعتاده اهل الشرب فانه اذا ارتفع عليه
المشابهة بقي على الاصل الاباحة انتهى مختصراً اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جس مزمار کو اہل شرب
استعمال کرتے ہین بسبب مشابہت کے ممنوع ہی ماوراء اسکے اپنی اباحت پر ہین جیسے
طبل وقصیب لشکر کا غنا ولہو بھی جائز ہی مرقاۃ مین ہی قال النووي اجازت الصحابة
غناء العرب الذي فيه النشاد والترنم والحداء وفعلوه بحضرته صلى الله عليه وسلم ومثله ليس بحرام
حتى عند القائلين بحرمة الغناء پھر ارتکاب مباحات شرعیہ سے ایسے عالم عامل سلطان
باذل کی شان مین یہ دشنام دہی ہرگز مناسب نہ تھی ~

الٰہی کس سکینہ کو مارا سمجھہ کے قاتل نے کشتی ہی	کہ آج کوچہ مین اسکے شور یا رب قتلتنی ہی

قال اور سبط ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مرآۃ الزمان مین لکھا ہی مجلس راگ کی آراستہ کرتا تھا
صوفیون کے لیے ظہر سے فجر تک اور خود ناچتا تھا **اقول** البتہ حق سماع یہی ہی کہ خاص
اوسکو یا سامعین حاضرین کو جن چیزون سے تشویش حاصل ہوتی ہو نہ کرے اسی لیے
رقص منع ہی مگر جب ایسی بیہوشی طاری ہو کہ مطلق ان افعال کا علم نہو یا ایسی کیفیت
طاری ہو کہ اپنے کو ان افعال سے باز نرکھہ سکتا ہو ایسی صورتین معذور سمجھا جائیگا خود
شارع نے ایسے ایسے مواقع پر اجازت دی ہی کیا عام حدیبیہ مین اور عبد اللہ ابی رئیس
المنافقین کی وفات کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت دین کی غالب آئی تھی
کیا عام حدیبیہ مین صلح کا انکار اور ابن ابی کی نماز جنازہ کا اور دعا کا اور قبر پر کھڑے ہونیکا
انکار نہین کیا تھا اور کیا ابی طیبہ رضی اللہ عنہ نے خون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ بعد حجامت کے نکلا تھا تبرکاً بسبب حب اسلام کے نہین پیا تھا شرح عین العلم ملا
علی قاری مین ہی ویحترز عما یشوش علیه وعلى غيره ان امكن لكن الرقص الا ان صار مغلوبا على
عقله بحيث لا يعلم لفعله او كان مجذوبا لا يطيق الامتناع عنه فيعذر الخ انتهى مختصراً اگر سلطان

کہ صوفی عالم و عامل و اہل دل سے تھا بے اختیار و بے تاب ہوکر مجلس سماع مین
رقص کیا تو حسب تقریر صاحب عین العلم و ملا علی قاری کے کیا برا کیا ؎

خلش خار کا کھٹکا ہی بغل مین موجود ‖ دیکھہ گل دعوی نازک بدنی خوب نہین

قال امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکھا ہی البتہ سماع اور قول اور رقص جو صوفی ہمارے زمانے
کے کرتے ہین حرام ہی نہین جائز ہی جانا اور بیٹھنا اوسمین **اقول** امام کے زمانے مین
صوفیونکی مجلس سماع مین مزامیر یا امارد و نسوان ہوتے ہونگے اس لیے اوسے امام نے
حرام کہا ہوگا ایک قسم خاص کے حرام ہونے سے ہر اقسام کی حرمت لازم نہین آتی سماع
کی چار قسم ہین عبادت مندوب مباح حرام اگر سماع ترویح نفس و دفع ملالت کے لیے ہو
عبادت ہی اور اگر خدا کے حب اور اوسکے اوامر مین تامل کے لیے ہو مندوب ہی اور
اگر مقامات مباح مین سرور و فرح کے لیے ہو تو مباح ہی اور اگر با مزامیر ہو یا امرد و نسوان سے
ہو تو حرام ہی شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی ان کان المتغنی بہ حبہ تعالی بذکرہ والتامل
فی امرہ فانہ مندوب ان کان المتغنی بہ السرور والفرح فیما یباح فیہ کالعید والعرس والولادۃ
والختان وحفظ القرآن کذا اجتماعہ الاخوان فی بعد الزمان للطعام والکلام وکذا قدوم بعض
الاصحاب من السفر فہو ماثور عن السلف والخلف بل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عبد العزیز صاحب
رح بعض جوابات مین تحریر فرماتے ہین در مقدمہ سرور و غنا و لو مع الدف روایات حنفیہ
مختلف آمدہ اما ارجح واقوی من حیث الدلیل و مطابقۃ الاحادیث الکثیرۃ المشہورۃ فی
الکتب المعتبرۃ ہمین ست کہ سرور و غنا مجرد از مزامیر مباح ست و دف از جملہ مزامیر مستثنی است
زیرا کہ سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق صحیح ثابت شدہ پس عالم محقق را باید کہ برہمین
روایات فتوی دہد و اولیاء اللہ خصوصا کبار چشتیہ سماع ہمین غنا فرمودہ اند کہ بحضور
مزامیر و آلات لہو و الغرض چونکہ اباحت سماع و غنا عظماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی
ہی و مشایخ عظام و علماء کرام سلفا و خلفا مجلس سماع کرتے آئے اور اوسکے جواز کا

فتوی دیتے آئے تو نفس سماع کو حرام کہنا یا اوسکے سننے والے کو فتوی دینے والیکو فاسق کہنا نچاہیے ۵

مشتری را که شور طرب در سرست	اگر آدمی را نباشد خرست

شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی واما نقل ابو طالب المکی اباحة السماع عن جماعة من الصحابة والتابعین کعبد اللہ بن جعفر وابن الزبیر ومعاویة وغیرہم فالمحمول علی سماع لیس فیه شیئ من الغنا کسماع القرآن و اشعار العرب ولو بالالحان و اما علی انه مذہبہم المختار عندہم فان المسئلة خلافیة لا اجماعیة ۵

نازم بچشم خود که جمال تو دیده است	افتم بپای خود که بکویت رسیده است
ہر دم ہزار بوسه زنم دست خویش را	کو دامنت گرفته بسویم کشیده است

قال اور ہدایہ مین ہی دلالت کرتا ہی مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے حرام ہین یہانتک کہ گانا ساتھہ بجانیکے **اقول** جو سماع مزامیر کے ساتھہ ہو اوسے ہم بھی حرام کہتے ہین یہ تقریر نہ تمھاری مفید ہی اور نہ ہمارے لیے مضر اس لیے کہ سلطان کے سماع مزامیر کے ساتھہ نہ تھے سلطان چونکہ خود عالم عامل تھا اور اوسکی مجلس مین اکابر محدثین و فقہا و متصوفین شریک رہتے تھے غیر مشروعات کو وہان دخل نہ تھا **قال** بالجملہ فاسق ہونا مظفر الدین بادشاہ مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تھے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان مذکور کو جائز کہتے تھے ثابت ہی اور فتوی ایسے لوگون کا قابل قبول کے نہین **اقول** سلطان و اوس کے ساتھی علما محدثین تو ہرگز فاسق نہ تھے پر تم ان لوگونکو گالی دیکے مفت مین فاسق بنتے ہو کہ سباب المؤمن فسوق ۵

چشم باز و گوش باز و این ذکا	خیره ام در چشم بندی خدا

قال اور مؤید اسکا و معین ترویج ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہوا وہ وقت جانے خراسان کے اربل مین آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکھکر واسطے خوشی و رضامندی مظفر الدین کے یک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف کرکے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ کو دیا پھر تو جاری و ساری ہوگیا یہانتک کہ اس حد کو پونہچا حال تزئین و التقا

شاہ اربل کا احداث بدعت و رواج و شغل غنا و مزامیر و اسراف سے ظاہر ہو گیا کہ کیسا قابل ملامت
تھا **اقول** سلطان کی نسبت جو کچھ ارشاد ہوا سب خلاف واقع ہی نہ اوسنے کسی بدعت کا
احداث کیا نہ شغل غنا و مزامیر مین رہتا تھا نہ مسرف تھا نہ قابل ملامت تھا بلکہ متدین متقی عالم عامل و سخی تھا

گویند کہ ہجو کرد مارا شخصے
شیرین و لطیف ہمچو شیر و شکر
صد شکر کہ آنچہ عیب ما بود و غبار
امروز برای دیگری گشت ہنر

قال اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان مین بلفظ متہم فی النقل
مجروح کیا ہی اور ابن نجار نے ابن دحیہ کے حال مین نقل کیا ہی کہ رأیت الناس
مجمعین علی کذبہ وضعفہ وادعائہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنی دیکھا مینے بہت سے
آدمیونکو کہ متفق تھے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف ہونے اوسکے اور اوپر
دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے کہ نہ سنا اوسنے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات
اوس شخص کے کہ جسکی نہ ملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تھا
کسی شخص سے دعوی کرتا تھا کہ اوسکو سنا ہی اور جس سے ملاقات اوسکو نہ تھی دعوی کرتا تھا
کہ اوس سے ملاقات ہی اور کتب اسماء الرجال وغیرہ مین بہت قصے اوسکے واضع و کاذب
ہونیکے لکھے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین بیان
اقسام وضاعین احادیث کے لکھا ہی ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بآرائھم
فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب
یعنی ایک قسم وضاعین حدیث کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہوتے ہین جانب قائم
کرنے دلیل کے اوس مسئلہ پر کہ فتوی دیا ہی اوسکا اپنی رای سے پس حدیث بناتے
ہین کہا گیا ہی کہ ابو الخطاب بن دحیہ یہ بات کرتا تھا اور شاید کہ اوسنے وضع کی ہی حدیث
قصر کی نماز مغرب مین اور کہا ابن حافظ ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مینے کہ یہ ابن
دحیہ ہلکا جاننے والا ہی دین کے کامون کا عادت رکھتا ہی جھوٹ بولنے کی

کا مؤرخین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکھا ہی کہ نہ اچھا معلوم ہوا مجکو حال
ابن دحیہ کا تھا بہت برا کہنے والا اماموں کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنبھوری نے کہ مشایخ
مغرب نے لکھا جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پھر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول سنبھوری
کے کہ پھر دیکھین مینے ابن دحیہ سے بہت چیزین کہ دلالت کرتی تھین مجروح ضعیف ہونے پر

اقول ابن خطاب بہت بڑا عالم و محدث و ادیب تھا بلاد اندلس مین علم حدیث پڑھا اور
وہانکے علما و مشایخ کی صحبت مین مدت تک رہا پھر وہانسے بر الغدوہ مین آیا پھر
افریقیہ مین پھر دیار مصر مین پھر شام و شرق و عراق مین اور بغداد مین بعض اصحاب
ابن الحصین سے سماع حدیث کی اور واسط مین ابو الفتح محمد بن احمد میدانی سے پھر عراق
عجم و خراسان اور مازندران گیا لیکن یہ سبب سفر صرف تحصیل و تکمیل فن حدیث کے لیے
تھا اور اصبہان مین ابی جعفر صیدلانی سے و نیشاپور مین منصور بن عبد المنعم سے سماع
حدیث کی الغرض تحصیل علم حدیث مین اسقدر محنت و جانفشانی ابن دحیہ کے فضل و کمال پر
بہت بڑی دلیل ہی تاریخ ابن خلکان مین ہی وکان ابو الخطاب المذکور من اعیان العلماء
ومشاہیر الفضلاء متقنا لعلم الحدیث النبوی وما یتعلق بہ عارفا بالنحو واللغۃ وایام العرب
واشعارہا الی آخر ما قال اس زمانے مین ادنی ادنی شخص جنھین ایک حدیث یاد نہین
اور طلب حدیث مین کبھی دروازے کے باہر پاؤن بھی نہ رکھا اپنے کو محدث کہلاتے
ہین اور ایسے ایسے اکابر کے حق مین رکیک کلمے زبان پر لاتے ہین فالکھانی کے
جواب مین علامہ سیوطی رح تحریر فرماتے ہین انہ احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب
الی اللہ عز وجل وحضر عندہ العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ ابن دحیہ وصنف لہ
من اجلہ کتابا فہؤلاء علماء متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ اس عبارت سے کمال
تعظیم ابن دحیہ کی پائی جاتی ہی اس لیے کہ علما و صالحین کے ذکر کے بعد ابن دحیہ کا
ذکر بطور تخصیص بعد تعمیم کے ہی جس سے فائدہ تعظیم کا حاصل ہوتا ہی سوا اسکے ہؤلاء

علماء مستندین کے مشار الیہ ابن دحیہ بھی ہین الغرض محدثین کے نزدیک ابن دحیہ کا
بہت بڑا اعتبار ہی اس لیے جابجا اپنی کتابونمین ابن دحیہ کی روایات واقوال کی سند
لاتے ہین علامۂ سیوطی طرح السقط ونظم اللقط مین فرماتے ہین قال القرطبی انہ لایجوز
لحاکم ان یقبل بعلمہ الا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال الحافظ ابن دحیہ اختص النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بان لہ قتل من اتہم بالزنا من غیر بینۃ ولا یجوز ذالک لغیرہ انتہی مختصرا علامۂ
نے اس عبارتمین ابن دحیہ کو بلفظ حافظ معنون کیا ہی بغیۃ الوعاۃ مین خود علامۂ
سیوطی فرماتے ہین الحافظ ابو الخطاب کان من اعیان العلماء ومشاہیر الفضلاء
متقنا لعلم الحدیث وما یتعلق بہ اور تدریب الراوی کی عبارت جو ابن دحیہ کی نسبت
لکھی گئی ہی معنون بہ لفظ قیل ہی جس سے صاف ضعف نمایان ہی اس ضعف پر بھی
کانہ سے تمریض پائی جاتی ہی خیر اگر ہم فرض کرین کہ کسی نے قصر مغرب مین وضع حدیث
کی نسبت بھی کی تو کیا اس سے ابن دحیہ واضع ٹھہر جائینگے ابو حفص بلقینی
وابن الملقن وعراقی صاف فرماتے ہین کہ ابن دحیہ کیطرف کسی نے اسکا جزم نہین کیا
اور نہ اونکے ترجمے مین اسکا ذکر کیا کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث مین ہی
وضرب بلحیون الی اقامۃ دلیل علی ما اثبتوا بانہم فیضعون قال شیخنا العراقی کما نقل عن
ابی الخطاب ابن دحیہ ان ثبت عنہ انتہی وقد حدثنی مشایخنی الحفاظ الثلاثۃ ابو حفص
البلقینی ابن الملقن والعراقی کل بالقاہرۃ بان ابا الخطاب ابن دحیہ المذکور وضع
حدیثا فی قصر صلوۃ المغرب ولم یجزم احد منہم بذالک وہذا لم اذکرہ فیہم لانہ لم یجزم احد منہم بذلک
ولم ار احدا جزم عنہ بذالک ولا ذکر ذلک فی ترجمتہ وکان ینبغی لشیخنا العراقی ان تمیل بغیر
ابن دحیہ لکونہ ما ثبت عنہ ذلک وعلامہ تلمسانی نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب
مین فرماتے ہین وتکلم فیہ جماعۃ فیما ذکرہ ابن النجار وقدرہ اجل مما ذکروہ **قال** جب
معلوم وثابت ہوا حال کاذب وفاسق ہونے محدث ومعین ومروج کا تو عمل کیا

سب اہل انصاف و تمیز پر حال شیخ محدث کا کہ کس قدر مخالف و مجروح و مقدوح ہی و چنانچہ
کتاب شرعۃ اللہ مین مرقوم ہی ومنہا القیام عند ذکر وضع خیر الانام فی عمل مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام
فانہ بدعۃ لا اصل لہ فی الشرع کیف و دلت الاحادیث والآثار علی کون القیام لتعظیم القادم مکروہا
فما بال ہذا القیام الذی حدث عند حکایۃ القدوم فی ہذا العمل فلو سلم مشروعیۃ القیام لتعظیم
القادم کما ہو مذہب بعضہم لا یلزم منہا مشروعیۃ ہذا القیام ولا تغتر باعتیادہ المدعون للوجد
والمحبۃ فان کثیرا منہم اشتغلوا بالمزامیر والملاہی والرقص وامثالہا مع اتفاق العلماء سیما
الحنفیۃ علی حرمتہا یعنی بعض مدعیون سے قیام ہی وقت ذکر ولادت خیر الانام کے بیچ
عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پس ہر آینہ وہ بدعت ہی کچھ اصل نہین اوسکی
شرع مین کیونکر نہ بے اصل ہو حالانکہ دلالت کیا احادیث و آثار نے اوپر ہونے قیام کے
مکروہ واسطے تعظیم شخص آنیوالے کے پس کیا حال ہی اس قیام کا کہ نو پیدا ہوا وقت بیان
قدوم کے اس عمل مولد مین پس اگر تسلیم کیجاوے مشروعیۃ قیام کیواسطے تعظیم آنیوالے
کی جیسا کہ مذہب بعضون کا ہی تو اس سے لازم نہین آتا ہی مشروع ہونا اس قیام کا
و نہ فریفتہ ہو تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی ہی مدعیان وجد و محبت نے اس واسطے کہ اکثر اونمین
کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر و ملاہی و ناچ و مثال اوسکے باوجود اتفاق علمار کے خصوص
علماء حنفیہ اوپر حرمت اوسکے **اقول** تقریر سابق سے کسی کا فسق و فجور ثابت نہین ہوا
بلکہ فضل و کمال و اتباع سنن متحقق ہوا فتذکر ما سلف مگر شرعۃ اللہ کی عبارت جو نقل کی گئی
ہی وہ تمہاری تقریرات سابق کے منافی ہی اس لیے کہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ بعض
مذہب پر قیام تعظیمی درست ہی اور تمنے سابقا کل کی نفی کی ہی سوا اسکے ارباب وجد
و محبت کے مقدمے مین جو لکھا گیا کہ اکثر لوگ مزامیر و ملاہی و رقص مین مشغول رہتے ہین تو ہمکو
اوس سے بحث نہین نہ ہم ایسے لوگونکے قول کی سند لاتے ہین نہ اونکی اقتدا کرتے ہین ٥

چمنی تو نے افشان جو اپنی جبین ہی	ستارون مین اوسکی چنان اور جنین ہی

قال قال الحلبی وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر
وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ
یعنی کہا قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت میں کہ جاری ہوئی عادت
اکثر محبین کی جب سنتے ہین وہ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے
ہین واسطے تعظیم آنحضرت کے وحال آنکہ قیام بدعت بے اصل ہی اقول اس مقام
پر تھوڑی سے عبارت بطور لا تقربوا الصلوۃ کے نقل کی گئی ہی پوری عبارت کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قامع البدعات استحسان کے قائل ہین علامہ برہان الدین
حلبی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین فرماتے ہین ومن الفوائد انہ
جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا ای لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس
کل بدعۃ مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح
نعمت البدعۃ وقد قال العز بن عبد السلام رحمہ اللہ ان البدعۃ تعتبر بہا الاحکام
الخمسۃ وذکروا من امثلۃ کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی
امرنا ای شرعنا ما لیس منہ فہو رد لان ہذا عام ارید بہ خاص فقد قال امامنا الشافعی
قدس اللہ سرہ ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو من البدعۃ
الضالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فہو من البدعۃ المحمودۃ
وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا
وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام
السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری رحمہ اللہ
فی مدحہ صلی اللہ علیہ وشرف وعظم ؎

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب		على ورق من خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه		قياما صفوفا او جثيا على الركب

فعند ذلك قام الامام السبكى رحمه الله وجميع من بالمجلس فحصل انس كبير بذلك المجلس ويكفى ذلك فى الاقتدا يعنى بہت لوگون کی عادت ہی کہ جب ذکر ولادت باسعادت سنتے ہین تعظیما کھڑے ہوتے ہین اور یہ قیام بدعت ہی اسکے لیے اصل نہین ہی لیکن بدعت حسنہ ہی اس لیے کہ سب بدعت مذمومہ نہین ہو سکتی نماز تراویح کے لیے اجتماع ناس کی مقدمے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعمت البدعۃ عز بن عبد السلام نے کہا کہ بدعت پر احکام خمسہ متعلق ہوتے ہین کہ انکی مثالون کا ذکر کرنا خالی طوالت سے نہین ہی اور یہ ایاکم ومحدثات الامور وغیرہ احادیث کے منافی نہین اسواسطے کہ یہ عام ہی اس سے خاص ارادہ کیا گیا امام شافعی نے کہا کہ جو بدعت مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے ہو بدعت ضلالہ سے ہی اور جو نئی چیز کہ قسم خیر سے ہو اور اسکے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ سے ہی اور وقت ذکر اسم مبارک کے عالم امۃ مقتدی الایمہ امام تقی الدین سبکی نے قیام کیا اور انکے زمانیکے تمام مشایخ کبار نے انکی اقتدا کی ایک روز امام سبکی کے پاس بہت علما ہی زمانہ مجتمع تھے کہ کسی نے قول صرصری قليل لمدح المصطفى الخ پڑھا امام اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہوے اور اس قدر اقتدا کے لیے کافی ہی **قال** قال صاحب نور اليقين لمن طلب الدين چیزیکہ نام آن مولد نہاند بدعت ست چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ کس را بدین نفرمودہ ونہ خلفای وی ونہ ایمہ ونہ خود این فعل کردہ انتہی **اقول** بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہوگی اگر بالفرض سیئہ مراد ہو تو جواب اسکا سابقا مذکور ہوا ہی **قال** اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے مجموعہ فتاوی مسمی تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما یفعلہ الجھال على راس كل حول فى شهر ربيع الاول ليس بشئ ويقومون عند ذكر مولده صلى الله عليه وآله وسلم يزعمون ان روحه صلى الله عليه وسلم يجئ وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك وقد

وجد صادق من غیر ریاء ولا تکلف او قام باختیار من غیر اظهار وجد وقام له الجماعة فلابد من الموافقة
فذلک من اداب الصحبة ولکل قوم رسم ولابد من موافقة الناس باخلاقهم کما ورد فی الخبر لا سیما اذا کانت
اخلاقا فیها حسن العشرة والمخالطة وتطییب القلب بالمساعدة وقول القائل ان ذلک بدعة لم یکن فی
عهد الصحابة فلیس کل ما یحکم بالاباحة منقولا عن الصحابة وانما المحذور بدعة تراغم سنة ماموره ولم
ینقل النهی عن شئ من هذا انتهی ملخصا اس مقام مین ہم کہتے ہین کہ جب کوئی شخص مجلس مولود
مین وجد صادق سے یا بدون وجد کے کھڑا ہو اور جماعت اوسکے لیے کھڑی ہو تو موافقت
کھڑے ہونا ضروری ہی سوا اسکے جب مجلس میلاد مین قیام استحسان علماء سے ہو گیا ہی اور اہل اسلام
و بہجم قیام کیا کرتے ہین تو ضرور چاہیے کہ آدمیونکی موافقت اخلاق مین کیجاوی خصوصا جب
اس قسم کے اخلاق ہون کہ اونمین حسن عشرت ومخالطت ہو اور مساعدت سے باعث خوشی کا
ہو اور اگرچہ اس قیام کا حصول زمانہ صحابہ مین نہ ہو مگر جو کچھ مباح ہی اوسکا زمانہ صحابہ مین ہونا ضرور
نہین ہان بدعت محذور وہ بدعت ہی کہ سنت ماثورہ کے خلاف ہو اور اس مقدمے مین کہین
نہی وارد نہین ہوئی **قال** سوا اسکے قدمار اکابر علماء مذاہب اربع جو بڑے نامی گرامی وصاحب
تصانیف معتبرہ ہین وہ مانع ومنکر اس عمل مولد کے ہین **اقول** اسماء منکرین جو پیش کیے گئے
وہ اقسام ہفتگانہ سے خالی نہین پہلی قسم اونکا مجوز ہونا یقینا معلوم ہی دوسری قسم
کتب محولہ مین انکار نہین پایا جاتا تیسری قسم انکار اگرچہ پایا جاتا ہی مگر محققین مستندین نے
رد اسکا جواب بھی دیا ہی چوتھی قسم مذبذبین یعنی اونکے کلام سے بعض ناظرین مجوزین
مین داخل کرتے ہین پانچوین قسم منکرین کیطرف سے تصحیح نقل نہو سکی چھٹی قسم منکرین
غیر معتبر ہین ساتوین قسم منکرین مجہول الحال ہین **قال** مثل ابو عبد اللہ بن الحاج
مالکی صاحب مدخل **اقول** یہ چوتھی قسم مین داخل ہین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ
نے انھین مجوزین مین شمار کیا ہی اور علامہ سیوطی وشیخ عبد الحق دہلوی کے کلام سے بھی
اونکا مجوز ہونا پایا جاتا ہی اور سبیل الہدی مین ہی میلاد مین خاصة عبادة وخیر کے لیے بہت کچھ

لکھا ہی تھوڑی سی عبارت یہان نقل کیجاتی ہی وکان یحب ان یزاد فیہ من العبادۃ والخیر
شکر اللمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وانکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علی غیرہ
من الشہور شیئا من العبادات ماذاک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفقہ امتہ لانہ علیہ الصلوۃ
والسلام کان یترک العمل خشیۃ ان یفرض علی امتہ رحمۃ منہ بہم اور ظاہر ہی کہ عمل مولد کی
اسمین داخل ہی **قال** اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد۔ **اقول** یہ ساتوین قسم مین
داخل ہین اور قول معتمد اسم با مسمی نہین ہی اگر ہی تو مجوزین کی کسی تحریرون سے
یا اون کتابون سے کہ جن سے مجوزین نے نقل و استناد کیا ہو یا منکرین کی مستندین
سابقین کی کتب مشہورہ و معروفہ سے یا عموماً اون کتابون سے کہ متداول و متعارف
و مستند ہین اسکا استناد ثابت کیا جاتے **قال** اور علی بن ابی الفضل المقدسی مالکی اور
ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید مالکی اور محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب
البدع والحوادث **اقول** بلحاظ علامہ سیوطی وابن حجر عسقلانی وابن جزری وابن
جوزی وملا علی قاری وغیرہ محدثین کبار کے یہ حضرات چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور شمس الدین بن القیم حنبلی **اقول** یہ ابن تیمیہ کے خاص شاگرد ہین اس باب مین
انکا قول قابل اعتبار نہین اس لیے یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہونگے **قال**
اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین بن اصل الشافعی مصنف شرح
البعث والنشور اور عبد الرحمن مغربی حنفی صاحب فتاوی **اقول** بمقابلہ کلام علمای
محدثین سابقین کے انکا کلام قابل وثوق نہین تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہوسکتے
قال اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی مصنف تفسیر بحر مواج و مولف فتاوی
تحفۃ القضاۃ **اقول** قاضی شہاب الدین کی تصانیف دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی
صاحب کو علم حدیث نہ تھا چنانچہ سابقا مذکور ہوا تو یہ بھی چھٹی قسم مین داخل ہین **قال**
اور بیر علی افندی حنفی مصنف طریقۃ محمدیہ **اقول** بیر علی افندی تو مصنف طریقہ محمدیہ

کے نہین ہین اور طریقہ محمدیہ مین اسکا انکار بھی پایا نہین جاتا بلکہ مصنف وہ اسکے محمد افندی برکلی رومی
ہین کل لوازم سے ہی تو یہ دوسری پانچوین قسم مین داخل ہین **قال** اور ابن حب افندی حنفی شارح
طریقہ محمدیہ **اقول** شارح اسکے عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی ہین چنانچہ یہ شرح مصر مین
چھپ گئی ہی یہ بھی دوسری قسم مین داخل ہین **قال** اور علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ
اقول یہ مقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور امام شعرانی صاحب کتاب تنبیہ
اقول تنبیہ امام شعرانی مین کہین اسکا انکار پایا نہین جاتا بلکہ امام نے لواقح الانوار مین شیخ احمد
بدوی کے مولد کی دھوم دھام جو لکھی ہی اوس سے صاف نمایان ہی کہ امام مجلس مولد نبوی کے جواز کے
کبھی منکر نہین ہو سکتے لواقح الانوار مین ہی وتخلفت عن میعاد حضوری للمولد سنة ثمان واربعين
وتسع مائة وكان هناك بعض الاولياء فاخبرني ان سيدي احمد رضي الله عنه كان ذلك اليوم يكشف
الستر عن الضريح ويقول ابطأ عبد الوهاب وما جاء اور دوسرے مقام مین ہی واخبرني شيخي شيخنا الشيخ
محمد الشناوي رضي الله عنه ان شخصا انكر مولده فسلب الايمان فلم يكن فيه شعرة تحن الى دين
الاسلام فاستغاث لسيدي احمد رضي الله عنه فقال بشرط ان لا تعود فقال نعم فرد عليه ثوب
ايمانه سبحان اللہ انکار مولد شیخ احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے تو ایمان مسلوب ہو جاوی اور سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد سے کھلے کھلے انکار کیا جاوی تو امام پہلی دوسری چھٹی قسم مین
داخل ہین **قال** اور تاج العلما تاج الدین فاکہانی **اقول** یہ تیسری قسم مین داخل ہین اس لیے
کہ فاکہانی نے جو کچھ اس باب مین لکھا ہی علامہ سیوطی نے اوسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہی
قال اور مولانا فضل اللہ صاحب بہجة العشاق **اقول** یہ چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور
صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی اور صاحب فتاوی خیر السالکین **اقول** یہ حضرات
مقابلہ اون محدثین کے چھٹی قسم مین داخل ہین **قال** اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
اقول یہ دوسری قسم مین داخل ہین رشید المتکلمین قاضی رشید الدین خان دہلوی رح جواب
استفتا مین کہ وہ بطور رسالے کے مدون ہی فرماتے ہین انچہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالی

شانہ عنہ از مولود خوانی پیرزادہ ہای خود منع نوشتہ اند مراد ازان قصائد و نعت وغیرہ بالحان خوش
کہ داخل سماع و نغمہ باشد سد الباب مخالفت وضع بزرگان طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم کہ پیرزادہ ہا
ہر شب جمعہ مجلس سماع اختیار نمودہ بودند تفصیل اینمقدمہ در مقدمہ مکتوبات و بیست و ہفتاد و سیوم
دمکاتبات دیگر از جلد اول حضرت رضی اللہ عنہ الشان باید طلبید بجہت تطویل عبارت مکاتیب شریف ایراد
نمود انتہی **قال** اور علی ہذا القیاس ہر زمانہ و ہر طبقات مین اتنے بکثرت مانعین ہوتے آئے کہ احصاء و شمار
اونکا نہایت دشوار ہی نقل عبارات مین ان بزرگوار کے ایک دفتر طویل و طومار ہونیکا یقین ہی لہذا اسی قدر پر
اکتفا کی گئی **اقول** یہ جملہ بکمال بے باکی سے تحریر ہوا کسی محدث سے انکار پایا نگیا اگر بسبب
غشاوت بشری کے خاکہانی مالکی سے انکار ہوا تو جواب اوسکا حافظ جلال الدین سیوطی سے موجود ہی

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے ‌ ‌ ‌ ‌ برات عاشقان برشاخ آہو اسکو کہتے ہین

اب ہم علماء محققین محدثین مجوزین مجلس میلاد کے نام مذکور کرتے ہین انمین بیشتر علما ایسے ہین
کہ تم لوگونکو اونکی جلالت و عظم شان مین بجز اعتراف کے یارا نہین انکار و چون و چرا کا چارہ نہین
حافظ ابو الفضل بن حجر عسقلانی حافظ ابو الخیر سخاوی حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف
بابی شامہ علامہ ابن جوزی علامہ بن طغرل علامہ ابی عبد اللہ محمد بن النعمان شیخ ابو موسی زرہونی
علامہ ابو بکر الدنقلی علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان الولوی علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری
علامہ برہان محمد الناجی علامہ برہان ابو الصفا علامہ برہان بن یوسف الفاقوس شیخ برہان الدین
بن عمر الجعبری مولوی تراب علی لکھنوی علامہ جلال الدین سیوطی علامہ جمال الدین العجمی
الہمدانی جمال الدین مرزا حسن علی میرک محدث لکھنوی مولانا حسن بجہنی علامہ ربیع قاضی
رشید الدین خان دہلوی مولانا زین المحمود البہرانی النقشبندی حافظ زین الدین العراقی علامہ
سلیمان برسوی امام سعید الدین محمد مسعود کازرونی علامہ سیف الدین ابو جعفر ترکمانی دمشقی حنفی
شاہ سلامۃ اللہ بدایونی علامہ شمس الدین حنفی مولی حسن بجبری علامہ شمس الدین احمد بن محمد
شیواسی علامہ شمس دمیاطی المعروف بابن الستیاطی علامہ شہاب الدین بن حجر مکی الہیتمی

علامہ صدر الدین بن عمر الجزری مفتی صدر الدین دہلوی علامہ ظہیر الدین بن جعفر حافظ عماد الدین
بن کثیر ملا علی قاری شیخ عبد الحق محدث دہلوی شاہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولوی
فضل حق خیر آبادی علامہ قسطلانی مولوی کریم اللہ دہلوی مظفر الدین شاہ اربل شیخ محمد بن
حمزۃ العراقی الواعظ شیخ محمد بن عثمان علامہ مجد الدین ابو طاہر علامہ محمد بن یعقوب الفیروز آبادی
قامع البدعۃ امام محمد شامی مولانا محمد طاہر صاحب مجمع البحار مولانا استاذی مفتی محمد یوسف لکھنوی
مولانا استاذی حافظ محمد عبد الحلیم لکھنوی مولوی محمد اسحاق دہلوی علامہ ناصر الدین مبارک بن
بطاح علامہ نصیر الدین الطیالیس مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ابو یوسف الحجاز وغیرہم شکر اللہ
مساعیھم انکے اقوال کی نقل مین البتہ بسط ہی **قال** اب ان مجوزین سے استفسار ہی
کہ کیا وجہ قیام کی ہی اگر بنظر تعظیم ہی تو پہلے احادیث سے گزر چکا کہ یہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ و مبغوض تھا پھر اب بدرجہ اولی اوس کراہتہ کی رعایت چاہیے
مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووے حضرتکی شان مین خاص کیا جاوے اور یہ گمان کہ آپ
اوس امر مکروہ و مبغوض سے حضرت راضی ہونگے اگرچہ دنیا مین ناراض تھے نہایت گمان بد قابل
تدارک و تعزیر ہی کسواسطے کہ شان بزرگان سے بعید ہی کہ جس امر کو برا جانتے ہون کبھی اور اوس سے
ناراض ہون پھر اوسکو عالم تقدیس مین اچھا جانے اور اوس سے راضی ہون چہ جائیکہ شان پاک حضرت
مقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے **اقول** یہ سب غلط ہی اور انکا جواب بالتفصیل سابقا مذکور ہو فتذکر

ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماینگے کیا		حد سے گزری بے نیازی بندہ پرور کب تلک

قال اور بالفرض یہ تعظیم بھی ہو تو کسکی تعظیم ہی آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہ و من اول البیان
الی نہایتہ چاہیے نہ ایک جگہ خاص و ایک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح بلا مرجح ہی یا یہ تعظیم
خاص حضرتکی یا روح پاک حضرتکی ہی یا والدہ ماجدہ حضرت کی یہ سب بے ادبی و ایک قسم کی بیحرمتی ہی
ایسے لوگ قابل تعزیر لائق توبہ ہین کسواسطے کہ حضرت وہان تشریف رکھتے نہ روح پاک آتی ہی
نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہی ولو سلم کہ کسکی تعظیم ہی تو ہم لوگ ایسی تعظیم کے

مامور نہین ہین جیسا کہ علامہ فاکہانی نے لکھا ہی تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ مشروع معہود
لا بکل وجہ امر محمود ما عہدہ فی الشرع ذلک العمل وما امرنا من اللہ بجمع الناس لاظہار الفرح والاستبشار
بمولد رسول اللہ الاکمل انتہی ۱ **اقول** تعظیم آپکے ذکر وحدیث کی ہی شفاے قاضی عیاض مین ہی
واعلم ان حرمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم کما کان فی حال حیاتہ وذلک عند
ذکرہ وذکر حدیثہ یعنی تعظیم وتوقیر آپکی بعد ارتحال کے ویسی ہی چاہیے جسطرح عالم حیات مین کیجاتی
تھی اور یہ تعظیم آپکے ذکر کے وقت اور آپکی حدیث کے ذکر کے وقت ہی جب امام مالک کے مکان پر
لوگ آتے لونڈی پوچھتی کہ شیخ کا ارشاد ہی کہ تم لوگ حدیث سننے کے لیے آئے ہو یا مسائل پوچھنے
کے لیے اگر وہ کہتے کہ مسائل پوچھنے کو تو امام مالک فورًا تشریف لاتے اور مسئلے بیان فرماتے
اور اگر سماع حدیث کے لیے کہتے تو امام غسل فرماتے خوشبو لگاتے نیا کپڑا پہنتے عمامہ باندھتے
سر پر چادر رکھتے پھر باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع سے بیٹھتے اور اختتام حدیث تک
عود جلاتے کذا فی الشفا علامہ خفاجی شرح شفا مین لکھتے ہین فجعل مجلس حدیثہ کمجلسہ حیا یعنی
آپکی حدیث کی مجلس قائم مقام حیات کی مجلس کے کی گئی باقی رہی گفتگو اس باب مین کہ ذکر ولادت
کیوقت کیون کھڑے ہوتے ہین سبب کہ مقصادی الاقدام ہی تو ہم کہتے ہین کہ جب سابقا
ثابت ہوا کہ قیام قادم کے لیے مشروع ہی اور ذکر تولد کو قادم کے ساتھ مناسبت تامہ
حاصل ہی اسواسطے قیام کے لیے علمانے اس مقام کو خاص کیا ہ

یہ لوگ ناواقف محبت نہوے نگے واقف تب ووے	کہ جب تلک مثل برق رگ رگ مین میری عشق نہ دیکھ لینگے

سوای اسکے جنازے کو دیکھکے تعظیم ملائکہ کے لیے کھڑے ہوتے ہین مشکوۃ شریف مین ہی
عن انس ان جنازۃ مرت برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام فقیل انہا جنازۃ یہودی فقال
انما قمت للملائکۃ رواہ النسائی اور کچھ شک نہین کہ ہر وقت دو فرشتے یعنی کراما کاتبین ساتھ
رہا کرتے ہین اور شرح حصن حصین مین ہی کہ مرغ فرشتے کو دیکھکے آواز کرتا ہی اور فجر و عصر
کیوقت فرشتے کتابت اعمال کے لیے آتے ہین قال اللہ تعالی ان قرآن الفجر کان مشہودا

صفایتہ بین ہی خصوصاً بکرة واصیلاً بالذکر لاجتماع ملائکة اللیل والنہار فی ہذین الوقتین تھہر اگر کوئی شخص جنازہ دیکھہ کے بلحاظ تعظیم فرشتے کے کھڑا ہو اور سو وقت کوئی کہے کہ ہر وقت کھڑے رہنا چاہیے اس لیے کہ فرشتے تو ہر وقت ساتھہ رہتے ہین اور فجر و عصر کے وقت اور مرغے کی بول سنکے کھڑا ہونا ضروری ہی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی تو یہ قول اوسکا محض لغو سمجھا جائیگا ؏

حصار این چمن تازہ حیف زقوم ست		؏ کہ گہ رنج اودمیدہ ندسوم ست

قال بلکہ ہم لوگونکو خود حضرت نے اس قیام مین منع فرمایا ہی کما روی لا تقوموا کما تقوم الاعاجم پس ترک اسکا بے تعظیمی نہین ہی کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا جیساکہ توحید کے معنی احد جاننا ہی **اقول** افسوس ہی کہ اس حدیث کے معنی تمنے نہ سمجھے جس قیام سے ممانعت ہی وہ یہان پایا نہین جاتا اور جو پایا جاتا ہی اوس سے ممانعت نہین **قال** ہم لوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے ہین یہانتک مصرعہ بعد از خدا بزرگ نبی کریم ہین **اقول** اس تقریر سے جو بطور دفع دخل کے مذکور ہوے ہم اسقدر تسلیم کرتے ہین کہ تم لوگ حضرت کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہو وگرنہ ہیچ استغفر اللہ استغفر اللہ ؏

من وجهك المنير لقد نور القمر		یا صاحب الجمال و یا سید البشر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر		لا یمکن الثناء کما کان حقه

قال اور اپنا مقتدا اور شفیع یقین کرکے جان و دل سے مانتے ہین **اقول** اگرچہ مقتدا و شفیع ہونا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فی نفسہ وحد ذاتہ ایک امر یقینی ہی مگر ہم تسلیم نہین کرتے کہ تم لوگون کا درباب اقسام خمسہ شفاعت کے یہ عقیدہ ہی کما ینبغی **قال** پس تعظیم کے معنی قیام کے نہین ٹھہرے **اقول** یہ امر مانحن فیہ سے خارج ہی اس لیے کہ یہان معنی کے تنقیح و تعیین مین گفتگو نہین ہی بلکہ صرف اس امر مین ہی کہ قیام تعظیم کے لیے ہوتا ہی یا نہین **قال** سوا ہی اسکے مدار و انحصار تعظیم کا ہی قیام مین کہانسے ہوا **اقول** اسکا بھی کسی نے دعویٰ کیا لیکن اس سے قیام تعظیمی کی نفی نہین ہوسکتی اگر کوئی

کہ کر انحصار عبادت کا نماز مین نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز سے سلب مفہوم عبادت
کیا جائے **قال** اور یہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہ قیام بدعت فی العادت ہی ترک اوسکا
اولی ہی لیکن ترک مین گمان وہابیت کا ہوتا ہی اس سبب سے کرنا چاہیے اولا اس قول مین خود
تناقض ہی یعنی حکم ترک و حکم فعل قیام ایک طرح آپسمین مخالف و متناقض ہین **اقول**
اولا معلوم نہین کہ یہ کس حضرت کا فرمودہ ہی ثانیا بسبب اختلاف موضوع کے ان قضایا
مین تناقض نہین ہوسکتا یعنی قیام بحیثیہ بدعت ہونے کے ترک اوسکا اولی
ہی قیام بحیثیہ رفع مشابہت فرقۂ وہابیہ کے فعل اوسکا اولی ہی **بیت**

نفی آن یک جز و اثباتش رواست	چون جہت شد مختلف نسبت دوتاست
مارمیت اذ رمیت نسبت ست	نفی و اثبات ست و ہر دو مثبت ست

قال دوسرے یہ کہ اگر امورات ناجائزہ مبتدعہ بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہوجاین
تو بہت منکرات و واہیات ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہوجاوینگے
اقول تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امورات ناجائزہ سے نہین بلکہ قامع البدعہ محمد شامی
اسکے جواز کے قائل ہین اور تہمت ناحق نہین اس لیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو
بدعت مذمومہ کہتے ہین اور اگر تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین
قال تیسرے یہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیہ سے کچھ علاقہ و واسطہ نہین بلکہ وہابیہ وہ ہی
جسے حکام وقت اپنے محض بدخواہ و دشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے کرے
اور انکے امن احسان کو فراموش کرکے عداوت کرے وہی وہابی ہی عامل احکام
شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہی **اقول** وہابی کی یہ تعریف
طردا و عکسا درست نہین شاید سمجھ بوجھ کے اس سے پہلو تہی ہوئی ہی **سہ**

ملالتے بجز این نیست آشنایان را	کہ آشنائی و بیگانہ وار میگذری

اسی طور پر ایک صاحب نے چھند بنایا ہی **سہ**

وہابی کا معنی ہی رحمن والا	کچھ اور ہی سمجھتا ہی شیطان والا

قال جیسا کہ ترک مین گمان اتہام وہابیت کا ہوگا اوس سے بڑھکر عمل و قیام مین قباحت
شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہی جیسا امام مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق
فی حدیث خیر الخلائق مین دیلمی سے نقل کی ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المبتدعۃ کلاب
اہل النار اعنی فرمایا حضرت نے مبتدع کتے دوزخیون کے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام
ابن حجر مکی نے کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر کے کبیرہ ۵۱ ترک سنت مین احمد و ابو داود سے
روایت کیا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ قال
جلال البلقینی المراد بذلک اتباع البدع عافانا اللہ من ذلک وصح ایضا لعن اللہ من احدث حدثا وان اللہ
حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ وفی روایۃ لابن ماجہ ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ
وفی اخری لہ لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا
یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین اقول تم لوگ جو مجلس مولد و قیام کو بدعت کہتے ہو
اور مجوزین کو مبتدع اور اوسپر حدیث مسند اذکور کرتے ہو اسکا منشا یا تعصب ہی یا جہالت
باہی جاننا چاہیے کہ بدعت سے مراد ترک سنت و ترک مسلک شیخ ابو الحسن اشعری و ابو المنصور
ماتریدی ہی اور جو فرقہ انکے اور انکے اتباع کے مخالف ہو وہ فرقہ مبتدع ہی اکثر مجلس مولود
نہ بدعت ہی نہ مجوزین مبتدع البتہ اس صورت مین تم لوگ فرقہ مبتدع یا یون کہین کہ اوس
حدیث کی موضوع مین داخل ہو سکتے ہو زواجر کے اوسی کبیرہ اکاون مین لکھا ہی و عبارۃ
الجلال فی تعداد الکبائر السادسۃ عشر البدعۃ وہی المراد بترک السنۃ انتہی والمراد
بالسنۃ ما علیہ امام اہل السنۃ والجماعۃ الشیخ ابو الحسن الاشعری و ابو المنصور الماتریدی
والبدعۃ ما علیہ فرقۃ من فرقۃ المبتدعۃ المخالفۃ لاعتقاد ہذین الامامین و جمیع اتباعہما

نہ من براں گل عارض غزل سرایم و بس	کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند
گزار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بہ بین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

قال چوتھے یہ نئی دلیل جواز کے احداث کی ہی **اقول** یہ نئی دلیل تو نہین بلکہ
پرانی دلیل ہی دیکھو بعض حضرات اپنے چھند مین مجلس مولود کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ دیتے ہین

سے کرتے ہین ہر سال کفار ہنود	اپنے یہان شادی کنھیا کا ولود
اور نصاری مین بھی موجود ہی	حضرت عیسی کا ہے مولود ہی
کرتے ہین وہ بھی بڑا دن سالمین	من تشبہ قوم ہین اعمال مین

پھر اگر بعض الناس نے بطور مجاز حدیث کے بحکم من تشبہ بقوم فہو منہم کے جسکی تحریف من تشبہ قوم ہین
اعمال ہین مذکور ہی ترک ہین گمان وہابیت کا لحاظ کیا کیا برا کیا اور یہ نیا امر کیونکر قرار پایا
قال پانچوین یہ گمان اب بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو حادث ہوا شاہ ازل
کے وقت سے آج تک کسی امر کو بھی ہوا نہین اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کیون اتہام تھا کہ لوگ
کہتے آئے **اقول** ہان گمان بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے ہوا جیسا کہ حسب چھند کو ہندوستان مین تشبیہ
بجنم کنھیا کا لحاظ ہوا عرب عربا کی مجالس مولود پر یہ تقریر جاری نہین ہوسکتی اس لیے کہ عرب مین جنم
کنھیا کو کوئی جانتا بھی نہین **قال** علاوہ اسکے جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل اوس قائل
کے اون سب کے کرنے مین گمان تہمت عارض ہی پس اولی اون سب کا ترک معلوم ہوتا ہی حالانکہ اوسمین قباحت
عظیم ہی چنانچہ جو ماہر ہی اوسپر ظاہر ہی اور اوسکی تفصیل مین تطویل ہی العاقل تکفیہ
الاشارۃ **اقول** ہان جو جو امور مختصات فرقہ وہابیہ سے ہین اون سبکے کرنے مین یا
اعتقاد رکھنے مین یہ گمان تہمت عارض ہی پس ترک اونکا اور عدم الاعتقاد ضروری
ہی اور اسمین کچھ قباحت نہین ہی جو ماہر ہی اوسپر خوب ظاہر ہی کہ اہل سنت وجماعت
اون امور کو نہین کرتے اور نہ اعتقاد اونکا رکھتے بلکہ شعار فرقہ وہابیہ سمجھکر ہمیشہ اوس سے
مجتنب رہتے ہین اور چونکہ اس امر کی تفصیل مین نہایت تطویل ہی اس لیے بطور اختصار
کے ہم فرقہ وہابیہ کی کیفیت اور اونکے عقائد اور اوسکے جوابات اس کتاب مین درج کرتے
ہین تا طالبین کو اشتیاق نہ رہجای جاننا چاہیے کہ بادی اول اس مذہب کا ابن تیمیہ

حنبلی ہی کہ اوسنے بنظر ضلال واضلال کے بہتیر امور دین مین پیدا کیے خدا کے لیے
جہت و جسمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام بنایا حضرت علی و فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا کو مرتکب معصیت و گرفتار غضب الٰہی ٹھہرایا چنانچہ بعض معتقدات فاسدہ
خاص اوسکے ہاتھہ کے لکھے ہوے بذریعہ عبد الرحمن عتبوسی حنبلی کہ اوسکے تابعین سے تھا
دیار مصر مین پہونچے و قاضی شمس الدین بن عدنان کی نظر سے گذرے وہ ان کاغذات
و معتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کے ملاحظے مین لائے الغرض علمای مصر نے
بغور تمام اوسے ملاحظہ فرمایا بلحاظ ارتفاع و انسداد فتنہ کے بادشاہ تک پہونچایا پھر ابن تیمیہ
کو حکم احضار ہوا و ظہور امر کے لیے ایک مجلس مین مجمع قضاۃ اخیار و علماء ابرار ہوا پھر اکثر
اشخاص اعیان ملک کی شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھہ کی تحریر ہی اور
اوسی کی واہی تباہی تقریر ہی ابن تیمیہ جواب شافی سے مجبور ہوا گویا معترف عجز و قصور
ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اوسکے حبس کا حکم فرمایا الغرض ۷۰۵ھ ہجری مین قلعہ جبل
مین بقید شدید محبوس ہوا اپنی سراج ضلالات سے محض مایوس ہوا پھر فوراً منشور سلطانی
دمشق و بلاد شام کو روانہ ہوا مساجد مین منابر پر بطور خطبے کے پڑھا گیا ہر کوچہ و برزن
مین شہر کے اشتہار کیا ہر شخص کو اوسکے مضمون سے خبردار کیا کہ ابن تیمیہ شقی ازلی و
فاسد العقیدہ ہی ہمارا فرمان یون نافذ ہوتا ہی کہ کوئی اس بدعتی کا پیرو نہ ہو
برخلاف اقوال ایمہ مجتہدین کے عمل نہ کرے جو شخص اس حکم کے خلاف کریگا وہ قتل
کیا جائیگا دمشق و بلاد شام مین بھی منادی ہوی ہی کہ جس عقائد باطلہ سے ہمنے ابن تیمیہ
کو قید کیا ہی جو شخص وہ عقیدہ رکھے گا اوسکی وہی سزا ہی ہمارے ممالک محروسہ مین
منصب قضا و مرتبۂ امامت و ولایت سے معزول ہوگا اور اوسکی شہادت بلکہ ہر
قول و فعل اوسکا غیر مقبول ہوگا جیسا کہ ان تمام بزرگیون سے ان بدعتی کو ہمنے محروم
رکھا ہی اوسکے پیرو سے بھی وہی طریقہ مرعی رہے گا المختصر اگرچہ ابن تیمیہ نے اجرای مذہب

باطلہ مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا لیکن تو بہ سلطانی وجد وجہد علمای لاثانی نے اوسکی غاتی تہ آب کو
یکسر توڑا مگر بعد مدت مدید وزمانہ بعید کے عبدالوہاب نجدی نے مذہب ابن تیمیہ کو رواج دیا
بہت سے نادانون کو مکر کے پھندے مین پھنسالیا چنانچہ بعد فتح مکہ کے یون عقیدہ
ٹھہرایا گیا کہ خدا ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے پیغمبر ہین قرآن وحدیث پر عمل چاہیے
تمام عمر مین ایکبار سے زیادہ درود بھیجنے کی حاجت نہین پیغمبر سے شفاعت کی امید
نچاہیے اسلیے کہ اونکی شفاعت کچھہ مفید نہین خدا ہی کو پکارنا چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی ندا ہرگز درست نہین پھر عبدالعزیز بن عبدالوہاب نے عرب کے اکثر لوگون پر
قبضہ کیا لیکن ۱۸۰۳ عیسوی مین مارا گیا پھر اوسکا بیٹا سعود جو وہابیہ مذہب کے مسائل
کے رواج دینے والون مین بہت مشہور تھا اوسکا قائم مقام ہوا اوسکی فوج تمام ملک عرب مین
پھیل گئی گنبدون و مسجدون کو گرادیا بدویون کے لباس سے کچھہ مکلف لباس پہننے والونکو
سزا کا حکم ہوا ستائیسوین اپریل ۱۸۰۳ عیسوی کو مکہ فتح کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
آل واصحاب کے مزارون پر جو گنبد تھے توڑے یہانتک کہ حضرت خدیجۃ کبری رضی اللہ عنہا
وغیرہ کے گنبد کو بھی نچھوڑا اور حرم محترم کے خزانے کو لوٹ لیا مگر خاص بیت اللہ کا کچھہ نقصان نہ کیا

خط سعود کا سلیم یعنی قیصر روم کے نام

ہم چوتھی محرم ۱۲۱۸ ہجری کو مکہ معظمہ مین داخل ہوے ساکنین مکہ کو کسی قسم کی اذیت رسانی
کے روادار نہوے اور تمامی گنبد جنکی پرستش مثل بتون کے ہوتی تھی گرائے گئے
اور تمامی محصولات جو سیکڑا اڑھائی سے بڑھتے تھے معاف کیے گئے اور جو قاضی
سابق سے مقرر تھا بدستور بحال رہا چاہیے کہ آیندہ بادشاہان مصر وشام کو حکم ہو کہ محمل کے ساتھ
ہوے طنبور بجاتے ہوے مکے مین داخل نہون کیونکہ دین کو ان چیزون سے کچھہ واسطہ
نہین ہونا چاہیے کہ ہمارے تمہارے درمیان معاملہ صلح کا رہے والسلام علیکم مرقوم دسوین
ماہ محرم تیسری ماہ مئی ۱۸۰۳ء دوسرے سال مدینہ منورہ پر بھی فتح ہوئی

اور وہان انکے گنبدون کے ساتھہ بھی وہی معاملہ پیش ہوا اور توڑنے کے وقت کہتے تھے
کہ اے صاحب رحمت کر ان توڑنیوالون پر اور کچھہ رحمت نکر بنانیوالون پر اسے جسنے سنا ولدالحیش ہوا پھر سعود کا
حکم ہوا کہ گنبد شریف جو مزار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی توڑا جاوے یہ نہار چھوڑا جاوے لیکن چونکہ
مضبوط تھا اور حراست ایزدی اوسکی حامی تھی انکے توڑنے سے نہ ٹوٹا اور جب کئی
آدمی گر کے مر گئے بد دیونکے ہاتھہ سے چھوٹا اہل مدینہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے وہابیون
کے ہاتھون سے اسے بچایا کسیکو اسکے توڑنے پر قادر نہ پایا اور اسکے قبل امام حسین علیہ السلام
کا گنبد جو کربلای معلی مین آپکے مرقد مبارک پر تھا توڑا ہتک مین کوئی دقیقہ ازدقائق نچھوڑا
آخر محمد علی پادشاہ مصر ۱۸۱۲ عیسوی مین عربستان کی تسخیر کیطرف متوجہ ہوئے بعد
نصرت کے وہابیون کے اتنے کان کاٹے کہ تین تھیلیان کانونکی قسطنطنیہ کو روانہ
کیے اور بلاد معظمہ مقدسہ کو مثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے انکے قبضے سے نکال لیا پھر بدستور
انھین روم کی ریاست مین شریک کیا اس فتح نمایان سے روم کی سلطنت مین بڑی
دھوم دھام ہوئی ہرکس وناکس نے اظہار مسرت وخوشی کی جب تک سعود زندہ تھا
باوصف ظہور شکست فاحش کے اہل اسلام سے لڑتا رہا مگر ۱۸۱۴ عیسوی مین جب
اوسکے طائر روح نے قفس عنصری کو خالی کیا درباب جانشینی کے آپسمین اختلاف
ہوا کوئی کہتا تھا کہ فلان کو استحقاق ہی کوئی کہتا تھا علاوہ استحقاق کے عبداللہ بن
سعود پر بیشتر لوگونکا اتفاق ہی پھر عبداللہ بن سعود کو لوگون نے سردار کیا
مگر بعض بعض سردارون نے کہ یہ امر اونکے خلاف مزاج تھا اوسکی اطاعت سے
صریح انکار کیا پھر ۱۸۱۹ عیسوی مین ابراہیم بن محمد علی پادشاہ مصر نے عبداللہ کو
شکست فاحش دیکے قید کر لیا اور بیڑیان پنہا کر دارالسلطنۃ قسطنطنیہ کو روانہ کیا
ایوان شاہی مین مقدمہ دریافت ہوا بعد تحقیق کامل کے عبداللہ اپنے متبعین
کے ساتھہ مارا گیا لیکن ابراہیم بن محمد علی پادشاہ نے بخوبی قلع وقمع باغیون کا

نہیں کیا ہنوز اونکے لوگ بیشمار ہیں صحرا و بیابان میں خود مختار ہیں اور تھوڑے سے لوگ
جسکے سرگروہ عبد الوہاب کے بیٹے تھے بار ہا ترکیون کی فوج سے مقابل ہوے ہمیشہ
صف آرا رہے اب تک وہابی اس مذہب کے آئین کی ترویج مین جان و تن سے آمادہ ہین اور
مریدین با اخلاص و شاگردان با اختصاص بھی زیادہ ہین الغرض چند سال کے بعد ہندوستان
مین بھی وہابی پھیل گئے اور جب معتقدین و متبعین بڑھے کھل کھیلے آخر الامر جب بقصد
حج مکہ معظمہ کو گئے بعد تعزیر کے نکالے گئے چنانچہ سنہ ۱۲۵۶ ہجری مین خدا بخش بن محمد اشرف
ہندی نے مکہ معظمہ مین عین مجلس شرعی مین دعوی کیا کہ سراج الدین بن علی ہندی
ساکن اجمیر و عبد اللہ بن محمد ہندی ساکن صفی پور وہابی ہین شفاعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و سائر انبیا و اولیا علیہم السلام و مولود شریف و زیارت قبور انبیاء و صالحین
و توسل کے منکر ہین اور شیخ عبد القادر جیلانی و شیخ اکبر وغیرہ سادات صوفیہ کی تکفیر کرتے
ہین عند الاستفسار سراج الدین و عبد اللہ نے انکار کیا پھر مدعی سے گواہ طلب ہوے
مدعی نے بشیر بن عبد اللہ و غلام محی الدین سلیمانی کو حاضر کیا دونون گواہون نے
گواہی حسب دعوی کے دی جب دعوی مدعی ثابت ہوا مدعی علیہما تعزیراً قید کیے گئے جب سات روز
قید رہے اور اونکو کمال تکلیف ہوی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ تائب ہوے مجلس شرعی مین
بلائے گئے دونون نے عقائد باطلہ وہابیہ سے توبہ کی اور اقرار کیا کہ شفاعت و جاہت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت انبیا و اولیا و مجلس مولود شریف و زیارت قبور انبیا
و اولیا و توسل کے انکار سے توبہ کی اور انکار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اس قول سے کہ عصا جسپر تکیہ کرتے ہین نفع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
ہی اور اس قول سے جو وہابیونکے عقیدے کا معتقد نہو کافر ہی و انکار عبادات جہریہ و
تبلیغ صلوۃ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر و انکار کرامات اولیا احیا و اموات سے ہمنے رجوع
اور تمام عقائد باطلہ وہابیہ سے توبہ کی حاکم شرعی نے اونکی توبہ منظور کی اور وہ دونون

اہل سنت وجماعت سے ہوے اور عقیدۂ ماتریدیہ پر قائم ہوے پھر بعد چند سال کے
ایک شخص حسب معمول مدینۂ طیبہ مین روضۂ منورہ کے سامنے دست بستہ سلام وزیارت پڑھتے تھے کہ
مولوی عبد الرحمن ساکن سہدوہی متضافات بنارس مانع ہوے اسپر عبد الرحمن قاری
رامپوری نے انکو اس فعل سے منع کیا اور اسکے جواز پر ملا علی قاری و قاضی عیاض کے
قول کا حوالہ دیا پھر بعد اسکے سفر وادی مین دوبارہ اسپر اصرار ہوا پھر ایک شخص نے شفاعت
کا انکار کیا ایک نے کہا دلائل الخیرات آدمی کا کلام ہی اسے پڑھنا بدعت کا کام ہی پھر ایک نے
قصیدۂ بردہ کے مصنف پر اعتراض بیجا کیا اور ایک شخص نے سفر زیارت قبر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز کہا پھر جب مکۂ معظمہ کو پہونچے پشاوری و سلیمانی نے
حبیب پادشاہ کے حضور مین عرضی پیش کی اوسمین انکے عقائد کی ساری بحث لکھدی
اور ظاہر کیا کہ انکے چار مولویون نے جو ۱۲۸۰ہجری مین انکار تقلید سے توبہ کی تھی پھر وہ
توبہ شکن ہوے مسلمانون کے عقائد حقۂ حقیقیۂ حنفیۂ بیضا کے رہزن ہوے تب حاکم
نے گرفتاری کا حکم دیا سبکے سب گرفتار ہوے مگر مولوی سلیمان وغیرہ مفرور ہوگئے سہ شنبہ
ماہ جمادی الاولی ۱۲۸۵ہجری کو وزیر معظم شیخ حرم محترم حدیکی ریاست کے حاکم افندینا حاجی
سید محمد حبیب پاشا کی مجلس بڑے بڑے علماسے منعقد ہوئی تاکہ وزیر معظم الیہ کی خواہش
و ارادے کے موافق جو جو مقدمے اس فن میں پیش ہون اظہار عدل و انصاف اور دفع
جور و اعتساف کے لیے سنے جائین اور فیصلہ پائین جب ایسی مجلس منعقد ہوی شیخ عبد القادر
نقشبندی نے وزیر معظم الیہ کی خدمت مین عرض کی کہ محمد مراد مفتی سابق بنگالہ و عبد اللطیف
لکھنوی و شیخ محمد دہلوی و عبد الرحمن بنارسی نے بظاہر اپنا طریقہ تعلیم و تعلم کا رکھا ہی اور
مسجد حرام مین وہ لوگ اپنے کو صدر نشین اور اپنے طریقے کو حق سمجھتے ہین مگر حقیقت مین
انمین سے کسی کو ایسا علم نہین کہ جس سے مسلمانونکو فیض حاصل ہو بلکہ وہ لوگ خود گمراہ
ہین اور لوگون کو گمراہ کرتے ہین اہل سنت وجماعت کے چارون مذہب کی صحت کا انکار

کرتے ہین اور عوام کو سکھاتے ہین کہ اون چارون مین سے کسیکی تقلید نکرین بلکہ جو لوگ ستہ ائمہ ہین اونکو لامذہب کرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور توسل کا انکار کرتے ہین اور اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر ہین اور چارون مذہب کی کتابین پڑھنے سے منع کرتے ہین ان وہابیون نے مسجد حرام مین اپنے لیے علم حدیث پڑھنے کا منصب اختیار کیا ہے حالانکہ وہ اصول اور اصطلاحات حدیث کو نہین جانتے اور ہمیشہ حدیثون کی لفظ و معنی کو اپنے اعتراض فاسد کے طور پر پھیرتے ہین بہت سے عوام کو دام گمراہی مین گرفتار کیا ہی اور یہ عقائد اونکے دلمین جم گئے ہین جب شیخ عبد القادر ہندی نقشبندی نے وزیر معظم الیہ کیخدمتمین یہ گذارش کی تب حسب الحکم وہ لوگ حاضر کیے گئے اور اونکا مقدمہ حاکم شرع شریف اور علماء حاضرین مجلس لطیف کو تفویض ہوا حاکم شرع نے مدعی مذکور کو حکم کیا کہ اپنے دعوی کو وہابیون کے سامنے اعادہ کرے چنانچہ دعوی سابقہ مدعی علیہم کے سامنے مدعی نے پیش کیا اور علماء حاضرین کے اتفاق سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی قابل لحاظ اور مدعی علیہم متوجہ ہوتا ہی تب ا مے نسے جواب طلب ہوا مدعی علیہم نے اپنے گلوخلاصی کے لیے انکار کیا پھر مدعی سے گواہ طلب ہوے مدعی نے سید حسن ہندی نقشبندی اور عبد الرحمن کشمیری مرید شیخ محمد جان نقشبندی کو حاضر کیا اور اونمین سے ہر ایک نے جمیع شروط شرعیہ کی رعایت سے حسب دعوی مذکورہ کے گواہی دی پھر اون گواہون کا تزکیہ ہوا اونکی عدالت ثابت ہوی اور اہل مجلس پر ظاہر ہوا کہ یہ متقی اور نیک لوگون کے طریقے پر قائم ہین اور نفس شہادت مین انکو کچھ غرض دنیوی نہین ہی اور یہ لوگ کسی سے کینہ و عداوت نہین رکھتے جب مقدمہ بجمیع الوجوہ بتکمیل پاچکا علماء حاضرین کے اتفاق سے یون تجویز اخیر ہوی کہ یہ لوگ ایک مدت معین تک قید کیے جائین پھر ان بلاد مکرمہ سے نکالے جائین تا فساد رفع ہو اور بندہ خدا انکے دام فریب سے چھوٹین جب یہ فتوی وزیر معظم الیہ کے ملاحظے مین آیا تو پہلے انکو یون مناسب معلوم ہوا کہ یہ سیاستہ قتل کیے جائین کیونکہ انکی

زندگی سے دنیا مین فساد دینی برپا ہی اور بیشک فساد دینی فساد دنیوی سے بہت بڑا
ہی چنانچہ بعضے انہین سے کئی بار مکہ معظمہ مین مرتکب ایسی حرکات کے ہوے تھے اور امیر مکہ
معظمہ کی مجلس اور قاضی شریعت غرا کے محکمے مین مقدمے پیش ہوے تھے اور انکے انکار کے
بعد گواہون سے یہ جرائم ان پر ثابت ہوچکے تھے اور امیر و قاضی نے اونسے توبہ کرائی تھی
اور اون لوگون نے تعزیر کے خوف سے بظاہر توبہ کی تھی اور حقیقت مین عقائد فاسدہ
اونکے دلونمین مرتکز تھے سعد اور وزیر معظم الیہ نے اونکے قتل سے درگذر کیا تاکہ انکے متبعین
نہ سمجھین کہ وہ حق پر تھے اور ایسے ثابت قدم رہے کہ اپنی جان جانیکی کچھ پروا نہ کی اس لیے
وزیر معظم الیہ نے تجویز علماء سے اتفاق کرکے اونھین ایک مدت تک قید کیا پھر اخراج کیا
چنانچہ وہ لوگ اٹھارھوین تاریخ جمادی الثانی ۱۲۶۵ ہجری کو قید خانے سے چھوٹ کے
بعد تنبیہ و تعزیر کے مکہ معظمہ سے بجبر است نکالے گئے یہ لوگ مبتلای رنج و سوگ جہاز
دو رکنین اسمعیل ذکریا پر ستائیسوین رجب ۱۲۶۵ ہجری کو جدے سے نکالے گئے
اور تیسری تاریخ شعبان المعظم سنہ صدر کو معمورہ بنبئی مین پونہچے اور انکے ساتھ دیوان
جعفر ترکی کا خط مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۶۵ ہجری اس مضمون کا آیا کہ پاشا نے
اونکو قید کیا اور حرمین شریفین سے نکالا اب تمکو لازم ہی کہ ایک ورق پر انکا احوال
لکھوا کر بنبئی کے چھاپے خانے مین چھپواؤ اونکے نام یہ ہین مولوی عبد اللطیف لکھنوی
مولوی عبد الرحمن بنارسی مولوی محمد سہارنپوری محمد مراد مفتی بنگالہ مولوی محمود علی
بریلوی یہ لوگ معہ اہل و عیال کے نکالے گئے وہ اشتہار ہندوستان مین مشہور کرو تا
ہند کے وہابیونکو عبرت ہو اور علمای مکہ اور بڑے پاشا و چھوٹے پاشا کی بھی امید ہی
کہ امتثال اسکا تم جلدی سے کرو ہند و اطراف ہند مین جلد اشتہار بھیجو جب فرقہ
وہابیہ کی ہدایت و نہایت معلوم ہو چکی تو انکے چند عقیدے معہ جوابات کے یاد
رکھنا چاہیے **پہلا عقیدہ** خدا تعالی کی یہ شان ہی کہ اگر چاہے تو کرورون محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کرے جانا چاہیے چونکہ بنظر دلائل عقلیہ کے اسمین نہایت تفصیل درکار ہی اور اس رسالے مین بیشتر نظر دلائل نقلیہ پر ہی اس لیے دلائل عقلیہ سے قطع نظر کرکے معتمد فی المعتقد ابو عبد اللہ فضل اللہ تورپشتی کی عبارت لکھی جاتی ہی بحمد اللہ این مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از انست کہ آنرا بکشف وبیان حاجت افتد اما این مقدار ازو آن از ترس آن یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہتی انداز د وبسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن وبدین طریق بیای در شوند کہ خدای تعالی ہمہ چیز قادر ست کسی قدرت او را منکر نیست اما چون خدا تعالی از چیزی خبر دہد کہ چنین خواہد بودن یا نخواہد بودن خبر چنان نباشد کہ خدای تعالی ازان خبر دادہ وخدا تعالی خبر دادہ کہ بعد از وی نبی دیگر نباشد ومنکر این مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلا در نبوت او معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودی ویرا در ہرچہ ازان خبر دادی صادق دانستی وبہمان حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما بدان درست شدہ است این نیز درست شد کہ وی باز پسین پیغمبر انست در زمان او تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد وہر کہ درین بشک ست دران نیز بشک ست وآن کس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ہست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرا عقیدہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وجاہت وشفاعت محبت نہین کرسکتے اور شفاعت بالاذن گنہ گاران تائب کے لیے سب انبیاء واولیا کرسکتے ہین غرض جیسا کہ ہر حاجت اپنی خدا کو سونپنا چاہیے اسیطرح یہ حاجت بھی اوسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کرے جانا چاہیے کہ اس تراش وخراش سے کیا کیا آفتین برپا ہوئین رسالہ معید الایمان مین مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا رفیع الدین صاحب برادر زادہ وتلمیذ رشید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین وہابی اپنی توحید اور پیروی سنت پر ایسے اکھڑے کہ انکو حاجت وسیلہ اور شفاعت نبی کی نرہی کہ انکے پیشوا نے لکھا ہی غرض کہ جب ہر حاجت اپنی کو اوسکو سونپنا چاہیے یہ بھی

حاجت یعنی شفاعت اوسکے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے اس عبارت سے
جاہل احمق یہان تک گمراہ ہوے کہ دعا مانگتے ہین الٰہی ہمکو شفاعت نبی کا اور عالمونکا محتاج نکر
اس مطلب کا ایک خط ہمارے پاس ولایت کیطرف سے آیا ہوا موجود ہی اوسکی بعینہ عبارت لکھی جاتی ہے
علاوہ اینکہ درینجا عجب تحفہ معاملہ شدہ کہ مسمی حسین شاہ کہ شاگرد والد آن صاحب بوجہ بنام کردن
جہاد چیزی مبلغ از مردمان اینجا گرفتہ روانہ شد در مکان کوہ تاراستہ چار ماہ قیام کرد مردمان را
جمع کردہ بطور وہابیان وعظ و نصیحت مینماید بعد چار ماہ درانجا آمدہ درمیان جامع مسجد برای
کردن وعظ مسمی حسین شاہ نشستہ و می خواست کہ وعظ شروع کند اول مردمان مانع شدند بعد
چند مردمان گفتند کہ اگر موافق شرع شریف از روی تحقیق وعظ بیان می کند بہتر آخر الامر
حسین شاہ ہر دو دست خود برداشتہ بعد فاتحہ دعا از جانب باریتعالی خواست کہ یا الٰہی ما را روز
قیامت در مجلس علما و از شفاعت رسول مقبول محتاج نکند ما را بفضل خود بخشد بہ شنیدن
این دعا برادر شما مسمی فضل احمد کہ برابر حسین شاہ نشستہ بودند کتاب از دست نامبردہ بقوت
تمام میگرفت و مسمی محمد انور یک چہرہ بر حسین شاہ زد و کہ زخمی شد بعدہ در مردمان شمشیر زنی ہمین قدر
شد کہ شش مردم از ینطرف وفات مردمان طرف وہابیان بست و پنج مردم زخمی شدند و بست و پنج
تن دیگر را یار خمیان گرفتار کردہ بقید انداختند - جاننا چاہیے کہ شفاعت کی پانچ قسم ہین
پہلی شفاعت طول وقوف و تعجیل حساب کے لیے یہی شفاعت عظمٰی اور آپکے ساتھ خاص ہے
دوسری شفاعت جنت مین لوگونکو بغیر حساب داخل کرنیکے لیے اس قسم مین بھی آپکو
خصوصیت حاصل ہی آپکی شفاعت سے اول زمرہ آپکی امت مرحومہ کا جنت مین داخل ہوگا
تیسری شفاعت مستحقین نار کے لیے یہ شفاعت اگرچہ عام ہی مگر چونکہ قیامت مین آپ
انبیا کے امام ہونگے جو شفاعت انبیا کی ہوگی وہ آپکی طرف منسوب ہوگی پھر کوئی انواع
شفاعت سے اور نہ اون اشخاص سے جنکے لیے شفاعت ہوی خواہ وہ دین محمدی کن
ہون یا دین اونکا کچھہ دوسرا ہو آپکی شفاعت سے خارج ہوگا اس لیے کہ آپ انبیا

واولیاء کے شفیع ہونگے اور سب آپ کے لوا کے نیچے ہونگے جو شفاعت کریگا آپ کے
سبب سے اور جسکی شفاعت مقبول ہوگی آپکے سبب سے پھر تمام انبیاء واولیاء کی شفاعت آپکی
شفاعت مین داخل ہوگی تو اس صورت مین آپ شفیع الشفعاء ہوے چوتھی شفاعت
معذب مسلمانونکے لیے جو بسبب گناہ کے دوزخ مین داخل ہوے وہ لوگ آپکی
اور انبیاء وملائکہ وغیرہ کی شفاعت سے نکالے جاینگے اور انبیاء سابقین کی امت سے
جسنے لا الہ الا اللہ کہا اور اپنے انبیاء وغیرہ کی شفاعت سے محروم ہے تو اللہ تعالی
جل شانہ اپنی رحمت خاصہ سے اونھین دوزخ سے نکالے گا مگر ساری امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بالذات یا بالواسطہ آپ کی شفاعت سے نجات پاینگے اس تقدیر پر یہ قسم
بھی آپکے ساتھ خاص ہوگئی حدیث صحیح مین ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی پانچوین
شفاعت بہشت مین زیادتی درجات کے لیے اس شفاعت کے تو معتزلہ بھی منکر نہین
چونکہ آپ بہشت مین بمنزلہ وزیر کے ہونگے کوئی چیز کسی کو بلا واسطہ آپکے نملے گی پھر یہ قسم
بھی آپکے ساتھ مختص ہوگی اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ شفاعت باقسامہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کوئی قسم ایسی نہین جو آپ سے خصوصیت نرکھتی ہو
شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام مین امام تقی الدین سبکی فرماتے ہین الشفاعۃ خمسۃ
اقسام اولہا المختصۃ بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی الاراحۃ من طول الوقوف
وتعجیل الحساب لا تدنوالیہا غیرہ وہی الشفاعۃ العظمی ولم ینکرہا احد الثانیۃ فی ادخال قوم
الجنۃ بغیر حساب وہذہ ایضا وردت لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی کل من التقادیر
المفروضۃ فالخصوصیۃ ثابتۃ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی ادخال اول زمرۃ من امتہ الجنۃ
الشفاعۃ الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومن یشاء اللہ وان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون فی ذلک الیوم امام النبیین وصاحب
شفاعتہم فکل ما یقع من شفاعتہم ینسب الیہ بذلک فلا یخرج شئی من شفاعۃ لامن الانواع

الشفاعة ولا من الاشخاص المشفوع فيهم من ملته ومن غير ملته لانه اذا كان صاحب شفاعة الانبياء
والكل تحت لوائه فكل من شفعوا فيه فبسببه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتقدمه الشفاعة فيه واجابة شفاعتهم
اجابته له صلی اللہ علیہ وسلم فكل من يقع شفاعة النبيين فيه داخل تحت شفاعة نبينا صلی اللہ علیہ
وسلم ومن شفع فيه المومنون كذلك بطريق الاولى فهو صلی اللہ علیہ وسلم شفيع الشفعاء الرابعة
فيمن دخل النار من مذنبين وقد جاءت الاحاديث الصحيحة باخراجهم من النار بشفاعة نبينا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبياء والملائكة واخوانهم من المومنين ثم يخرج الله تعالى كل من قال لا اله الا الله
كما جاء في الحديث ولا يبقى فيها الا الكافرون وهذه الشفاعة والشفاعة العظمى تواترت الاحاديث
بهما واختصاص النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالعظمى واما هذه فقد جاء فيها شفاعة الملائكة والانبياء
والمومنين وان الله تعالى بعد ذلك يخرج برحمته من قال لا اله الا الله وفيه اقوال احسنها انه من
قال من غير هذه الامة لا اله الا الله ولم يشمله شفاعة انبيائهم وغيرهم من الشافعين اما هذه الامة
فكلها يخرج بشفاعة النبي صلی اللہ علیہ وسلم وان وقع في بعضهم شفاعة لاخوانهم من المومنين
فهي في طي شفاعة النبي صلی اللہ علیہ وسلم واذا ثبت ذلك فاختصاصه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من هذا النوع باخراج عموم امته حتى لا يبقى منهم احد هذا هو الموافق لعموم قوله صلی اللہ علیہ وسلم
شفاعتي لاهل الكبائر من امتي وقوله صلی اللہ علیہ وسلم اتاني آت من عند ربي عز وجل فخيرني
بين ان يدخل الجنة نصف امتي وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي من مات لا يشرك
بالله شيئا رواه الترمذي فهذه العمومات كلها متظافرة على عموم شفاعته لكل الامة الخامسة
في زيادة الدرجات في الجنة لاهلها ولا ينكرها المعتزلة ايضا وان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
يكون في الجنة بمنزلة الوزير من الملك بغير تمثيل لا يصل الى احد شيء الا بواسطته صلی اللہ علیہ
وسلم واذا كان كذلك فهذه ايضا خاصة به انتهى مختصر تيسير العقيدة توسل و استغاثہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہی اس لیے کہ کفار خدا کو خالق ورازق مارنیوالا جلانیوالا
سمجھتے ہیں اور صرف اسی خیال سے بتونکی پرستش کرتے ہیں تا وہ خدا تک پہونچادیں اور انکی

شفاعت خدا کے نزدیک کرین پھر جو لوگ کہ نبی سے توسل کرتے ہین اونکا بھی یہی حال ہی
خدا کو خالق رازق ضار و نافع سمجھتے ہین اور نبی سے استغاثہ و توسل کرتے ہین یہی عبادت
لغیر اللہ ہی اور یہی شرک اکبر ہی پھر اون کافرون مین اور ان مسلمانون مین کچھہ فرق نرہا
جسطرح وہ عبادت لغیر اللہ کے سبب سے کافر ہوے اسیطرح یہ بھی علامہ احمد بن علی البصری صاحب
فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین حاصل استدلال ہذا المجتہد الجاہل ان
الکفار یعتقدون و یقرون بان اللہ ہو الخالق الرازق وہو المحیی الممیت کما اخبر اللہ تعالی عنہم
فی کثیر من الآیات و انما عبدوا من دونہ الاصنام وغیرہا لاجل ان یقربوہم الی اللہ و یشفعوا لہم عندہ
فکفروا بالعبادتہم ایاہم للشفاعۃ والتقرب منہم الی اللہ تعالی کما ذکر اللہ تعالی عنہم فی کثیر من
الآیات والمستغیث یعتقد ایضا ان اللہ ہو الخالق الرازق الضار النافع الذی بیدہ الامر
وانما اراد باستغاثتہ وتوسلہ بالانبیاء والاولیاء التی ہی عبادۃ لہم وہی شرک اکبر لانہا عبادۃ
لغیر اللہ تعالی الشفاعۃ لہ عند اللہ فکفر بسبب ہذہ کما کفر المشرکون لانہ اعتقد مثل ما اعتقدوا
واراد بعبادتہ غیر اللہ تعالی مثل ما ارادوا فلا فرق بینہ و بینہم جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ و توسل ہرگز شرک نہین اور نہ یہ عبادت لغیر اللہ ہو سکتا ہی اسلیے
کہ مستغاث بہ فی الحقیقۃ اللہ تعالی ہی اور غوث اوس سے خلقا و ایجادا ہی اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی و مستغیث کے درمیان مین واسطہ ہین اور غوث تسببا و کسبا ہی پھر
شرعا و لغۃ آپ بھی مستغاث ہوے وعلی ہذا القیاس سوال اور کچھہ شک نہین کہ آپ سے
استغاثہ و توسل ہر زمانے مین ہوا و ہوگا چنانچہ قبل خلقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی کہا ای رب ہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سوال کرتے ہین خداوند عالم نے پوچھا ای آدم تمنے محمد کو کیونکر پہچانا ابھی تک تو وہ پیدا بھی
نہوے حضرت آدم نے کہا ای رب جب تو نے ہمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے سر کو
جسمین ڈالا اوسوقت ہمنے اپنے سر کو اوٹھایا تو عرش کے ستونون پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ تب ہمنے سمجھا کہ اپنے نام نامی کے ساتھ تو نے اپنے بڑے پیارے کا
نام شریک کیا ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا تمنے سچ کہا ای آدم وہ تمام مخلوقات سے ہمارے
پیارے ہین جب تمنے اونکے حق سے سوال کیا ہمنے تمھین بخشا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا پیدا کرنا منظور نہوتا تو تمھین پیدا نکرتا حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ اللہ تعالی
نے حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی سے اطلاع دیا کہ ایمان آنحضرت پر لاؤ اور امت کو حکم کرو کہ
جو شخص اونکو پاوے اونپر ایمان لاوے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو ہم آدم کو اور جن وانس کو
پیدا نکرتے اور عرش کو ہمنے پانی پر پیدا کیا جب مضطرب ہوا اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا پھر ٹھہر گیا اور عالم حیات مین ایک اندھے نے آپ سے دعای صحت چاہی آپ نے
فرمایا اگر تم چاہو ہم دعا کرین اور اگر ہو سکے تو صبر کرو اور صبر بہتر ہی اوسنے دعا چاہی آپنے
فرمایا اچھے طور پر وضو کرکے یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک الخ چنانچہ اوسی طور پر اوسنے پڑھی اور
بینا ہو گیا اور عالم برزخ مین استغاثہ وتوسل کے باب مین بہت سے واقعات ہین چنانچہ
چند واقعات متعاقب ذکر کیے جائینگے اور عالم آخرت مین جو آپ مستغاث ہونگے اوسکی
کیفیت بحث شفاعت سے ظاہر ہی اگر شاید کسی کے ذہن مین خلجان شبہ گزرے کہ آپ نے
درباب منافق کے حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا تھا کہ مجھسے استغاثہ نچاہیے بلکہ اللہ تعالی
سے چاہیے پھر اگر استغاثہ جائز ہوتا تو آپ ممانعت کیون فرماتے تو اسکا جواب یہ ہی کہ
اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہی اور ابن لہیعہ کے مقدمے مین کلام مشہور ہی اگر
اسکی صحت کی تسلیم بھی کیجاے تو یہ من قبیل ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے
ہی یعنی اگرچہ آنحضرت مستغاث ہین مگر فی الواقع مستغاث خدا ہی چنانچہ اکثر احادیث
مین حقیقت امر کا بیان ہوا ہی اور قرآن مین اضافت فعل کی اوسکے مکتسب کیطرف
ہوئی ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لن یدخل احدکم الجنۃ بعملہ حقتعالی جل شانہ
فرماتا ہی ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور توسل کے معنی طلب دعا کے بھی ہو سکتے ہین

اس لیے کہ آپ زندہ ہین سوال سائل کو جانتے ہین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے
مین قحط ہوا ایک شخص قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ پانی کے
لیے دعا کیجیے آپ کی امت ہلاک ہوتی ہی وہ شخص خواب مین زیارت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا عمر سے کہو کہ مینہ برسیگا اور تم رفق و ملایمت کرو جب اوس شخص نے اپنے خواب
کی کیفیت کہی حضرت عمر زار زار روئے بلال بن حارث مزنی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ حصول حاجات کے لیے دعا کرنیکو حکم فرماتے ہین جیسا
کہ عالم حیات مین اس لیے کہ آپ سوال سائل کو جانتے ہین چنانچہ الجوہر المنظم فی زیارۃ
القبر المکرم مین ایک لمبی تقریر کے بعد لکھا ہی فعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم یطلب منہ الدعا
بحصول الحاجات کما فی حیاتہ لعلمہ بسوال من یسئلہ کما ورد مع قدرتہ علی التسبب فی حصول
ماسئل فیہ بسوالہ وشفاعتہ الی ربہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوسل بہ فی کل حال قبل بروزہ لہذا
العالم وبعدہ فی حیاتہ وبعد وفاتہ وکذا فی عرصات القیمۃ فیشفع الی ربہ تعالی وہذا مما
قام الاجماع علیہ وتواترت بہ الاخبار چوتھا عقیدہ مقابر شہدای اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھودنا جائز ہی چنانچہ ابن عبد الوہاب نے قبر زید بن
الخطاب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کھودا جانا چاہیے کہ جب سنگ لاخ کا تراشنا اور اوسکو
لحد بنانا ممکن نہ تھا زمین ایک گز بلند کر گئے اور ہمین شہدای صحابہ دفن کیے گئے
تا لاش درندون سے محفوظ رہے اور رائحہ بھی منتشر نہو اور یہ بھی مسلم ہی کہ شہدا اپنے
محل موت مین دفن کیے جاتے ہین چنانچہ شہدای احد کی لاش جب مدینے مین آئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پھر اپنے مقام پر واپس کی گئی پھر جس جنگل و میدان
کے درندونکو قبر کھودنے کی اور مردون کے نکالنے کی عادت ہو وہان قبر پر بنا
واجب ہی تا لاش لنکے ہاتھون سے محفوظ رہے اور اگر نباشی کا یا درندون کے لاش
کھودنے کا یا پانی سے قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورتون مین بنا جائز نہین

اور بغیر حاجت کے بنا مکروہ تنزیہی ہی لیکن جب تک بالیقین اصل بنا کی حرمت معلوم نہو اوسے کھودنا جائز نہیں اگر کچھ شبہ معلوم ہو کہ اصل بنا حرام ہی یا مباح یا واجب تو اوسے ہرگز کھودنا جائز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ واضع نے بسبب ضرورت کے بنا یا ہوگا اور اگر کسی عالم یا ولی یا صحابی کی قبر پر قبہ ہو یا بنا بقدر قبر ہو تو اوسکا انہدام حرام ہی اس صورت میں شہدای صحابہ کی قبر کا کھودنا تو کسی طرح جائز نہیں ٹھہرتا اسلیے کہ خود صاحب قبر اور اوسکے بنانیوالے یعنی حضرت خالد بن ولید وغیرہ صحابی ہیں جنکے سامنے وحی نازل ہوتی تھی جاہل وحی سے بالمشافہ احکام شرعی سیکھتے تھے اور وہ بنا بھی خیر القرون کی تھی یعنی اوائل خلافت ابوبکر صدیقؓ کی اگر یہ سب کے سب خاطی تھے پھر انکی اقتدا سے اہتدا نہیں ہوسکتی اور لازم باطل ہی اس لیے کہ حدیث صحیح میں وارد ہی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم پھر ملزوم بھی باطل ہی مسلمان کا یہ کام نہیں ہی کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک حرمت کرے اور اونکی قبر کو اس طور پر کھودے کہ اونکے کفن وجسم نظر آئیں بلکہ مسلمان کی شان ہی کہ اونسے محبت رکھے اونکی توقیر وعظمت واقتدا کرے اونکے طریقے وآداب واخلاق کو اختیار کرے چنانچہ علامہ احمد بن علی البصری صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب سلیمان بن محمد بن سحیم وغیرہ علمای نجد کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں اقول تہدیم قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم مقدار ذراع عند عدم امکان الحفر خوفا علیہم من السباع ومنعا للرائحۃ ضلالۃ ای ضلالۃ فقد صرح سادتنا الشافعیۃ بندب دفن الشہید بمحل موتہ ای ولو بقرب مکۃ او المدینۃ او بیت المقدس لان قتلی احد نقلوا للمدینۃ فامر صلی اللہ علیہ وسلم بردہم لمضاجعہم فردوا الیہا صححہ الترمذی وصرحوا بوجوب البناء علی القبران اعتادت سباع ذلک المحل الحفر عن موتاہ ویجوز البناء علیہ ان خشی نبش او حفر سبع او ہدم سیل ولوکان المقبرۃ مسبلۃ ویکرہ البناء تنزیہا لغیر حاجۃ فی غیر المسبلۃ ای فلا یہدم اذلایہدم الا ماحرم وضعہ قال العلامۃ الشمس الرملی فی النہایۃ ویظہر حملہ ای الہدم علی

ما اذا عرف حاله فی الوضع فان جهل ترک حملا علی وضعه بحق کما فی الکنائس التی تقر اهل الذمة
علیها فی بلدنا وجهلنا حالها وکما فی البناء الموجود علی حافات الانهار والشوارع انتهی ثم قال بعضهم
ولو کان المبنی علیه مشهورا بالعلم والصلاح او کان صحابیا او کان المبنی علیه قبة او کان البناء علی
قدر قبره فقط فینبغی ان لا یهدم لحرمته نفسه الا ان اندرس اذا علمت هذا فهذا البناء الذی علی قبور
هؤلاء الشهداء من الصحابة رضی الله عنهم لا یخلو اما ان یکون واجبا او جائزا بغیر کراهة وعلی کل فلا
یقدم علی الهدم الا رجل مبتدع ضال لاستلزامه انتهاک حرمة اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم الواجب علی کل مسلم محبتهم ومن محبتهم وجوب توقیرهم وبرهم والقیام بحقوقهم والاقتداء
بهم بان یمشی علی سنتهم وآدابهم واخلاقهم قال سهل بن عبد الله التستری وناهیک به
علما وزهدا ومعرفة وجلالة لم یؤمن برسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یوقر اصحابه ای [illegible]
لهم عند من هدم قبورهم حتی بدت ابدانهم واکفانهم کما ذکر بعض علماء نجد فی سوال ارسله الی مع
جملة سوالات یسئل عن افعال هذا المبتدع واقواله مع کون هدمها واجب البناء او جائزه
والاستلزام جهل خالد بن الولید والجم الغفیر الذین معه من اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم بحرمة البناء المذکور لما دفنوا الشهداء المذکورین وانهم مخطئون فی ذلک مع کثرتهم
فلو اتفق الجم الغفیر منهم علی الجهل والخطاء فی حکم دفن هؤلاء الشهداء لزم منه عدم الاهتداء
بالاقتداء بواحد منهم قطعا واللازم باطل بالنص فالملزوم مثله وکیف یتوهم من له ادنی عقل
وفی قلبه مثقال ذرة من الایمان ان هؤلاء الصحابة اعنی خالد بن الولید ومن معه من الصحابة
رضی الله عنهم الذین نزل الوحی بین اظهرهم وتعلموا الاحکام مشافهة منه صلی الله علیه وآله
وسلم کلهم جهلوا حرمة البناء المذکور واخطاؤا طریق السنة فی الدین مع قرب عهدهم به صلی الله
علیه وسلم فان تلک الواقعة کانت فی اول خلافة الصدیق رضی الله عنه وان هذا الضال
علم الصواب وان اولئک الاصحاب کانوا علی الخطاء **پانچواں عقیدہ** جو مساجد اصحاب
شہداء کے جوار میں واقع ہیں اونکو مساجد کا حکم نہیں بلکہ قابل کھودنے کے ہیں

چنانچہ ابن عبد الوہاب انہین مساجد کو کھودکے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا
اسمہ وسعی فی خرابہا کا مصداق بنا جانا چاہیے کہ جوار صالح مین خاص اوسکی روح سے
برکت لینے کے لیے یا اپنی عبادت کا اثر اوسکی روح کو پہونچانے کے لیے مسجد بنانا جائز ہے
چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار مسجد حرام مین حطیم کے قریب ہی البتہ قبرون پر
مسجدون کا بنانا یا قبور کیطرف تعظیما سجدہ کرنا منع ہی جسطرح یہود ونصاریٰ اپنے
انبیا کی قبور کیطرف سجدہ کرتے تھے اور اوسے اپنا قبلہ ٹھہرالیا تھا بعض جوار قبور صحابہؓ
شہدا مین جو مسجدین واقع ہین نہ وہ قبر پر بنی ہین نہ اونمین نماز پڑھنے سے اونکی قبور قبلہ
ٹھہرتی ہین بلکہ صرف مصلی کی قبر پر اونکی روح پرفتوح کا فیضان ہونا مقصود ہوتا ہی
تو اونکا کھودنا سخت گمراہی ہی علامہ احمد بن علی البصر صاحب فصل الخطاب لرد ضلالات
ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال العلامۃ المناوی فی شرح الجامع الصغیر فی الکلام علی
حدیث لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج وقیل ومحل الذم ان یتخذ
المسجد علی القبر بعد الدفن ح قال العلامۃ الطیبی فی شرح المشکوۃ عند الکلام فی حدیث لعن اللہ
الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد قال القاضی البیضاوی لما کانت الیہود
والنصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشانہم ویجعلونہا قبلۃ ویتوجہون فی الصلوۃ
نحوہا فاتخذوہا اوثانا لعنہم ومنع المسلمین عن مثل ذلک ونہاہم عنہ اما من اتخذ مسجدا فی
جوار صالح او صلی فی مقبرتہ وقصد بہ الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ
لا التعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا حرج علیہ الا تری ان مرقد اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام فی المسجد الحرام
عند الحطیم ثم ان ذلک المسجد افضل مکان یتحری المصلی بصلاتہ والنہی عن الصلوۃ فی المقابر مختص بالمقابر
المنبوشۃ لما فیہا من النجاسۃ انتہی فاذا لم یکن للہدم داع شرعی بان لم یکن المسجد مبنیا
علی القبور حتی تخشی منہ ذلک المحذور فالداعی الیہ ہو اتباع الہوی ومن اتبع ہواہ فقد اتخذہ
الہا من دون اللہ بنص الکتاب العزیز انتہی ملخصا چھٹا عقیدہ جمعہ کے دن اذان ثانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بدعت ضلالت ہی جاننا چاہیے کہ جمعہ کی رات دن مین درود پڑھنا بدلائل عقلی ونقلی افضل عبادات سے ہی دلیل عقلی یہ ہی کہ جمعہ کا دن ہفتے کے دنون مین سید الایام ہی اسیدن غسل مشروع ہوا اسیدن نماز خاص فرض ہوی اسیدن جو جو بڑی بڑی بھلائیان امت کو حاصل ہوتی ہین اونکی اطلاع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہی اسیدن امت مرحومہ بہشت مین داخل ہوگی یہی مومنون بڑی عید وخوشی کا دن ہی اسیدن خداوند کریم اونکی حاجتونکو برلاتا ہی اور دعائونکو قبول کرتا ہی اور چونکہ ہم لوگونکوان سرائر کی اطلاع صرف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوئی تو جمعہ کے رات ودن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت درود بھیجنا چاہیے تا فی الجملہ شکر آپکا ادا ہو بن شہاب سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کی رات ودن کو ہمپر درود بھیجا کرو وہ درود ہمتک پونہچائے جاتے ہین انبیاء کے اجسام مٹی نہین ہوتے جب کوئی مسلمان ہمپر درود بھیجتا ہی تو فرشتے ہمارے پاس لاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ درود فلانے کیطرف سے ہی حضرت انس سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن تم لوگ ہمپر درود زیادہ بھیجو اس لیے کہ یہ یوم مشہود ہی جب کوئی ہمپر درود بھیجتا ہی بفور فارغ ہونے کے وہ ہمپر پیش کیا جاتا ہی حضرت ابی امامہ سے مروی ہی کہ جمعہ کے دن ہمپر درود زیادہ بھیجا کرو اس لیے کہ جمعہ کے دن تمام امت کے درود ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو شخص ہماری امت کا ہمپر زیادہ درود بھیجتا ہی بہ نسبت دوسرون کے اوسکا مرتبہ ہمارے نزدیک زیادہ ہوتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفی مین امام احمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی فرماتے ہین والامر بالاکثار من الصلوۃ علیہ یوم الجمعۃ لانہ افضل ایام الاسبوع وفیہ شرع الغسل والصلوۃ الخاصۃ خصہ تعالی من دون سائر الایام بقولہ عزوجل یاایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ ولما کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانام ویوم الجمعۃ سید الایام لان الصلوۃ علیہ فیہ مزیۃ لیست لغیرہ مع

لطیفہ اخری وہی ان کل خیر نالتہ امتہ فی الدنیا والآخرۃ انما نالتہ علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجمع اللہ لامتہ بہ خیری الدنیا والاخری واعظم کرامۃ تحصل لہم فانہا تحصل لہم یوم الجمعۃ فانہ
فیہ یبعثہم الی منازلہم وقصورہم فی الجنۃ وہو یوم المزید لہم اذا دخلوا الجنۃ وہو عید لہم یوم فیہ
یسعفہم اللہ بطلباتہم وحوائجہم ولا یرد سائلہم وہذا کلہ انما عرفوہ وحصل لہم بسببہ صلی اللہ علیہ
وسلم وعلی یدیہ فمن شکرہ وحمدہ واداء القلیل من حقہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ ان یکثر الصلوۃ
علیہ فی ہذا الیوم واللیلۃ وعن ابن شہاب بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکثروا
من الصلوۃ علی فی اللیلۃ الزہراء والیوم الازہر فانہما یودیان عنکم وان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء
وما من مسلم یصلی علی الا حملہا ملک حتی یودیہا الی ویسمیہ حتی انہ لیقول ان فلانا یقول کذا وکذا
ذکرہ فی الشفاء۔ انتہی مختصرا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی ویکثر الصلوۃ علیہ السلام ای
فی یوم الجمعۃ ولیلتہا فقد ورد اکثروا الصلوۃ علی فان صلاتکم تعرض علی وفی روایۃ البیہقی عن
انس اکثروا من الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود یشہدہ الملائکۃ الحدیث **ساتواں عقیدہ**
کتاب دلائل الخیرات کو جلانا چاہیے اس لیے کہ اوسمین اللہم صل علی سیدنا ومولانا ہی اور
کتاب روض الریاحین کہ فی الواقع روض الشیاطین ہی قابل جلا دینے کے ہی اس لیے کہ
اوسمین سلف صالح کے احوال ہین جاننا چاہیے کہ کتاب دلائل الخیرات ایسی پاکیزہ کتاب ہی
جسمین بہت سے احادیث و درود وصلوۃ بھرے ہین اس بے ادبی کا منشا ظاہرا یہی
معلوم ہوتا ہی کہ اسمین جابجا درود مین لفظ سیدنا ومولانا لکھا ہی حالانکہ حدیث مین ہی
لا تسیدونی فی الصلوۃ یا السید اللہ مگر یہ محض غلط فہمی وتعصب ہی اس لیے کہ لا تسیدونی
فی الصلوۃ کے نسبت محدثین لا اصل لہ لکھتے ہین علامہ احمد بن علی بصری صاحب
فصل الخطاب وعلامہ ابن عابدین صاحب رد المحتار تحریر فرماتے ہین واما حدیث لا تسیدونی
فی الصلوۃ فباطل لا اصل لہ کما قالہ بعض متاخری الحفاظ اور السید اللہ سے معنی حقیقی
مقصود ہین اس لیے کہ سید حقیقۃ اللہ تعالی ہی سیادت مطلقہ اوسیکے لیے ہی اور خلق ساری

او سکے عبد ہین بلحاظ اسی معنی حقیقی کے عبد کو نچاہیے کہ اپنے سید کو سیدی یا مولائی کہے
اس لیے کہ مولی حقیقی اللہ تعالی ہی مگر سید کے معنی سردار و عالی منزلت و فاضل و حلیم و کریم
و مالک کے بھی آئے ہین انھین معنی کے لحاظ سے روسا قبائل کو سید کہتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سید البشر ہین بدرجہ اولی سید و مولی ہوے احادیث مین اطلاق سید کا اہل فضل پر بیشتر آیا ہی
حضرت امام حسن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ابنی ہذا سید سعد بن معاذ
کے لیے فرمایا قوموا سیدکم سعید بن عبادہ کے لیے فرمایا انظروا الی ما یقول سیدکم البتہ
مبتدع فاسق متہم فی الدین کے لیے سید و مولی کا اطلاق مکروہ ہی پھر جب اطلاق
سید کا ارباب فضل پر خاص کتب احادیث سے ثابت ہوا تو دلائل الخیرات قابل جلانے
کے نہ ٹھہری اسمین بامتثال احادیث کے لفظ سیدنا و مولانا مندرج ہی پھر کیا
معاذ اللہ کتب احادیث سے بھی بے ادبی کا ارادہ ہی اور روض الریاحین تصنیف
علامہ عبد اللہ بن اسعد یمنی یافعی شافعی روض الشیاطین نہین ہوسکتی ذکر صالحین
و ابرار موجب نزول برکت ہوتا ہی علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب
فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین قال فی المواہب اللدنیۃ ان من اسمائہ
صلی اللہ علیہ وسلم السید والمولی وکرہ مستندا بالمولی من وجہی الاحتمال المذکور انہ
رای کلام بعض العلماء فی عدم جواز اطلاق المولی و السید علی غیر اللہ تعالی لورود النہی
عن ذلک فی بعض الاحادیث فقد روی الحافظ الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر حدیث
السید اللہ وعزاہ للامام احمد و ابی داود وقال المناوی فی شرحہ السید حقیقۃ ہو اللہ
لا غیرہ الذی یحق لہ السیادۃ المطلقۃ فحقیقۃ السود لیست الا لہ اذ الخلق کلہم عبیدہ ثم لما
خوطب بما یخاطب بہ رؤسا القبائل من قولہم انت سیدنا و مولانا فذکرہ اذ کان جہۃ
ان یخاطب بالرسول والنبی فانہما منزلۃ لیس فیہا منزلۃ لاحد من البشر فقال السید اللہ ہو اللہ
فیہ الی الحقیقۃ ای الذی یملک النواصی و یتولی امرہم و یسودہم انما ہو اللہ تعالی وقع فی مسلم

ابی معاویة ووکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرة ورفعه ولا یقل العبد لسیده یا مولای
وزاد فی حدیث معاویة فان مولاکم الله فتخییل هذا المجتهد الفهامة ان هذا هو الحق وان من خالفه
کهذا الامام فقد ارتکب من الخدوعة ما یوجب طرح مولفه فی النار وهذا کله ناش عن الادراک بکلام
العلماء بالنفس وحب الریاسة واتباع الهوی والتعصب والعناد والا فالکتب طافحة بذکر
ان الاصح الجواز ففی شرح المناوی ولا ینافیه انا سید ولد آدم لانه اخبار عما اعطی من الشرف
علی النوع الانسانی واستعمال السید فی غیر الله تعالی شائع ذائع فی الکتب والسنة انتهی قال
الامام النووی رحمه الله تعالی فی کتاب الاذکار اعلم ان السید یطلق علی الذی یفوق
قومه ویرتفع قدره علیهم ویطلق علی الزعیم والفاضل ویطلق علی الحلیم الذی لا یستفزه غضبه
ویطلق علی الکریم وعلی المالک والزوج وقد جاءت احادیث کثیرة باطلاق سید علی اهل
الفضل فمن ذلک ما رویناه فی صحیح البخاری عن ابی بکرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم
صعد بالحسن بن علی رضی الله عنه المنبر فقال ان ابنی هذا سید ولعل الله تعالی ان یصلح به
بین فئتین من المسلمین ورویناه فی صحیحی البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال للانصار لما اقبل سعد بن معاذ رضی الله عنه
قوموا الی سیدکم او خیرکم کذا فی بعض الروایات سیدکم او خیرکم وفی بعضها سیدکم بغیر
شک ورویناه فی صحیح مسلم عن ابی هریرة رضی الله عنه ان سعد بن عبادة رضی الله عنه
قال یا رسول الله ارایت الرجل یجد مع امراته رجلا فیقتله الحدیث فقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انظروا الی ما یقول سیدکم واما ما ورد فی النهی فما رویناه بالاسناد
الصحیح فی سنن ابی داود عن بریدة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا تقولوا للمنافق سید فانه ان یک سیدا فقد اسخطتم ربکم عز وجل قلت والجمع بین هذه
الاحادیث انه لا باس باطلاق سید یا سیدی وشبه ذلک اذا کان المسود فاضلا
خیارا اما بالعلم واما بالصلاح واما بغیر ذلک وان کان فاسقا او متهما فی دینه ونحو ذلک کره ان یقال له

سید و رویناعن الامام ابی سلیمان الخطابی فی معالم السنن فی الجمع بینہما نحو ذلک
وبکرہ ان یقول المملوک لمالکہ ربی بل یقول سیدی ومولای - قال مولای انتہی ملخصا
آٹھوان عقیدہ حجرہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قابل انہدام ہی علامہ احمد
بن علی بصری فرماتے ہین منہا انہ صح انہ یقول لو اقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم ہدمتہا جاننا چاہیے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالی یہود و نصاری پر کہ ان
لوگون نے اپنے انبیاؤن کی قبرون کو مسجدین بنائین اگر یہ خوف خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت عایشہ و صحابہ کو نہوتا تو آپکی قبر ظاہر کیجاتی اور باہر کھلی
جگہ پر بنائی جاتی چنانچہ جب مسجد مین وسعت کی گئی حجرۂ شریف مثلثۃ الشکل بنایا
گیا تاآنکہ کوئی شخص باوصف استقبال قبلہ کے آپکی قبر مبارک کیطرف نماز نہ پڑھے
پھر جب اس بات مین صاف و صریح حکم موجود ہی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ
مبارک کے کھودنیکا عزم مسلمان تو ہرگز نہین کرسکتا علامہ احمد بن علی بصری
صاحب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین اقول فی حدیث
عایشۃ رضی اللہ عنہا عند البخاری قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ
الذی لم یقم عنہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد لولا ذلک
لابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا علاوہ اسکے اوس زمانہ سے آج تک
ہزارون ہی لاکھون ہی عالم فاضل محدث مفسر فقیہ مجتہد نے حجرۂ مبارک کی زیارت کی
پر کسی نے اسکا انکار نہ کیا تو اوس وہابی مبتدع کا قول کب قابل لحاظ ہوسکتا ہی
خلاصۃ الوفا مین ہی لم یبلغنی ان احدا من اہل العلم والصلاح ممن حضروا ممن رآہ
بعد تجریدہ انکر ذلک او تفطن لہ اوالقی لہ بالا وہذا من اہم ما ینظر فیہ **نوان عقیدہ**
چھہ سو برس سے لوگ گمراہ ہین علامہ احمد فرماتے ہین منہا انہ ثبت عنہ انہ

یقول الناس من ستة مائة سنة لیسوا علی شئی جاننا چاہیے کہ یہ خود گمراہی ہی اس لیے
کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جو شخص کہتا ہی کہ سب لوگ ہلاک ہوے تو سب سے بڑھکر وہ
ہلاک ہوا یا یون کہین کہ وہ تو حقیقت مین ہلاک نہین ہوے پر اسنے سب کو ہلاکت
مین ڈالا طرہ یہ ہی کہ جب چھ سو برس سے وہ لوگ کافر و گمراہ ہین اللہ لا یجمع امتی
علی ضلالۃ کیونکر صادق آئیگا علامہ احمد بن علی بصری صاحب فصل الخطاب فی رد
ضلالات ابن عبد الوہاب فرماتے ہین ومن ضلل ہذہ الامۃ فقد کفر بالاجماع عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الرجل ہلک الناس کیف یصح ہذا
القول الذی قالہ ہذا المضل وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالۃ فاذا کان لیسوا علی الدین القویم بل کفروا وضلوا من ست مائۃ سنۃ
الی ظہور مبتدع العیینۃ کان ذلک منہم کل ہذہ المدۃ اجماعا علی الضلالۃ واللہ تعالی
یکرمہ قد اجارہم منہ انتہی مختصرا سوا اسکے یہان دو امر قابل غور ہین پہلا امر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مینہ سے تشبیہ دی ہی چنانچہ فرمایا ہی مثل امتی مثل
المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ چنانچہ یہ حدیث جامع صغیر مین موجود ہی تو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ امت کی کیفیت مختلف طور پر رہے گی لیکن یہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ کون سا طبقہ بہتر ہوگا جیسے مینہ کی کیفیت مختلف طور پر رہتی ہی پر یہ نہین
معلوم ہوتا کہ کونسا مینہ بہتر ہی مگر جس طرح سے ہر مینہ نفع سے خالی نہین ہوتا اسی طور
طبقہ امت کا برا نہین ٹھہر سکتا اگر طبقہ اول کا ایمان بمشاہدہ معجزات و دعوت
رسول تھا تو طبقہ ثانی کا ایمان بالغیب تھا اگر متقدمین نے تاسیس و تمہید مین
اوقات صرف کی تو متاخرین نے تلخیص و تجرید و تقریر و تاکید مین توجہ فرمائی
دوسرا امر قرن سادس و سابع و ثامن و تاسع و عاشر مین کیسے کیسے علما ورثۃ الانبیا
حفاظ محدثین و فقہا محققین و مفسرین مدققین و ایمۂ نحویین و لغویین و بیانیین و اصولیین

واولیا عارفین گزر گئے ہین بعض تو ایسے ہین کہ اس زمانہ حال مین جو چل رہا ہی مذاہب
اربعہ کا اونپر مدار ہی پھر ایسے لوگونکو گمراہ کہنا خود گمراہی ہی **دسوان عقیدہ** جو شخص
انکے معقولات کی تصدیق نکرے گو وہ کیسے ہی معقولات ہون وہ کافر ہی اور جو شخص
انکی ہان مین ہان ملاتا جاے اگرچہ فاسق ہو مگر وہی موحد ہی علامہ احمد بن علی بصری
فرماتے ہین فمن صدقہ لکل ما یقولہ وآمن بہ فہو مومن موحد ومن لم یصدقہ فی کل ما یقول بہ
فہو کافر مقطوع بکفرہ سبحان اللہ یہ تو عجب سمجھ ہی اگر انکو دعوی اجتہاد ہی تو قول
مجتہد کے انکار سے کوی کافر نہیں ہوسکتا اور اگر دعوی رسالت ہی تو رسالت
ذات پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی علامہ احمد فرماتے ہین و اذا بطل
کونہ من رسل رب العالمین ثبت انہ من رسل ابلیس اللعین لاضلال الموحدین جب یہ
متحقق ہوا کہ یہ رسول رب العالمین سے نہیں ہین تو ثابت ہوگیا کہ یہ رسول ابلیس
لعین سے ہین اور مقصود اوسکا اضلال موحدین ہی اور اس اضلال کی وجوہ عدیدہ
ہین کہ یہان بلحاظ اختصار کے چند وجوہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی **پہلی وجہ**
وہابی صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض رکھتے ہین اسکا سبب یہ ہی
کہ صحابہ مسائل الہیات و اعتقادیات و شرعیات و تہذیب نفوس و کمال اخلاق
و مسائل جہاد بتاتے تھے اور فتح بلاد معظمہ انکے حسن تدابیر سے ہوا اور اونکے
ہاتھون سے کفار مخذول و منکوب رہے چنانچہ نواحی یمامہ مین مسیلمہ کذاب کے
باب مین جو جو مساعی جلیلہ ظہور مین آئے سیر و تواریخ دیکھنے والون پر مخفی نہیں
اب ان لوگون نے اوسکے بدلے مین گورکنی و نباشی شروع کی مگر حق تو یہ ہی
کہ جو کچھ ان لوگون کے ہاتھ و زبان سے عالم ظہور مین آیا ابلیس کو بھی نہ سوجھی
ہوگی **دوسری وجہ** چونکہ شیطان لعین اولیا، عارفین و عباد صالحین سے
عداوت تامہ رکھتا ہی یہ لوگ انکی تکفیر کے قائل ہوے بلکہ جو شخص اونکی تکفیر کا

قائل نہوا وسکی تکفیر کے بھی قائل ہوے تا آنکہ وہابی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ وغیرہ کملین اولیاء اللہ کو زمرۂ اوثان مین سمجھتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ احادیث صحاح مین اولیاء اللہ کی اہانت کے باب مین کیا وعیدین وارد ہین علامۂ احمد فرماتے ہین الابلیس شدید البغض لاولیاء اللہ العارفین فجزم رسولہ وخلیفتہ بکفرہم وحکم بکفر من لم یکفرہم ویبغضہم ویسبہم ویعادیہم ویکفر الاحیاء منہم والاموات کسیدی الشیخ عبد القادر واضرابہ ممن اشتہر بالولایۃ والصلاح وجعلہم فی زمرۃ عباد الاوثان فقد اخرج البخاری فی صحیحہ عن انس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عن اللہ تعالی من اہان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ الحدیث وفی روایۃ لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ای اعلمتہ انی محاربہ انتہی مختصرا۹

اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم		کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

قال اور اگر تعظیم نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام ہی مین مقصود ہوتی تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے **اقول** اس شرطیہ کا مقدم اختراعی معلوم ہوتا ہی نہ تعظیم کا انحصار قیام مین ہی نہ اہل حق سے کوئی اسکا قائل ہی **قال** اور نام پاک حضرت سنکر بڑی تعظیم وتاکید امر یہ ہی کہ درود وسلام حضرت پر بھیجین کہ موجب اجر جزیل وثواب بے شمار ہی وباعث نجات ووقایہ وعید شدید ترک صلوۃ والسلام واطلاق بخل سے ہی مرقاۃ مین لکھا ہی کہ آیۂ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغۂ امر کا واسطے وجوب کے ہی اور محلی شرح موطا مین لکھا ہی اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ واحدۃ فی العمر اتفاقا واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو اتحد المجلس علی الاصح لالان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب متکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ویصیر دینا بالترک

فیقضی لہا حق عہدہ کالتشمیت وبہ قال ابن اسحاق وقال ابن العربی انہ الاحوط
وقال الکرخی انہ لایجب تکرارہا کلما ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل یستحب فی الدر المختار
المعتمد من المذاہب قول الطحاوی وصححہ المجلسی وغیرہ انتہی والآیۃ تدل علی الوجوب فی الجملۃ
وقیل یجب الصلوۃ کلما جری ذکرہ لقولہ علیہ السلام رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم
یصل علی وقولہ من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار وقولہ یحسب المرء من البخل
ان اذکر عندہ ولا یصل علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ وفی الزواجر
عن اقتراف الکبائر لابن حجر مکی رح اخرج الطبرانی عن حسین بن علی رضی اللہ
عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فخطی الصلوۃ علی خطی
طریق الجنۃ وعن ابن ابی عاصم قال قال الا اخبرکم بابخل الناس قالوا بلی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذکرت عندہ فلم یصل علی فذلک ابخل الناس تنبیہ عد ہذا ہو
صریح ہذہ الاحادیث لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فیہا وعیدا شدیدا کدخول النار
وتکرار الدعاء من جبریل والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبعد واسحق ومن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بالذل والہوان والوصف بالبخل بل بکونہ ابخل الناس وہذا کلہ وعید شدید جدا
فاقتضی ان ذلک کبیرۃ لکن ہذا انما یاتی علی القول الذی قال جمع من الشافعیۃ والمالکیۃ
والحنفیۃ والحنابلۃ انہ یجب الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکر وہو صریح ہذہ الاحادیث الخ اقول عبارت
منقولہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جاے
تو ابن عربی مالکی وکرخی کے نزدیک درود واجب نہین افسوس ہی کہ زواجر کے
یہان پوری عبارت نقل نہ کی گئی نہین تو رہا سہا شبہہ بھی دور ہو جاتا
احادیث مرویہ مین تطبیق ہو جاتی عبارت متروکہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر
محدثین وفقہا عدم وجوب کے قائل ہین اور حدیث مین جو تارکین کے لیے

وعید ہی اسسے وہی تارکین مرادہین جو بسبب عدم اعتناء کے درود نہین پڑھتے اور
خود حرام وکھیل وکود مین مصروف رہتے ہین اب اوس عبارت کو نقل کیے
دیتا ہون واما علی ما علیہ الاکثرون من عدم الوجوب فہو مشکل مع ہذہ الاحادیث الصحیحۃ
اللہم الا ان یحمل الوعید فیہا علی من ترک الصلوۃ علی وجہ یشعر بعدم تعظیمہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یترکہا لاشتغالہ بلہو ولعب ومحرم فہذہ الہیأت الاجتماعیۃ لا یبعد ان یقال
انہ حقہا من القبیح والاستہتار بحقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اقتضی ان الترک حینئذ لما
اقترن بہ کبیرۃ مفسق فحینئذ یتضح انہ لا معارضۃ بین ہذہ الاحادیث وما قالہ الائمۃ من
عدم الوجوب بالکلیۃ اور قائلین عدم وجوب کیطرف سے طحاوی وغیرہ کا تو دہ تو دہ
جواب پیش ہوتا آیا چنانچہ چند جواب اطلاع ناظرین کے لیے اس مقام پر لکھا جاتا
ہون پہلا جواب اگر درود واجب ہوتا تو یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
خصوصًا اور امت کے لیے عمومًا اطہر واجبات سے ٹھہرتا اور ایسا تو نہین ہی
دوسرا جواب وجوب کے تو کوئی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سے قائل نہین بلکہ یہ
محض قول مخترع معلوم ہوتا ہی تیسرا جواب جب جب آپ کا نام نامی لیا جاتا تھا
تو سلف صالح جو پیشوای دین تھے درود نہین پڑھتے تھے اور خطاب کے وقت بھی
صرف یا رسول اللہ کہتے تھے اگر واجب ہوتا تو وہ بیشک اس سے منع کیے جاتے
چوتھا جواب اگر واجب ہوتا تو موذن پر واجب ہوتا مگر موذن پر تو شرعا ہرگز واجب
نہین پانچوان جواب بصورت وجوب کے نماز یا خارج نماز مین قاری پر درود پڑھنے کے
لیے قراءت کا چھوڑنا واجب ہوجاتا لیکن ایسا تو نہین ہی باقی رہی احادیث
مرقومہ اسکا جواب یہ ہی کہ سب احادیث مین مبالغہ تاکید ہی ہی اور اون لوگون کے
لیے ہی جو ترک صلوۃ کے عادی ہوگئے ہین مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ
علی النبی المصطفی میت ہی واجاب القائلون بعدم الوجوب بوجوہ منہا انہا لو کانت

واجبۃ کلما ذکر لکان ہذہ من اظہر الواجبات ولنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولامتہ ومنہا انہ قول لایعرف من احد من الصحابۃ والتابعین ولا تابعیہم ولا یعرف قال بہ فہو قول مخترع ومنہا ان السلف الصالح الذین ہم القدوۃ لم یکن احد منہم کلما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن الصلوۃ علیہ باسمہ وہذا فی خطابہم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من ان یذکر فانہم کانوا یقولون یا رسول اللہ مقتصرین علی ذالک فلو کانت الصلوۃ علیہ واجبۃ عند ذکرہ لانکر علیہم ترکہا ومنہا انہ لو وجبت لوجبت علی المؤذن فضلا ان یجب علیہا ومنہا انہا لو وجبت لزم القاری کلما یذکر اسمہ ان یصلی علیہ ویقطع لذلک قرأتہ لیودی ہذا الواجب سواء کان فی الصلوۃ او خارجہا ومعلوم انہ لو کان واجبا لکان الصحابۃ والتابعون اقوم بہ واسرع الی ادائہ وفیہ من المشقۃ والحرج ما لا یخفی واجابوا من الاحادیث التی استدل بہا المثبتون للوجوب بانہا خرجت مخرج المبالغۃ فی تاکید ذالک وطلبہ وفی حق من اعتاد ترک الصلوۃ علیہ **قال** الملخص یہ کہ نام نامی سنکر ثواب درود و سلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی قیام مین چست و کمر بستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھہ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت و نہی ثابت ہی جیسا کہ گزرا **اقول** اسمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا اختلال مجلس میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد اختتام بلشتر روایتون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام بھیجتے ہین چنانچہ بعض مجالس مین سے

عطر الہم قبرہ الکریم
پڑھتے ہین اور بعض محافل مین یا

یعرف سند ہی من صلوۃ وتسلیم

واجبۃ کلما ذکر لکان ہذہ من اظہر الواجبات وللنبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولامتہ ومنہا انہ قول الایعرف من احد من الصحابۃ والتابعین ولا تابعیہم ولا یعرف قال بہ فہو قول مخترع ومنہا ان السلف الصالح الذین ہم القدوۃ لم یکن احد منہم کلما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن الصلوۃ علیہ باسمہ وہذا فی خطابہم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من ان یذکر کانہم کانوا یقولون یا رسول اللہ مقتصرین علی ذلک فلو کانت الصلوۃ علیہ واجبۃ عند ذکرہ لانکر علیہم ترکہا ومنہا انہ لو وجبت لوجبت علی الموذن فضلا ان یجب علیہما ومنہا انہا لو وجبت لزم القاری کلما یذکر اسمہ ان یصلی علیہ ویقطع لذلک قراءتہ لیودی ہذا الواجب سواء کان فی الصلوۃ او خارجہا ومعلوم انہ لو کان واجبا لکان الصحابۃ والتابعون اقوم بہ واشرع الی ادائہ وفیہ من المشقۃ والحرج ما لا یخفی واجابوا من الاحادیث التی استدل بہا المثبتون للوجوب بانہا خرجت مخرج المبالغۃ فی تاکید ذلک وطلبہ وفی حق من اعتاد ترک الصلوۃ علیہ **قال الملخص** یہ کہ نام نامی سنا کر ثواب درود وسلام سے محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام وصلوۃ کے ہوتے ہین اسکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی قیام مین جیسے کمربستہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ وسلام سے بھی گویا نہایت بڑھکر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید شدید وارد ہی اور ترک قیام پر کچھ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہت و نہی ثابت ہی جیسا کہ گذرا **اقول** اسمین کئی وجوہ سے اختلال ہی پہلا **اختلال** مجلس میلاد مین جب نام نامی زبان پر آتا ہی درود وسلام پڑھا جاتا ہی بلکہ بعد اختتام بیشتر رباعیون کے بدون ذکر نام نامی کے بھی درود وسلام نت بھیجتے ہین چنانچہ بعض مجالس مین یہ

عطر اللہم قبرہ الکریم	ہین چنانچہ بعض مجالس مین یہ
پڑھتے ہین اور بعض محافل مین	بعرف شذی من صلوۃ وتسلیم

دوسرے جمل دیدہ و دانستہ اسقدر غلط اظہار بیجا ہیے ہے

راست میگویم و یزدان نہ پسندد جز راست		حرف نا راست سر ذون وش اہرمن ست
دوسر اختلال بھی لکھ چکا ہون کہ اکثر علما عدم وجوب کے قائل ہین اب کہانتک سمجھاوں		
یا رب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے میری بات		دے اور دل اونکو جو نہ دی مجکو زبان اور

تیسر اختلال قائلین بالوجوب مین اختلاف ہی کہ اس صورت مین درود پڑھنا فرض عین ہی یا کفایہ ابو اللیث سمرقندی کا مذہب یہ ہی کہ درود علی الکفایہ واجب ہوتا ہی یعنی بعض کے فعل سے مابقی لوگون کے ذمے سے وجوب ساقط ہوجاتا ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین ہی اختلفوا القائلین بالوجوب کما ذکر ہل ہو علی العین فیجب علی کل فرد او الکفایۃ فاذا فعل ذلک البعض سقط عن الباقین فالاکثرون علی الاول و قال بالثانی ابو اللیث السمرقندی من الحنفیۃ اور اس مجلس مین تو قاری و سامع سبکے سب درود پڑھتے ہین اگر بفرض محال کسی شخص نے نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے وجوب ساقط ہوجائیگا چوتھا اختلال بعض کا یہ مذہب ہی کہ تمامی مجلس مین اگر نام نامی کئی بار لیا جای ایکبار درود کافی ہی حلیمی کا قول ہی کہ جب مجلس خاصۃً ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرار پائے اس پوری مجلس کو مثل حالت واحدہ کے سمجھنا چاہیے پھر ضرور نہین کہ جب جب نام نامی زبان پر آئے درود واجب ہو جای بلکہ اس صورت مین ایک مرتبہ درود پڑھنا کافی ہی ہان اگر اس قسم کی مجلس نہو تو جب جب نام نامی زبان پر آئیگا درود واجب ہو جائیگا اور ظاہر ہی کہ مجلس میلاد صرف ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انعقاد پاتی ہی پھر اسمین ایک مرتبہ درود پڑھنا کیونکر کافی نہ سمجھا جائیگا مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین ہی ذکر فی بعض شروح الہدایۃ انہ لو کرر اسم اللہ فی مجلس واحد

یکفیہ ثناء واحد ولو کرر سمہ فی مجلس کفاہ ایضا ان یصلی علیہ مرۃ علی الصحیح وفرق الحلیمی فرقا حسنا فقال واذا قلنا بوجوب الصلوۃ کلما ذکر فان اتحد المجلس وکان مجلس علم او رواتہ سنن ذکر الصلوۃ اذا ختم المجلس وبہا اجزاہ لان المجلس اذا کان معقودا لذکرہ کان حالۃ واحدۃ کالذکر المتکرر وان لم یکن المجلس کذلک فالذی ارٰی انہ کلما ذکران یصلی علیہ ولا ارخص فی تاخیر ذلک اذ لیس ذکرہ باقل من حق العاطس افسوس ہی کہ تم لوگونکو کسی مسئلے مین سوای دھوکہ بازی وافترا پردازی کے کچھہ نہین آتا ہ

نقش دغابستہ خطا کردہ		تا تو بدانی کہ جہا کردہ

حق تو یہ ہی کہ مجلس میلاد مین ابتدا سے آخر تک جب نام نامی آتا ہی درود پڑھا جاتا ہی اگر کسی شخص نے درود نہ پڑھا تو دوسرے کے پڑھنے سے اسکے ذمے کا وجوب ساقط ہوجاتا ہی قال اور بالتنزل یہ کہا جاتا ہی کہ اس امر مین اختلاف وتنازع واقع ہی جیسا کہ عاملین ومجوزین بھی تاویل وتحریف وتبدیل کرکے فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف ودفع تنازع اس طور پر کرین کہ رجوع جانب آیات ونصوص واحادیث صحاح غیر منسوخہ وغیر ماولہ کرکے حقا وانصافا نہ تعصبا واعتسافا تصفیہ واتفاق کرلین اقول اہل حق کیطرف سے ہمیشہ دلائل لامعہ وبراہین ساطعہ پیش ہوتی آئی ہیں منکرین نے بجز دشنام دہی اور فضول گوئی کے اپنا طریقہ نہین رکھا دیکھو کہ اس رسالہ قلب الاطمینان مین کس آیت وحدیث سے مذمومیت مجلس وقیام کی ثابت کی گئی ہی اس حوصلہ پر تو ضرور تھا کہ ہر دعوی کے ثبوت کے لیے آیت وحدیث پیش کی جاتی ہان حسب مقتضای ہمہ دانی تو یہ ہی کہ اس رسالہ مین جس جس مقام پر آیہ وحدیث مذکور ہوئی ہی محض بے سمجھے بوجھے نقل ہوی ہی چنانچہ ہمنے ہر مقام پر مطلب صحیح لکھکے حسب مناسب مقام تنبیہ کی ہی اور ہمنے مانا کہ کوئی آیت وحدیث گھڑکے ابطال عمل مولد کے لیے

پیش ہوئی تو شاہ عبد الرحیم صاحب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کیطرف سے کیا عذر پیش ہوگا یہ حضرات تو مجوزین سنے ہین اعتبار فے سلسلۃ اولیاء اللہ مین ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شیٔ صنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وبین یدیہ ہذہ الحمص اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود مشغول گشتند و فقیر مے آمد اولا بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد ازان ذکر ولادت باسعادت مے نبدی از حال رضاع وحلیہ شریف و بعضے از آثار کہ درین اوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید پستر برما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود اب سچ سچ حقا و انصافا نہ تعصبا و اعتسافا کہو کہ ان حضرات سے اب تصفیہ اتفاق کی کیا صورت ہی

جو لوگ کہ ہوتے ہین ولا عاقل دہر	کرتے نہین جز مہر عدو پر وہ قہر
پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور	مرتا جو ہو گڑ سے اوسے کیون دیجے زہر

قال جیسا کہ ماثور ہی اذا تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ ورسولہ **اقول** تمنے اس آیہ مین لفظی و معنوی تحریف کی ہی فان تنازعتم کو اذا تنازعتم اور الرسول کو رسولہ بنایا اجتہاد کو بالکل اڑا دیا حالانکہ اگر قرآن و حدیث مین کوئی امر نہ پائین تو ہمین اجتہاد چاہیے معالم التنزیل محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی مین ہی فردوہ الی اللہ والرسول ای الی کتاب اللہ والی رسولہ ما دام حیا وبعد وفاتہ الی سنتہ والرد الی الکتاب والسنۃ واجبان وجد فیہما فان لم یوجد فسبیلہ الاجتہاد

چیست قرآن ای کلام حق شناس | رونمای رب ناس آمد بناس
حرف حرفش را ست در بر معنیی | معنیی در معنیی در معنیی
لعبت بازیچہ اش فہمیدہ | با خذف گنجینہ سنجیدہ
بس کن و بس کن ہمین مشق قدیم | زین حواشی گشت اوراقش سہیم
از سر درس ملاہی باز آ | در دبستان الٰہی باز آ
مجلس مولود را بدعت مگو | نیست جز ذکر رسول اللہ درو

قال فی المشکوۃ عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامر ثلثۃ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ عز وجل رواہ احمد اور امر اختلافی غیر ضروری ہین جو مقتضای احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیے

اقول اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تمنے امر بین رشدہ سے صریح چشم پوشی کر کے مجلس میلاد کو امر اختلف فیہ مین داخل سمجھا ہی اور نہ سمجھے کہ اوس سے وہی اشیا مراد ہین جسکو خداوند عالم نے نہین بتایا مثل قیامت و متشابہات قرآنی کے حدیث ابی ثعلبہ مین ہی وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا طیبی مین ہی الاول ان تفسر ہذا الحدیث بما ورد فی آخر الفصل الثالث فی حدیث ابی ثعلبہ پھر یہ امر اختلف فیہ مین داخل نہین ہی بلکہ امر بین رشدہ مین داخل ہی اور اگر ہم تسلیم بھی کرین تو تمھاری چون و چرا کو کب جا سے مداد بحصیر سمجھے گے اسلیے کہ امر مختلف فیہ کو خدا ہی پر چھوڑنا چاہیے اوس مین چون و چرا کو کہان دخل ہے

ہرزہ مشتاب ہی جادہ شناسان بدر آ | ای کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت

قال اور امور محدثہ نے اصل ہین عمل بے دلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانے مین کچھ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہے

اقول یہ تقریر تو صریح ہذیان معلوم ہوتی ہی مجلس میلاد نہ امور محدثہ سے ہی

غرض بے اصل ہی نہ عمل حرمین براہین شرعیہ سے خارج ہی اگر کوئی حدیث صحیح عمل اہل
مدینہ کے خلاف پائی جاوے تو حدیث صحیح پر عمل نچاہیے اس لیے کہ جب اہل مدینہ
کے نزدیک ایسی حدیث کی اصلیت نہیں پائی گئی تب تو اوسکے خلاف توارث ہوا
اس لیے کہ ممکن نہیں کہ جس مقدمے میں حدیث صحیح پائی گئی ہو دیدہ و دانستہ توارث
اوسکے خلاف ہو بلکہ اونکے توارث سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حدیث صحیح اپنے
عمل کے موافق اونکو ملی ہی اور اونکی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہی ملا محمد معین
بن ملا محمد امین نے دراسات اللبیب تمھاری مستند کتاب میں لکھا ہی ان عمل اہل
المدینة المقدسة یترک بہ الحدیث الصحیح عند غیرہم مطلقا وعند اہل الکوفة بخصوصہم فان
عملہم علی شئی ورد بخلاف الحدیث الصحیح عند غیرہم لا یتصور الا بانتفاء اصل ذلک عندہم
والا لما وسعہم الخلاف ومن لم یقبل ہذا الحدیث المعارض لعملہم وجب علیہ التمسک
وترک ما خالفہ ووجہ ذلک ان عملہم دلیل قوی علی وجود الحدیث الصحیح فی ذلک عندہم
ووجدانہم ترجیح علی حدیث غیرہم عند ہذین الامامین وفی ہذا جواز الاعتماد علی العلم الاجمالی
لوجود الدلیل الراجح مع وجدان الدلیل المعارض بعینہ وذلک مخصوص فی عمل
اہل المدینة المشرفة عندہما جب بلا وجود دلیل معارض کے دلیل راجح کا علم اجمالی
قابل اعتماد ہی تو جس وقت حرمت انعقاد مجلس میلاد پر منکرین کے نزدیک کوئی
حدیث پائی نجاتی ہو تو حسب تصریح صاحب دراسات کے صرف عمل اہل مدینہ
طیبہ اسکے سنت کے لیے کیونکر کافی ووافی نہ سمجھا جاوے گا ۵

لیکن ہمان ست کہ پیوستہ در ابروی تو بود		دو دوست لوہم کہ ہیچ اگہ بہ کارم زدہ اند

اور جب توارث مکہ و مدینہ کا ایک طور پر ہوا اور احادیث صحیحہ سے اسکا ثبوت بھی
پایا جاتا ہو تو وہ کیونکر بے اصل سمجھا جاویگا قال چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاة
شرح مشکوة میں لکھا ہی وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلة الختم فی التراویح ونصب المنابر

وبین انہ بدعۃ منکرۃ قلب رحمہ اللہ ما فطنہ وقد ابتلی بہ اہل الحرمین حتی فی لیالی الختم یحصل
اجتماع من الرجال والنساء والصغار والعبید ما لا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب
علیہ الفساد الحدید ومنکر الحدید ویستقبلوا النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون
علی ہیئۃ عبد النیران وفی طیش المطاف حتی تضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیہم
وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسأل اللہ العفو والعافیۃ
والغفران واللہ المستعان انتہی **اقول** ملا علی قاری کا قول اگر قابل اعتبار و استناد ہی
تو اونکا قول عمل مولد کے مقدمے مین کیون نہین مانتے جس سے جھگڑا ہی چکجاتا ہی
سبحان اللہ کہین اپنے تلو آنکھ وہ کھائی جاتی ہی کہین استناد ؟ اونکی عبارت نقل کیجاتی ہی س

آنکھہ وہ کافر کہ قتل عام جسکی ایک ادا		لب وہ روح افزا جسے مردے جلا تا یاد ہے

قال اور ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد مین لکھا ہی عمل اہل المدینۃ الذی یحتج بہ
ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملہم بعد موتہم وبعد انقضاء عصر من بہا من الصحابۃ
فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ تحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وخلفاء انتہی یعنی وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہی کہ جو خلفای راشدین کے
زمانہ مین تھا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفای راشدین کے اور بعد گزرنے
عصر اونکے جو مدینے مین تھی صحابہ سے بس نہین فرق ہی درمیان عمل اونکے و عمل غیر
اہل مدینے مین اور سنت حکم کرتی ہی لوگونمین نہ عمل کسی کا بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وخلفای راشدین کے **اقول** ہم اس مقدمے مین دراسات تمہاری معتبر
کتاب سے عبارت نقل کرچکے ہین فتذکر ما سلف **قال** قال العینی فی شرح صحیح
البخاری فی شرح قولہ علیہ السلام ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا
قال الداؤدی کان ہذا فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والقرن الذی کان علیہم
والذی یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما وقال القرطبی فیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم

من البدع وان عليهم حجة كما رواه مالك قلت هذا انما كان في زمن النبي صلى الله عليه وآله وسلم والخلفاء الراشدين الى انقضاء القرون الثلثة وهي تسعون سنة واما بعد فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصا في زماننا هذا على ما لا يخفى اور کہا عینی نے بیچ شرح بخاری شریف بیچ شرح حدیث ان الدین لیأرز الی المدینة کما تارز الحیة الی حجرہا کے یعنی بیشک ایمان سمٹ آویگا طرف مدینہ کے جیسے کہ سمٹ آتا ہی سانپ طرف اپنے سوراخ اعنی بل کے داؤدی نے شرح بخاری مین تحت مین اس حدیث کے لکھا ہی کہ تھا یہ امر یعنی سمٹ آنا ایمان کا بیچ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اون قرنون مین کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونمین اور اون لوگونمین کہ تھے متصل اونکے خاص کے اس لیے کہ امر درست تھا رواج بدعت سے اور کہا قرطبی نے اسمین تنبیہ ہی اوپر صحت مذہب مدینہ والونکے اور پر سلامتی اون کی بدعتون سے اور اوپر اسکے کہ عمل اونکا حجت ہی کہا عینی نے بعد نقل اس قول قرطبی کے شرح مذکور مین کہ یہ سلامت رہنا اہل مدینہ کا بدعت سے نہ تھا مگر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین مین گزرنے قرون ثلثہ تک اور وہ قرون ثلثہ نوے برس ہین اور بعد ان قرون کے متغیر ہوے احوال اور بہت ہوئین وہان بدعتین خصوصًا ہمارے زمانے مین اقول جسطرح سانپ بااحتیاج کی طلب کے لیے اپنی بانبی سے نکلتا ہی اور پھر اوس مین داخل ہوتا ہی اسیطرح ایمان مدینہ طیبہ سے اطراف واکناف عالم مین پھیلا اور بسبب محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مومن عزم مدینے کا رکھتا ہی اس امر مین کسی زمانے کی خصوصیت نہین ہی قرن اول مین لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین احکام سیکھنے جاتے تھے زمانہ صحابہ تابعین و تبع تابعین مین اقتدا کے لیے جاتے تھے بعد اوسکے زمانہ حال تک جو چل رہا ہی زیارت قبر منیف اور صلوة مسجد شریف

اور تبرک آثار شریف و آثار صحابہ کے لیے جاتے ہین ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری
مین علامہ احمد بن محمد بن الخطیب القسطلانی فرماتے ہین ای ان اہل الایمان
لتنضم وتجتمع الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی حجرہا ای کما تنتشر الحیۃ من حجرہا فی طلب
ماتعیش بہ فاذا راعہا شئی رجعت الی حجرہا کذلک الایمان انتشر من المدینۃ فکل مومن لہ
من نفسہ سائق الیہا المحبۃ فی ساکنہا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وہذا شامل لجمیع الازمنۃ
لانہ فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم للتعلم منہ وفی زمن الصحابۃ والتابعین وتابعیہم للاقتداء
بہدیہم وفیما بعدہم لزیارۃ قبرہ المنیف والصلوۃ فی مسجدہ الشریف والتبرک بمشاہدۃ
آثارہ وآثار اصحابہ اس مقام پر سمجھنا چاہیے کہ سانپ سے تشبیہ صرف قرار وانضمام
مین ہی امر مین تشبیہ مقصود نہین ہی طیبی مین ہی ولعل ہذہ الدابۃ اشد فرارا
وانضماما من غیرہا فشبہ بہا بمجرد ہذا المعنی فان المماثلۃ یکفی سے فی اعتبار ہا بعض الاوصاف
پھر اگر زمانہ ہذہ سے زمانہ حال مراد ہو تو سوای حرمین کے تمام سے دین کا معدوم
ہونا لازم نہین آتا اس لیے کہ اگرچہ سانپ جب بانبی مین سمٹ آتا ہی تو سوای
اوس بانبی کے کہین نہین ہوتا لیکن یہان تمام لوازمات سے تشبیہ ہی نہ تشبیہ
کے لیے یہ ضرور ہی **قال** اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہی ادرک
الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا الغافلون یحکمو بحرمۃ المجاورۃ فی
الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرت الجہل وقلۃ العلم وظہور المنکرات وفشوالبدع
والسیات واکل الحرام والشبہات یعنی اگر پاتے پہلے پچھلو نکو جس پر ہمارے زمانے
کے غافل لوگ ہین تو حکم کرتے ساتھ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کے
بسبب شائع ہونے ظلم اور کثرت جہل وقلت علم وظاہر ہونے برے باتون
وفاش ہونے بدعات وسیئات اور اکل حرام اور شبہات کے **اقول**
فی الواقع بعض احیان مین وہابیون نے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ مین طرح طرح کے

مفسدے برپا کیے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے اونکو مخذول و منکوب کیا
چنانچہ ابن عبد الوہاب نجدی وغیرہ کی تھوڑی سی کیفیت لکھہ چکا ہون اگرچہ اوسکی
یاد ہی مین عتاب کا خوف تھا پر کیا کرون مجبور ہون ۵

چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا انکھین		تو نہین کبھی نظر وہمین حسینو نکے ذلیل

قال علاوہ اون سب کے حال پستی لحیہ اسبال ازار اہالی حرمین و علماء وکبرا وہانکا عیان ہی جو چاہے
دیکھہ لے یا دریافت کرلے حالانکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچھہ و درازی لحیہ کے ہی فی الموطا
عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحی یعنی روایت ہی عبد اللہ بن
عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست کرنے مونچھہ و دراز کرنے ڈاڑھی کے
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن زید
بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ
الترمذی وصححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنی برائی نیچے لٹکانی زیر جامہ کے
ظاہر و ثابت ہی عن ابی سعید بن الخدری رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین ما اسفل
ذلک ففی النار قال ذلک ثلث مرات وکتاب زواجر عن اقتراف الکبائر مین اسبال
ازار اور اوسکے تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہی اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین سے کے وہ آتش دوزخ مین ہوگا اور یہ وعید شدید
دخول دوزخ کے کبیرہ ہونے پر دال ہی **اقول** تمنے ابھی عمر مین نہ حج کیا
نہ تمھین زیارت نصیب ہوئی نہ ہوگی پھر تمھین حرمین شریفین زادہما اللہ تعالی
شرفا وتعظیما کے احوال سے یا وہان کے علما کی کیفیت سے کیا اطلاع بے دیکھے
بھالے ایسے بزرگان دین کو مرتکب گناہ کبیرہ یا جہنمی کہنے سے کیا فائدہ ۵

مین جو نباہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہی		صاحب کے ہر زہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہی

علما و کبرای حرمین کے اتقا کا کیا کہنا ڈاڑھی نیچی پائجامہ ٹخنون سے اونچا عمامہ عربی
در بر عمامۂ حجازی بر سر چشم بد دور نمازی صاحب ترتیب تہجد گزار پلے درجے کے متقی
پرہیزگار اگر تمنے ان بزرگوار کو نہین دیکھا ہی تو بعض بعض ہندوستانی جو عربی پائجامہ
پہنتے ہین اونکو ٹٹول لو طرفہ یہ ہی کہ اسبال ازار عموماً غیر مشروع نہین حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کا پائجامہ نیچا ہوتا تھا پھر نعوذ باللہ اونکی شان مین بھی جو کچھ چاہو بان از بان
کرلو افسوس ہی کہ زواجر عن اقتراف الکبائر کی عبارت نقل کرنے مین بڑی خیانت کا
ارتکاب ہوا اب ہم زواجر سے اوس حدیث کو لکھتے ہین فی الصحیحین جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ
الیہ یوم القیامۃ فقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ان ازاری یسترخی الا ان اتعاہدہ
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلاء اور صحیح بخاری مین حدیث
ابو بکر صدیق کے باب مین جر ازارہ من غیر خیلاء مین مذکور ہی اور زواجر مین کبیرہ الرابعہ
جو کبر و عجب مین ہی حدیث جر ازار مذکور ہی حضرت ابن عمر کی حدیث مین بطور انحصار
کے مذکور ہی من جر ازارہ لا یرید بذلک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامۃ چنانچہ
حدیث زواجر مین ہی اور بعض احادیث مین جو بطور اطلاق کے ہی ما اسفل الکعبین من
الازار ففی النار وہ اپنے اطلاق پر نہین بلکہ وہ بھی خیلاء کی قید پر محمول ہی چنانچہ ارشاد
الساری مین صاف لکھا ہی خیر اگر ہم اسبال ازار کو تسلیم کرلین تو وہ خواہ مخواہ تکبر ہی سے
ہوگا اور وہ جارنا چار مرتکب گناہ کبیرہ و مستحق عذاب جہنم ٹھہرائے جاوینگے اونکا علم و
فضل و زہد و اتقا و مجاورت حرمین شریفین مقتضی اس امر کا تھا کہ اونکے ساتھ ادب و لحاظ سلوک
ہوتا اور تہمت سے کف لسان کیجاتی نہ اوسکے بدلے افترا پردازیان و زبان درازیان سے

خون ایشان کہ روا داشت کہ صید حرم اند		خون صاحب نظران ریختی ای کعبہ حسن

قال ہر گاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلثہ متغیر و ملوث ببدعات ہو کر قابل تمسک نہ رہا
پھر اب کسطرح لائق سند و اعتبار تصور کیا جاوے ایسے امور مین حال و قال و فعل کسی

دوسریکا **اقول** چشم بددور کیسی شستہ تقریر ہی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ وبحمدہ
شاید یہ اردو ہی معلی بھاسے ہی حصے مین آئی ہی ع

صحرائیان پورب کیا جانتے ہین اسکو		ازی مصحفی جدا ہی انداز اس زبان کا

ہان صاحب عمل حرمین تو بیشک قابل تمسک واحتجاج ہی اس مقدمے مین وج اساتذ
کی عبارت منقولہ دیکھہ لو **قال** سوای اسکے یہ عمل کچھہ اہالی وعمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا
بھی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا
بعد چھہ سو چار ہجری کے ہی وہ بسبب ارتکاب اسراف وملاہی وغنا ورقص وغیرہ خود
قابل سند نہین تو شی محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہی کب قابل تمسک ہی
اقول اگر یہ عمل اہالی حرمین کا نکالا نہین ہی تو یہ کہو کہ حضرت ابن عباس کون
تھے اور کہان کے رہنے والے تھے شاہ اربل تو ہرگز اسکا موجد نہین ہو سکتا
البتہ سلطان نے اسے رونق دی تھی اس لحاظ سے اگر اوسے موجد کہتے ہون تو
کہتے ہون یہی حال نماز تراویح کا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے موجد نہین ہین البتہ
اجتماع ناس والتزام حضرت سے ہوا اور تاریخ ابن خلکان مین سلطان کی بڑی بھی
تعریفین لکھین ہین دیدہ ودانستہ ایسے شخص کو گالیان دینی بیجا ہیے ع

تم جو غصہ ہو تو غصہ میرے سر آنکھون پر		پر لبشر طیکہ نہو جہل مرکب اوسمین

قال اور سیکڑون آدمی حرمین کے بھی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین
لاتے **اقول** حرمین کا کوئی شخص اوسکو بے اصل نہین سمجھتا سیکڑون کا تو کیا ذکر ہی
دو چار آدمیون کا نام بتاؤ اگر تمکو حج وزیارت نصیب نہوی اور نہ آیندہ امید ہو
تو فتاوی اہالیان حرمین کا دیکھو اور وہ بھی ہاتھہ مین یا سمجھہ مین نہ آئے تو اپنے
زمرے کے لوگون سے پوچھہ لو اسی انکار کی بدولت اونکی تعزیر ہوی ہی اور اپنے
مبارک مقام سے نکالے گئے ہین ہندوستان کو خالی پاکر البتہ وہ اپنے کمنونات کا اظہار کرینگے ع

سواد ہند خاطر خواہ باشد بی کمالان را	نماید خانہ تاریک روشن چشم عریان را

قال علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہوکر
مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے جانتے
ہین کسی طرح قابل عمل نہ رہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہوا اور عوام
اوسکو سنت جانین وہ لائق ترک اور مکروہ ہی اور یہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس
عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہی پس ترک اوسکا ضروری ہوا **اقول** یہان کچھ
ضرورت فرض فارض و لحاظ عوارض کی نہین ہی ذکر سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
و درود خوانی حسن لذاتہ ہی اسمین ہرگز قبح نہین پایا جاتا اور عمل مولد چونکہ فی نفسہ
سنت حکمیہ ہی اگر کسی نے اسے سنت سمجھا تو کیا برا کیا البتہ قابل ملامت وہ شخص
ہی جو اس سنت کو بدعت سمجھے **قال** چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہی وما
یفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی
الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی **اقول** یہان اس عبارت کا نقل کرنا محض
بے سود ہی اسلیے کہ مجلس مولود کو لااقل ہم سنۃ حکمیہ کہتے ہین پھر سنت
سمجھنے سے مکروہ نہین ہو سکتی **قال** اور صاحب مجالس الابرار مجلس پچاسوین
مین بعد اثبات کراہت و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام
کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہی فللہ درہ قولہ لو لم یصرح الفقہاء بکراہتہا
بل کانت مباحۃ فی نفسہا لحکمنا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس
و اعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لا یجبرون ترکہا حتی وصل الینا من بعض من اشتہر
بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف یترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا
یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون وکل
مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہاء حین شاع صوم ایام البیض

نفی نہ مانہ بلکہ اسنت لئلا یوکوا الی اعتقاد الوجوب مع ان صوم ایام البیض مستحب وورد فیہ اخبار
کثیرۃ فما ظنک بالمباح وما ظنک بالمکروہ ولیس ہذا الا الفتنۃ التی قال فیہا عبداللہ
بن مسعود کیف انتم اذا البستکم الفتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشأ فیہا الصغیر یجری علی الناس
بدعۃ یتخذ ونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ وہذا منکر وانتہی **اقول** عبارت
منقولہ اس مقام پر ہرگز مفید نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ مجلس تو فی نفسہ سنت حکمیہ
مین داخل ہی پھر اگر کسی نے اسے سنت حکمیہ سمجھا تو کیا برا کیا **قال** یعنی ابتدای
ایجاد عمل ہذا یعنی چھہ سو چار ہجری سے آج تک اختلاف واقع ہی کہ یہ مباح ہی
یا بدعت **اقول** اصل تو یہ ہی کہ ابتدای اس عمل کی ۶۰۴ ہجری نہین ہی بلکہ
قرن اول ہی کما مر **قال** وعند الفقہا مصرح ومحقق ہی کہ جب تردد واختلاف کسی امر
کے بدعت وسنت ہونے مین ہو یعنی بعض اوسکو بدعت و بعضے سنت کہین وہ واجب
الترک ہی پس وہ شی کہ جسکی بدعت ومباح ہونے مین تردد ہی وہ بدرجہ اولی واجب
الترک ومکروہ ہی عما ہو وجب الترک فا دناہ مکروہ وقال الشیخ ابن الہمام فی
فتح القدیر ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترکہ لازم لان ترک البدعۃ لازم وادا السنۃ
غیر لازم انتہی **اقول** افسوس ہی کہ تمنے فقہا کا مطلب سمجھا ہی نہین وہ کچھہ کہتے
ہین تم کچھہ سمجھتے ہو حضرت سلامت فقہا یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی فعل بطور مسنون
ادا کیا جای تو اوسمین بدعت مذمومہ کا ارتکاب لازم آئے ایسی صورت مین سنت
کو ترک کرنا چاہیے مثلا جب سجدے مین بدون قلب حصاۃ کے پیشانی
بوجہ سنت نہ ٹکتی ہو وہان قلب حصاۃ نہ چاہیے گو اس سے ایک سنت کا
ترک لازم آتا ہو اس عبارت سے فقہا کا یہ مطلب نہین ہی کہ جسے بعضے سنت
و بعضے بدعت کہتے ہون وہ واجب الترک ہی **قال** وقام الامام عبد الغنی
الافندی فی الطریقۃ المحمدیۃ ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شی بین کونہ سنۃ

اور بدعۃ فتر کہ لازم انتہی اقول مجھے معلوم نہین کہ بہر علیے کون شخص ہی تمھارا امام ہو تو ہومین تو اوسے امام بھی نہین کہتا طریقہ محمدیہ کا مصنف بھی نہین کہتا اور اوس عبارت کا مطلب جو کچھہ تم سمجھے ہو اوسے صحیح بھی نہین کہتا قال ابن الحاج فی کتابہ مسمی بالمدخل ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات انتہی اقول صاحب مدخل کی اس عبارت سے نفس مجلس میلاد کا انکار مفہوم نہین ہوتا ہی ہان جو مجلس کہ محتوی ببدعات ومحرمات ہو اوسمین صاحب مدخل نے کلام کیا ہی علامہ سیوطی فرماتے ہین قد تکلم الامام ابو عبداللہ بن الحاج فی کتابہ المدخل علے عمل المولد وحاصلہ مدح ما کان فیہ من اظہار شعار وشکر وذم ما احتوی علیہ من محرمات ومنکرات اگر احیانا مجلس میلاد مین منکرات کا ارتکاب ہوتا ہو تو نفس مجلس مولود منہی عنہ نہین ہو سکتی بلکہ اس وقت ایسی تدبیر چاہیے جس سے منکرات چھوٹ جائین مثلاً اگر قبر پر منکرات ہوتی ہون یا جنازے کے ساتھہ نوحہ کرنیوالی عورتین ہون تو اس سے زیارت قبور یا اتباع جنازہ چھوٹنا نہ چاہیے بلکہ افعال منہی عنہ کے چھوٹنے کی تدبیر چاہیے رد المحتار مین ہی قال ابن حجر نے فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات المفاسد لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل ازالتہا ان امکن اہ قلت ویؤیدہ ما مر عن عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان معہا النساء نائحات قال وقال تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الایمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون انتہی اقول تاج الدین فاکہانی کا جواب

علامہ جلال الدین سیوطی نے یہ تشریح لکھا ہی ہم اوسکی تھوڑی سی عبارت لکھا چاہتے ہین
قال المنکر المریب لا اعلم لہذا المولد صلا فی کتاب ولا سنۃ قال المجیب المصیب یقال
علیہ نفی العلم لا یلزم منہ نفی الوجود وقد استخرج لہ امام الحفاظ ابو الفضل بن حجر صلا من السنۃ
واستخرجت لہ انا اصلا ثانیا وسیاتی ذکرہما بعد ہذا قال المنکر المریب ولا ینقل عملہ من
احد من علماء الامۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون قال
المجیب المصیب قد تقدم انہ احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عز وجل وحضر عندہ
العلماء والصالحون من غیر نکیر وارتضاہ بن دحیہ وصنف لہ من اجلہ کتابا فہولاء علماء
متدینون رضوہ واقروہ ولم ینکروہ یعنی اگر اسکو عمل مولود کے لیے اصل نملی ہو تو اس سے
لازم نہین آتا کہ اسکے لیے اصل ہی نہو علامہ ابن حجر وخود علامہ سیوطی نے اسکے لیے
اصول کا استخراج کیا ہی اور بڑے عادل عالم بادشاہ نے اس مجلس کو رونق دیا ہی
جسمین صدہا علماء وصلحا شریک تھے کسی نے اسکا انکار نہ کیا اور حافظ بن دحیہ نے اسے
پسند کیا اور خود مولود کی ایک کتاب لکھی **قال** ہرگاہ ائمہ علماء ومحققین فضلا
مسطور لکھتے ہین تو قول ایک شخص مجہول متاخر برزنجی کا کہ سوای اس کراسہ کے
اور کہین سے پایا نہین جاتا ہی کب محققین واہل الدیانت والابصار اعتبار کرتے
ہین **اقول** علامہ جعفر برزنجی ہرگز مجہول نہین ہین فتح العلیم الستار المنجی مین ہی
جعفر وہو اسم مولف ہذہ القصۃ وہو حسن بن عبد الکریم الشافعی المدنی من آل
البرزنجی ای کائن نسبۃ لبرزنجہ قریۃ من اعمال شہرزور من سواد العراق بناہا باشارۃ
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم السید عیسی البرزنجی ولہ مسجد بہا کرامۃ وہو انہ قصر علیہ جذع من
سقف المسجد فاخذ جذعا قصیرا وسطہ ہو واخواہ السید موسی حتی استطال ورکب
علی الجدار من الطرف للطرف بعد انکان قاصرا بینہما قیل انہ الی الآن یتبرک بہ ویزار
وفی برزنجہ من اہل بیتہم جم غفیر منظمون مقدمون الی الآن نسبۃ وفتیاہ انظر بل من

اولاد موسیٰ و عیسیٰ لم اجد نقلا انتہی مختصراً پھر ایسے شخص کو مجہول کہنا بڑی جہالت ہی ؏

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی ‏ ‏ ‏ ‏ تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی

قال البرزنجی وقد استحسن القیام عند ذکرہ مولدہ الشریف ایمۃ ذو و روایۃ ورویۃ فتح اللہ
العلیم الستار المنجی مین ہی منہم الامام تقی الدین السبکی پھر اگر تم استحسن کا فاعل سمجھے
ہوتے تو شاید سمجھتے کہ برزنجی استحسان قیام کی نسبت ایمۂ دین کیطرف کرتے
ہین علامہ برزنجی کی مجہولیت کو اسمین کیا دخل آہ حضرت وہابیہ تمہارا دم غنیمت ہی ؏

میر کو کیون نہ مغتنم جانین ‏ ‏ ‏ ‏ بیوقوفون مین رہ گیا ہی یہ

دیکھو امام ابو شامہ و امام نووی و علامہ تقی الدین سبکی و امام ابو ذرعہ و علامہ ابن
حجر و علامہ عبد الحق و علامہ ابو ذکریا یحیی الصرصری حنبلی و قامع البدعت محمد بن یوسف
شامی و صاحب انسان العیون و امام برزنجی و صاحب فتح اللہ العلیم المنجی و عثمان
حسین دمیاطی شافعی و عبد اللہ بن محمد المرغنی حنفی و حسین بن ابراہیم مفتی مالکی
و محمد عمر بن ابی بکر مفتی شافعی و محمد بن یحیی مفتی حنبلی و عبد اللہ بن شیخ عبد الرحمن
سراج محدث و مفتی محمد جمال و محمد بن دحلان صاحب سیرت نبویہ وغیرہم
استحسان قیام کے قائل ہین یا نہین پھر جب ایسے محدثین و اکابر دین استحسان
کے قائل ہون وہابیون کے انکار سے کیا ہوتا ہی ؏

در نیابد حال پختہ ہیچ خام ‏ ‏ ‏ ‏ پس سخن کوتاہ باید والسلام

قال وسوائی اوسکے برزنجی وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف الخ لکھتے
ہین پس مستحسن جاننا متاخرین کا کسی شی محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت
و حجت و خوبی اوسکی نہین ہی کہ بدعت سے نکلکر تحت السنن داخل ہو اور
متبعین کتاب و سنت اوسکا انکار و رد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب
بحر الرائق نے بدعت کی تعریف مین اعتبار کیا ہی جیسا کہ حال مفصل لکھ چکے

اقول یہ غلط ہی اس استحسان کے باب مین حدیث صحیح وارد ہی ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ومن سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا قال اللہ تعالی ہدایت و توفیق فرمائے بمنہ وکمال کرمہ اور ہمیشہ ہر زمانہ مین اپنی رضا و اتباع رسول المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مین رکھے علی الخصوص اس ایام و زمانہ ہذا مین اس لیے کہ اب عجب وقت پر فتنہ آیا ہی کہ جہلا بھی شکل علما و وضع فضلا کی اختیار کرکے مسائل غلط بیان کرتے ہین اور لوگونکو بہکاتے ہین اور دو ایک رسالے چھوٹے چھوٹے اردو کے پڑھکر اپنے کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے شہر مین رہتے ہین اور اگر کوئی اونکے علم و کیفیت استعداد کی بیان کرتا ہی نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے ہین و سخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی و دلیل مین اونکی جہل و نادانی کی ہی اور اپنے کو بے فائدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر و تقریر مین بمقابلہ علمای کاملین و کملای محققین کے ڈالکر ذلیل و خوار کرتے ہین اور اپنے موافق جہل و نقص عقل و ہوای نفسانی کے جو جو جی مین آتا ہی مونہہ سے نکالتے ہین اور جو کچھ بیہودگی و مقتضای سخافت ہوتا ہی اوسے بیخوف لکھ ڈالتے ہین اور اوسکے انجام و نتیجہ کو کہ ذلت دنیا و عقبی و خرابی اولی و اخری ہی کچھ نہین سوچتے اقول قصور معاف یہ سب آپ اپنی تعریف فرما رہے ہین اپنی اوجھی سنئے محاورہ تحریر دیکھیے اور مولوی کرامت علیصاحب کی شستہ تقریر دیکھیے اپنا سوال جاہلانہ دیکھیے اوسکا جواب عالمانہ دیکھیے اپنی زبان درازی دیکھیے اونکی استادی دیکھیے ۵

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

قال اس قسم کے لوگ مجکو سفر حضر مین بہت سے ملے از انجملہ ایک نا قصل ہر دو جوان عجمی و بے حمیت نے جو ظاہر مین دوست قدیم سلیم و حلیم تھا اور اکثر استفادہ و تحقیق مسائل جناب مستطاب مولانا محمد حسن احمد صاحب قاضی پوری سے کیا کرتا تھا

بحیثیت جاہلیت باظہار قابلیت ایک قریۂ دار الشرور مین مولانا موصوف سے مقابل ہوا **اقول** تمہارا سفر حضر میکے سے سسرال کو جانا سسرال سے میکے کو آنا ہی بی بی پور سے میان پور میان پور سے بی بی پور آئے گئے بڑی منزل ماری وہ بھی ڈولی مین بیٹھے چار کے کاندھے چڑھے اس اثنا مین کسی حریف سے سابقہ پڑ گیا ہوگا اوسکے مقابلے مین چوکڑی بھول گئے ہونگے ہاتھ پاؤن پھول گئے ہونگے واہ ری غیرت او سیقار طوز یا یہ سمجھے کہ جاہلونکے مناظرے بھی درج رسائل ہوتے ہین ؎

گر از بسیطۂ عالم خرد شود معدوم	بجز دگمان نبرد ہیچکس کہ بی ہنرم

قال اور روبروی بعض القضاۃ والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چھ سو ہجری مین جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تھا تب مولانا نے فرمایا کہ بتایئے سن چھ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تھا جو آپ اسکو زمانہ خیر فرماتے ہین آیا وہ زمانہ صحابہ کا تھا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام مجتہد کا اور وہ امر محدث بے اصل بدعت کیون نہین ہی پھر بعض مجوزین و متاخرین کا اوسنے نام لیا تب مولانا نے اونکا نشان و زمانہ و سنین وفات و تولد پوچھے تب بہت پھیر آیا و خفیف ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر کہنے لگا کہ فرمایئے جو لوگ سن چھ سو ہجری مین تھے وے سب آپ سے اچھے تھے یا برے تب مولانا نے قل و دل یون فرمایا کہ مجھسے ہر زمانہ مین اچھے برے ہوتے آئے ہین اور اب بھی مجھسے بہت اچھے اور بعضے برے ہین کوئی اس اچھے و برے کا فعل حجت شرعیہ نہین ہی اوسوقت بعض القضاۃ والثقاۃ نے اوس سے پوچھا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے اقرار و تسلیم کیا کہ جواب با صواب یہی ہی پھر بعض القضاۃ نے اوس سے پوچھا کہ اب سر آپکو کچھ اعتراض و کلام ہی یا نہین کہا کچھ نہین ہین تو اکبر دجاہل ہون آتنی سنی سنائی تھی اور کیا جانون پھر

بسبب ندامت و پشیمانی کے غصے مین اگر جو مقتضای جہل و نادانی تھا کہا اور مولانا نے ساتھہ نعوذ و لاحول کے اعراض موافق اس آیۂ کریمہ کے کیا خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین **اقول** یہ تو ارشاد ہو کہ بعض القضاۃ و النقاۃ تمھارے

سے جو تیور کے قاضی تو نہین ہین قاضی خر نہ دیدہ بودم من قضاۃ زمانہ نا صار و لصوصا		خر قاضی شنیدہ بودم من ہند مین تو اب قضاہی قاضی ہین عموما بالقضا یا لاخصوصا

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے تمنے کہا ہو گا کہ سن چھہ سو سے لوگ ضلالت و گمراہی مین ہین اوسکے جواب مین اوسنے کہا ہو گا کہ وہ زمانہ خیر تھا

اگر در ہر دو جانب جاہلانند		اگر زنجیر باشد بگسلانند

قال اور ایسے رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض پوچ لچر بھرے ہوے بہت نظر آئے ازانجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی باطمینان القلوب کہ حقیقت مین جہل اسلاوب و مشوش القلوب ہی نظر آیا دیکھا چاہیے کہ کسقدر اوسمین سقسطہ و واہیات و لغویات سے بھرے ہین اور سراسر جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکھی ہین اوس سے صریح اوسکے مؤلف کی جہل و نافہمی و نادانی ظاہر ہی اگرچہ قابل ذکر و بیان نہین لیکن بعض بعض اوسکے ہفوات و شطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے ہین تاکہ کم علم و سیدھے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین اور اوسکے تحریفات و خرافات و تاویلات علیلات سے ہوشیار رہین **اقول** اطمینان القلوب ایک رسالہ ہی متانت سے آراستہ تہذیب سے پیراستہ نہ کہین اوسمین تبرا ہی نہ لعن ہی نہ طعن ہی اوسکا مصنف کہین محققانہ کلام کرتا ہی کہین منصفانہ گفتگو کرتا ہی کہین حب قومی سے کچھہ سمجھاتا ہی کہین اپنے دل کا صدمہ دکھاتا ہی ایسے شخص کی نسبت غیر مہذب تقریر چاہیے

زبان کھولینگے مجیر بدزبان کیا بد سعادت سے		کہ بینے خاک اونکے اونمہ مین بجھ دری خاکساری سے

ہم دل سے شکرگزار ہیں حافظ مولوی محمود صاحب جونپوری کے کہ اپنی عنایت سے ہمارے پاس وہ رسالہ بھیجا یہانتک مقدمے کا جواب پورا ہو گیا ہے

الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری | طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

ناظرین پر مخفی نہ ہوگا کہ بہ نسبت مقدمے کے مابعد کا مطلب زیادہ تر مخلوط ہی عبارت غیر مربوط ہی کہیں اوسمیں خطایای لفظیہ پر اصرار ہی کہیں مضامین کی تکرار ہی کہیں نقط گالیاں سناتے ہیں کہیں کھڑے تالیاں بجاتے ہیں اسلیے لغویات چھوڑ کر یہاں اصل مطلب بترتیب لکھا گیا تاکہ اوسکے دیکھنے میں طبیعت نہ اوبجھے مگر اس اختصار میں خود بدولت کا محاورہ و بول چال بدستور رکھا گیا تا ناظرین کو اون بھولی بھولی عبارت سے مذاق حاصل ہو **قال** اور شرط ایمان یہہ ہی کہ بمجرد سننے نام نامی حضرت کے ہمہ تن حضرت کا خیال ہو جاوی اور کیفیت دل و دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر سب پر آوی اور جس جس طرح کا ذکر ہو وہ سب ایسے پیش نظر ہوویں کہ اوسکے آثار و ثمرات مترتب ہو جاویں نہ یہ کہ بناوٹ سے ایسے بے موقع کھڑے ہو جاویں کھڑ بڑ مچا کے مجلس کو درہم برہم کریں اور شفای قاضی عیاض میں لکھا ہی حضرت امام مالک روایت حدیث کی نہایت ادب سکون و توقیر سے کرتے تھے اور جب بزرگان دین نام نامی و ذکر حضرت کا سنتے تھے نہایت سکون اختیار کرتے تھے حرکت نہیں فرماتے تھے اور اس قیام میں کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہی نہایت حرکات مشوشہ و بداطمینانی و بے سکونی ہوتی ہیں خلاف ادب و تعظیم کے ہی قال ابو ابراہیم النخعی واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخضع و یخشع و یتوقر و یسکن من حرکتہ و یاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ و یتادب بما ادبنا اللہ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ و ہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح و ائمتنا الماضین رضی اللہ عنہم انتہی کذا فی شفاء القاضی العیاض **اقول** یہ نئی شرط ایمان کی ہی

اس شرط سے بڑے بڑے ایمان دار بے ایمان ہوے جاتے ہین مشائخ نجدیہ
مین تو عموماً یہ شرط نہین پائی جاتی ایک صاحب اپنے چھند مین فرماتے ہین ؏

حمل کے جب وضع کا آوے مقام	ہووین تعظیما کھڑے سب خاص و عام
گویا حضرت آمنہ کا ہی حضور	اور حضرت کا یہ ہی وقت ظہور

مگر الحمد للہ کہ اہل سنت وجماعت مین یہ شرط باعتراف وہابیہ پائی جاتی ہی ؏

واللہ قد شہد العدو بفضلہ	والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اور امام مالک کا قصہ اور قاضی عیاض کی عبارت ہمارے مدعا کو مفید ہی بیشک وقت ذکر
مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضوع و خشوع و سکون چاہیے آپکے حضور مین جس طرح
ادب کرتے تھے اوسی طور پر ذکر کے وقت مودب رہنا چاہیے ایسے وقت مین بے تکلف لاابالی
طور پر بیٹھنا مشغلہ بازی کرنا قہقہے اوڑانا عبث ہاتھ پاؤن ہلانا ادھر ادھر دیکھنا
نہ چاہیے اگر ہم شرف ملازمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہوتے تو اوسی طرح
خضوع و خشوع کرتے نہایت ادب سے آپکی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے جیسا صحابہ
کبار کا معمول تھا ہان صاحب قیام جب تعظیم کے لیے ہوتا ہی تو وہ اوسکا خلاف کیونکر
ہو سکتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو نماز مین بھی قیام منہی عنہ ہوتا پھر مجلس مولود مین تو
ایک ہی مرتبہ کھڑے رہتے ہین نماز مین تو دو دو بار چار چار بار تمنے شہر وغیرہ مین عیدین
یا جمعہ کی نماز دیکھی ہوگی ہزاروں ہی آدمی کس خشوع و خضوع و سکون سے کھڑے ہوتے
ہین پھر رکوع کرتے ہین پھر سجدہ کرتے ہین پھر کھڑے ہوتے ہین اگر اس قیام مین
کسی قسم کی بے ادبی ہوتی یا خشوع و خضوع کے خلاف ہوتا تو نماز مین منہی عنہ ہوتا یا یون کہو کہ
نماز اس سے فاسد ہو جاتی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی ومن الافعال التعظیمیۃ ان یقوم بین یدیہ
مناجیا و یقبل علیہ مواجہا ؏

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا	نہ ہی تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا

نہین میری جان شکوہ بیجا کسیکا		کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

قال اور اس قصے سے ثبوت انعقاد مجلس مولود بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہین ہوتا ہی **اقول** اصل قصہ یہ ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ چونکہ ابولہب مجھے بھائی چارہ تھا اوسکے مرنیکے بعد مجھے بکمال غم ہوا اور اوسکے باب مین کمال فکر ہوی پھر خداوند تعالی سے ایکسال تک مینے دعا کی کہ خداوندا مجھے خوابمین اوسکا حوال دکھا پھر مینے اوسے آگ مین جلتا دیکھا اور کیفیت پوچھی ابولہب نے کہا کہ مین آگ مین ڈالا گیا سخت عذاب مین مبتلا ہون صرف دوشنبہ کی شب کو تخفیف ہوئی ہی مینے پوچھا اسکا کیا سبب ہی ابولہب نے کہا اس شب کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوے لونڈی نے مجھے اونکی پیدایش کی خبر پہنچائی مینے خوشی مین اوسے آزاد کیا خدا نے اوسکی بدولت دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات دیا احیاء العلوم مین ہی وروی عن العباس قال کنت مواخیا لابی لہب فلما مات حزنت علیہ وہمنی امرہ فسالت اللہ حولا ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرأیتہ یلتہب نارا فسالتہ عن حالہ فقال صرت الی النار فی العذاب لا یخفف عنی ولا یروح الا لیلۃ الاثنین فی کل الایام واللیالی قلت کیف ذالک قال ولد فی تلک اللیلۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاءتنی امیمۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بہ واعتقت ولیدۃ لی فرحا بہ فاثابنی اللہ بذالک ان رفع عنی العذاب فی کل لیلۃ الاثنین جب ابولہب سا کافر جہنمی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد کی خوشی سے دوشنبہ کی شب کو عذاب سے نجات پاتا ہی تو ذکر ولادت باسعادت پر خوش ہونا نہ صرف جائز ٹھہریگا بلکہ خوش ہونیوالے کو نجات اخروی کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ آنیوالا ہی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ امام القراء حافظ شمس الدین بن الجزری کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین و حافظ ناصر الدین بن شمس الدین الدمشقی نے عودۃ الصادی فی مولد الهادی مین اس قصے سے احتجاج کیا ہی

اذا کان ہذا کافر اجاء ذمہ	وثبت یدا وفی الجحیم مخلدا
الی اللہ فی یوم الاثنین دائما	یخفف عنہ للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کل عمرہ	باحمد مسرورا ومات موحدا

قال دوسرے یہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہی تو جواب اوسکا علما محققین و علما محدثین نے بہت بہت وجہوں سے دیا ہی از انجملہ پہلی وجہ یہ ہی کہ حدیث مرسل ہی کیونکہ یہ قصہ حضرت عباس کے خواب میں مذکور ہی اور راوی اوسکا عروہ ہی اس نے اپنے راوی کا نام نہیں ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہیں اسیواسطے شیخ بن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کے جواب میں کہتے ہین اجیب بان الخبر مرسل ارسلہ عروہ ولم یذکر من حدثہ ؛ اقول مرسل حدیث اگر صحابی ہی تو اتفاقا وہ حدیث مقبول ہی خلافا لابی اسحٰق الاسفرائی مگر جبکہ انقطاع کا یقین و جزم ہو جاوی تو شافعی کے نزدیک غیر مقبول ہی اور اگر غیر صحابی ہی تو امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کے نزدیک مقبول ہی اور ظاہریہ و اکثر اہل حدیث کے نزدیک شروع زمانہ امام شافعی سے نامقبول اور امام شافعی کے نزدیک حدیث مرسل اگر قوی ہو گئی ہو باسنادیا بارسال ساتھ اختلاف شیوخ کے دوسرے طریق سے یا بقول صحابی یا بقول اکثر علما کے یا معلوم ہو گیا ہو کہ مرسل اوسکا وہ شخص ہی جو غیر ثقہ سے ارسال نہین کرتا تو مقبول ہی و گرنہین تو غیر مقبول اور امام شافعی نے حدیث مرسل کے مقبول ہونے مین یہ بھی قید لگائی ہی کہ مرسل اوسکا کبار تابعین سے ہو اور ابن ابان کے نزدیک حدیث مرسل قرون ثلثہ کے مقبول ہی اور غیر قرون ثلثہ کے اوسوقت مقبول ہی جب مرسل اوسکا ایمہ نقل سے ہو تحریر ابن ہمام مین ہی فان کان صحابیا فحکی الاتفاق علی قبولہ لعدم الاعتداد بقول الاسفرائی واما عن الشافعی من نفیہ ان علم ارسالہ او کان غیرہ فالاکثر

منہم الایمۃ الثلثہ اطلاق القبول والظاہریۃ واکثر اہل الحدیث من عند الشافعی اطلاق
المنع والشافعی ان یعتضد بما باسناد او ارسال مع اختلاف الشیوخ او قول صحابی او اکثر العلماء
او عرف انہ لا یرسل الا عن ثقۃ فیقبل والا لا وقیدہ ایضا بکونہ من کبار التابعین ولم یخالف
الحفاظ فبالنقض و ابن ابان فی القرون الثلثۃ وفیما بعدہا اذا کان من ایمۃ النقل
مطلقا قاضی عضد شرح مختصر میں فرماتے ہیں والعبارۃ انہ ان کان الراوی من ایمۃ النقل
الحدیث قبل والا لم یقبل وہذا ہو المختار پھر عروہ کا ارسال تو ایمۃ ثلثہ کے مذہب بلا تامل
مقبول ہوگا اور شافعی کے نزدیک بھی مقبول ہو سکتا ہی اسلیے کہ اکثر علما اس حدیث کے
قائل ہیں اور عروہ غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے اور ایمہ نقل حدیث سے ہیں *
قال دوسری وجہ یہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہ خواب قبل
ایمان کے جاہلیت میں دیکھا ہو جیسا کہ فتح الباری میں ہی پس اس خواب کی حجیت نہیں
کیونکہ حدیث شریف میں صداقت مومن کے خواب کی ہی نہ کافر کی **اقول** یہ خواب جاہلیت کا
تو نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ اگر حضرت عباس مسلمان نہوتے اور ابولہب کے ناری ہونے
پر انکو یقین نہوتا تو اہتمام نہ فرماتے ایک سال تک خواب میں دیکھنے کی دعا کرتے
پھر خواب میں دیکھتے ہی فی الفور کیفیت کا استفسار نکرتے **قال** تیسری وجہ یہ ہی کہ
ہمنے مانا کہ یہ خواب بعد ایمان کے دیکھا ہو پھر خواب مومن کا بلکہ نبی کا صریح التعبیر نہیں
چنانچہ ایکروز حضرت علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ابوجہل کے واسطے
ایک مکان تیار ہوا ہی حضرت پر اوسوقت تعبیر اوسکی منکشف نہوی تو فرمایا واللہ
ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی سمجھ اور ہوگی جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے
تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں
لکھا ہی حاصل اوسکا یہ ہی کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو
شراب پینے کا حکم کرتے ہیں اس نے متحیر ہوکر علما سے تعبیر اسکی پوچھی تو علما نے کہا کہ

وہ حس کی غلطی سے عکس سمجھ گیا ہی پس تعبیر حضرت عباس کے خواب کی بھی بسبب مخالف ہونے
نصوص قاطعہ و احادیث صحیحہ کے عکس ہی تخفیف کی جگہ مین تشدید کی ہی آب سرد
معنی مین آب گرم کے اور ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کی ولادت
شریف کی بشارت سنکر خوشی مین ثویبہ کو آزاد کیا تھا ویسا ہی اوسی دن نبوت
حضرت کے مبعوث ہونیکی بشارت سنکر کمال عداوت مین انواع و اقسام کی ایذا
رسانی پر نبی کریم کے قائم ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو
بہت بری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہی **اقول** جو خواب کہ بظاہر
سچا سمجھنے سے کسی قسم کی مخالفت شرع لازم آتی ہو وہ صریح التعبیر نہو گا البتہ اوسکی
تعبیر مین تاویل کی احتیاج داعی ہوگی چنانچہ ابوجہل کا مکان بہشت مین بنا صریح خلاف
شرع ہی اس لیے کہ ناری کو بہشت سے کیا نسبت و علی ہذا القیاس شراب پینے کا
حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نہین ہو سکتا اس لیے کہ اسکی حرمت منصوص
قرآنی ہی مگر خواب حضرت عباس کا ایسی قسم کا نہین ہی کہ اگر ظاہر پر محمول کیا جاوے
تو محذور شرعی لازم آوے کفار کے لیے تخفیف عذاب شرعاً ممکن ہی طرہ یہ ہی کہ
خود شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ مین بلکہ خاص کتاب ما ثبت مین اس
قصے کو اور مجلس مولود کی خیر و برکات کو بڑی دھوم دھام سے تحریر فرماتے
ہین ما ثبت مین ہی وقد رئی ابولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک قال
فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ہاتین ماء واشار
لراس اصبعہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وبارضاعہا لہ قال ابن الجزری فاذا کان ہذا ابولہب الکافر الذی نزل القرآن
بذمہ جوزی فی النار لفرحہ لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم من امتہ السیر
بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزائہ

من اللہ کریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم ولا زال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون
السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل
فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجل لنیل البغیۃ والمرام
فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیاداً لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض
وعناد دیکھو عبارت منقولہ سے مستفاد ہی کہ جب ابولہب کافر کو جسکی مذمت قرآن مین ہی
ثویبہ کی آزادی سے عذاب سے تخفیف ملی پھر جو لوگ مولد نبی سے خوش ہوتے ہین اور مال
اپنا صرف کرتے ہین البتہ خدا وند کریم بہشت مین داخل کریگا اور اہل اسلام کا تو معمول
ہی کہ ہمیشہ ربیع الاول کے مہینے مین مجلس مولود کرتے ہین اور صدقے دیتے ہین
خوشیان کرتے ہین اور برکتین نازل ہوتی ہین اس مجلس کے خواص سے یہ ہی کہ بانی
مجلس کو تمام سال آفات سے نجات ملتی ہی مطلب حاصل ہوتا ہی خدا اوس مسلمان پر
رحم کرے جو ربیع الاول کی راتونکو مجلس مولود کرے تا معاندین و منکرین کے
دلپر شاق گذرے پھر محل نزاع مین خاص ابطال عمل مولد مین ایسے شخص کی سند لانا
نادانی ہی جو منکرین کو آڑے ہاتھہ لے رہا ہی البتہ نواب صاحب الموۃ کی جرأت و
بہادری قابل تماشا ہی کہ وہ شیخ کو منکرین مین شمار کرتے ہین **قال** چوتھی وجہ
یہ کہ بالفرض یہ خواب صحیح ہی تو خواب غیر نبی نہ قابل حجت ہی نہ احکام شرعی کا
مثبت جیساکہ فتح الباری و ارشاد ساری مین ہی **اقول** یہ قول عام طور پر قابل
تسلیم نہین اس لیے کہ خود صحابہ نے خواب سے احتجاج کیا ہی سرور المحزون مین ہی
و اختلاف کردند صحابہ در آنکہ در حال غسل جامہا از تن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بر کشند یا با جامہا غسل دہند پس خدا تعالی بر ایشان خواب را مسلط کرد و گوینده کہ ندانستند
کہ کیست گفت غسل دہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در جامہاے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم این حدیث ارشاد شد بہجان کردند قال پانچوین وجہ یہ کہ سب اہل اسلام اس بات پر متفق
ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے والے ہین اونکے لیے ایمان شرط ہی
دگرنہ صدقہ وخیرات کھلانا پلانا اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا اقول
یہ سب بے سروپا باتین ہین احسان کے بدلے مین کفار کو عذاب سے بیشک تخفیف ہوتی
ہی تفسیر عزیزی مین بذیل آیہ ولا یحض علی طعام المسکین مرقوم ہی حضرت امام شافعی رح
باین آیت تمسک کردہ اند کہ کافران بعبادات نیز مکلف ومخاطب می باشند چنانچہ
بایمان ومعرفت مکلف اند ورنہ دران روز بر ترک خورانیدن گدایان عذاب نمی شد
وامام اعظم رح می گویند کہ عذاب آن کافر بسبب ترک ایمانی خواہد بود لیکن اگر بگدایان
طعام میخورانید او را در عذاب فی الجملہ تخفیف می شد و باین مسئلہ گرفتار نمی گشت پس این دلیل
آنست کہ کافر بسبب احسانی کہ بخلق اللہ میکند در عذاب فی الجملہ تخفیف خواہد شد
نہ آنکہ عبادت بدنی یا مالی بر ذمہ او فرض وواجب اند اور اوسی تفسیر مین تفسیر سورہ
زلزال مین ہی نیکی کافر ہرچند موجب خلاصی از عذاب ابدی نیست اما اثر او تخفیف
عذاب ہست پس همین آن فائدہ دارد قال چھٹی وجہ یہ کہ ثبوت ابولہب کے
تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے کہنے سے ہی نہ مخبر صادق کے خبر دینے سے
اور خبر اس کافر کاذب کی باین احتمالات وموانع مخصص ومعارض کتاب اللہ کے
کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ ونصوص قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی
مردود ہی قال الامام الخطیب القسطلانی واستدل بہذا علی ان الکافر قد ینفعہ
العمل الصالح وہو مردود ولظاہر قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباءً
منثورا اور شیخ بن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی لکھا ہی
اقول کفار کے لیے احسان سے تخفیف عذاب کا ہونا تو تفسیر عزیزی سے
ثابت ہو چکا باقی رہی یہ بات کہ ابولہب کو تخفیف ہوی یا نہین یہ بھی احیا کی

حدیث سے ثابت ہو چکی اور ابولہب کے عالم برزخ مین حضرت عباس سے جھوٹھہ بولنے کی
حاجت نہ تھی ہان یہ نہین معلوم تھا کہ وہانی جھٹلائین گے ورنہ کچھ وجہ ثبوت بھی لیجاتی
فرشتے امر حق کے اظہار مین ہرگز دریغ نکرتے اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
سال بھر تک دعا کی تھی اور وہ دعا مقبول بھی ہوی تھی تو عقل باور نہین کرتی کہ ابولہب
نے جھوٹھہ کہکر حضرت عباس کی ساری محنت کو برباد کیا ہو تقی رہی قسطلانی کی عبارت
علامہ خفاجی شرح شفا مین تحریر فرماتے ہین و تخفیف عذابہ بسبب ما ذکر لا یعارض قولہ تعالی
فی اعمال الکفرۃ فجعلناہ ھباء منثورا لانہ بعد الحشر الخ اور شیخ بن حجر عسقلانی تو مجوز عمل مولد
ہین مجلس مولود کی انعقاد کے باب مین بڑی ھوم دھام سے تخریج کی ہی پھر اگر
اس باب مین اونکے کلام کی تبعیت کیجاتی تو سارا جھگڑا چک جاتا قال مسجد جامع
اعظم گڑھ مین جناب فیضمآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول قاطع البدعت و
رافع اعلام سنت جناب مولانا بخشش احمد صاحب نے مولوی کرامت علی صاحب سے
کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ آپنے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجلس مولود
کو بدعت فرمایا ہی اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہی یا عین ایمان و اسلام
ہی یا خارج ایمان و اسلام ہی تب مولوی صاحب نے بہت ٹال مٹول کیا اور صدر الصدور صاحب
کے سامنے ہی پر اور انھین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھہ ندیکھا تب
مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری فرلت سے کیا حاصل ہی جو علم واسطے کسی کے ذلیل کرنے کے
پڑھے وہ بہت معذب ہوگا او سکے جواب مین مولانا صاحب نے فرمایا کہ اسمین ذلت کی
کیا بات ہی یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے اور ہم جانتے
ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چھپاتے ہین اسمین بھی عذاب ہی یہ کہکر
اس حدیث کو پڑھی فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من النار پھر مولوی صاحب نے فرمایا

کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بھی وارد ہوتا ہی پھر مولانا صاحب نے فرمایا سبحان اللہ
چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بھلا اس اعتراض کو نماز سے کیا علاقہ نماز تمام
اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہی کہ کسی کو اختلاف نہین آیات و احادیث مین در بارہ نماز
کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے بکثرت آتا ہی وارد ہی قیام کو نماز سے کیا علاقہ
ومناسبت آمین سراسر خلاف ہی قیام کیواسطے بھی اگر کہین آیات و احادیث مین
کوئی صیغہ امر جو واسطے وجوب کے آیا ہو تو فرمایئے تب مولویصاحب نہایت شرمندہ وساکت
ولاجواب ہوے اور بغل جھانکنے لگے **اقول** چشم بد دور تمھین ابھی تک بدعت و
سنت کی تعریف معلوم نہین اپنے ہاتھہ سے اپنے کو قاطع بدعت ٹھہراتے ہو اپنے
مونہہ سے آپ کو میان مٹھو بناتے ہو ہان صاحب ایسے لغبے القاب تو
بدعات حقیقیہ مین داخل ہین پھر تم خود مبتدع در رافع اعلام بدعت ٹھہرے

ای ذوق لبس خم آپ کو صوفی جتایئے — معلوم ہمکو خوب ہی ہو حق جنابکی
نکلے ہو میکدے سے ابھی چھپ گنج مین — دابے ہوے بغل مین صراحی شرابکی

ایضاح الحق الصریح مین ہی مثل اعتناء شدید بترویج القاب مشعرہ بر مناصب
شرعیہ رفیعہ مثل مولوی فلانے وشاہ فلانے وامثال آن از امور بیشمار کہ تعداد آن
درین چند اوراق خیلی متعذر می نماید ہمہ از جنس بدعات حکمیہ است بہ نسبت عقلای
ایشان کہ امور مذکورہ را با وجودیکہ از جنس لغو ولاطائل دانستہ اند محض بنابر حفظ عنوان
خاندان بعمل می آرند واما بہ نسبت سفہای ایشان کہ امثال این سفاہات را عین کمالات
دانستہ اہتمام بمحافظت این اشیا بحدیکہ بیش از بیش بروی کار می آرند پس امور مذکورہ
بہ نسبت ایشان از قبیل بدعات حقیقیہ است انتہی اور قیام کے مقدمے مین مولویصاحب
مرحوم نے بطور نقض اجمالی خاصہ جواب دیا ہی نماز کے مامور بہ ہونے کی
تقریر محض لغو ہی اصل جواب سے اسکو کچھہ علاقہ نہین بلکہ اس تقریر سے مولویصاحب کا

جواب قوی ہوگیا اس لیے کہ جب نماز باوجود مامور بہ ہونے کے مفہوم ایمان سے
خارج ہی پھر اگر قیام اوس کے مفہوم سے خارج ہوا تو کیا ہے

بھر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش — من انداز قدت را می شناسم

حدیث جو مذکور ہوی امام اللغۃ مالک الحدیث سفر السعادت مین لکھتے ہین در باب من سئل
عن علم فکتمہ حدیثی صحیح نشدہ اور اگر صحیح سمجھی جاوی تو یہ استفسار تمہارا استفادہ تھا یا
استہزائ و سخریۃ صورت ثانیہ مین ذکر حدیث کا بیموقع ہی مرقاۃ مین ہی وہو علم یحتاج
الیہ السائل فی امر دینہ صورت اولی مین کیا نسے معلوم ہو سکتا ہی کہ تم اسکے اہل تھے
نااہل کو علم سکھانا اور کتے سور کے گلے مین موتی ڈالنا برابر ہی بلکہ علم موتی و جواہر سے
گران بہا ہی اور علم نااہل کو سکھانا نفس علم پر ظلم کرنا ہی جیسا کہ طبیب رفیق دوا کو
مرض کے مقام پر استعمال کرتا ہی ویسا ہی عالم عامل سمجھ بوجھکر سکھاتا ہی حقتعالی
جل شانہ فرماتا ہی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس سے
علم مین فساد و ضرر پایا جاوی اوسکو علم سکھانا نچاہیے مولویصاحب مرحوم نے مجھہ
سمجھ بوجھ کے تمکو سکھانے مین تامل کیا ہوگا شرح عین العلم ملا علی قاری مین ہی فلا یبخلن
ای لا یبخل علی احد علمہ لان المعلم البخیل منعہ فورد من کتم علما الجم بلجام من نار ای فلا یبخلن بالعلم
الا من غیر اہلہ وہو الذی یرید ان یتوصل الی المال والجاہ ونحوہ فورد لا تطرحوا الدر فی
افواہ الکلاب رواہ ابن النجار عن انس ولفظہ لا تطرحوا الدر فی افواہ الخنازیر وقال عیسی علیہ السلام
لا تعلقوا الجواہر فی اعناق الخنازیر فان الحکمۃ خیر من الجوہر ومن کرہہا فہو شر
من الخنازیر وقال ایضا لا تضعوا الحکمۃ عند غیر اہلہا فتظلموہا ولا تمنعوہا اہلہا فتظلموہم
وکونوا کالطبیب الرفیق یضع الدواء فی موضع الداء وفی لفظ آخر من وضع الحکمۃ فی غیر
اہلہا فقد جہل ومن منعہا اہلہا فقد ظلم ان للحکمۃ حقا وان لہا اہلا فاعط کل ذی حق حقہ
وقولہ تعالی ولا تؤتوا السفہاء اموالکم فیہ تنبیہ علی ان حفظ العلم ممن یفسدہ ویضیرہ

اولی ولیس الظلم فی اعطا غیر المستحق باقل من الظلم فی منع المستحق فمن منع الجہال علما اضاعہ ومن منع المستوجبین فقد ظلم انتہی مختصرا یان صاحب اعظم گڑھ اور سکنہ ریوین مشہور ہی کہ وہ پادری صاحب جنکے تم ملازم خاص تھے جب حاضری کھانیکو تمھارے مکان پر آئے تم اونکی صورت دیکھتے ہی اوٹھ کھڑے ہوے پادری صاحب نے کہا کیون جی کیون کھڑے ہوے تمنے کہا چونکہ آپ عالم ہین ہمارے محسن ہین آقا ہین ہم آپکے مدرسے کے ایک ادنی مدرس ہین فقط کام ہمارا چھ روز پڑھانا اتوار کو لڑکون کو جمع کرکے گرجا گھر لیجانا صاحب کے سامنے سر جھکانا ہی پھر ہم کیون آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون اگر ہم آپ کی تعظیم کو نہ کھڑے ہون تو کسکی تعظیم کے لیے کھڑے ہونگے اوسپر پادری صاحب نے مسکرا کر کہا حضرت سلامت لیس معاف کیجیے ہم رسالہ قلب الاطمینان غور سے دیکھ چکے ہین تمکو قیام کے باب مین ایسا تعصب ہی کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جائز نہین سمجھتے اقامت صلوۃ کو بدجانتے ہو اذان و اقامت کیوقت دور بھاگتے ہو پھر ہمارے لیے قیام تعظیمی کیون کر روا ہوا یہ سنتے ہی تم چپ ہو گئے ایک صاحب بول اوٹھے ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند	سعدی از دست خویشتن فریاد

تم نے اسے بھی سنکے تجاہل کیا پر حاضرین قاہ قاہ کرکے لوٹ گئے پھر اسکے بعد جو کچھ گذری اوسکا ذکر یہان نامناسب سمجھتا ہون ؎

بزم مین اوسکی بیان درد و غم کیونکر کرین	وہ خفا جس بات سے ہوئین وہ ہم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اوڑجاتی ہی	ہای احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین

قال اور یہ دعوی کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہی کہ مین عمل مولود خود کرتا ہون درست نہین اس لیے کہ تحفہ کے باب یازدہم کی فصل اول مین لکھا ہی کہ زمان امر سیال غیر قار ہی اوسکے جزو کو ثبات و قرار نہین

واعادۂ معدوم محال ہی **اقول** تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت بمقابلہ شیعہ امامیہ کے ہی
وہ روز عاشورا کو عین روز شہادت امام حسین علیہ السلام سمجھتے ہین اور انواع انواع و
اقسام اقسام کی بدعات کرتے ہین اس لیے اوس مبارک کتاب مین صرف غلطی کا منشا لکھا
گیا ہی علامہ کو اوس تقریر سے ہرگز نفی دورۂ مقررہ مقصود نہین مولانا رفیع الدین دہلوی
اونکے بھائی نے رسالہ مسائل ہین اس مسئلہ کو محققانہ طور پر یون تحریر فرمایا ہی زمان
اگرچہ سیال غیر قار است اما انچہ بآن تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال
اینہا اشرعاو عرفادورہ مقرر است چون یک دورہ تمام می شود باز از سر شروع می شود
وہمین حساب رمضان شہر صوم و ذی حجہ شہر حج و ہمچنین شہود دیگر را در دورہ حکم اتحاد
بانظیر داد ہ می شود چنانکہ در حدیث ست کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوی کہ حقتعالی
نجات موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای شکرانہ روزہ می گیرم جناب
نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انا احق من تبع بموسی فصام یوم عاشورا وامر الناس بصیامہ
ونیز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ
ولدت وفیہ انزل و فیہ ہاجرت وفیہ اموت بلکہ خود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے
جابجا اس دورہ کا لحاظ کیا ہی تفسیر عزیزی مین خصوصیات وقت ضحی مین لکھا ہی سوم
آنکہ این وقتیست کہ کلام حقتعالی با حضرت موسی درین وقت شدہ بود چہارم آنکہ ساحران
فرعون درہمین وقت بدیدن معجزہ حضرت موسی علیہ السلام ایمان آوردہ اند پس
این وقت وقت کمال ظہور نور حق بر ظلمات باطل است کہ در امت سابقہ اثر آن
واقع شدہ پھر اوسی تفسیر مین خصوصیات شب قدر مین ہی سیوم آنکہ نزول قرآن مجید
درین شب واقعست و این شرفی ست کہ نہایت ندارد چہارم آنکہ خلقت فرشتگان نیز درین
شب ست اگر یہ دورہ بجمیع الوجوہ ممتنع یا غیر قابل لحاظ ہوتا تو شاہ عبد الرحیم صاحب
والد شاہ ولی اللہ صاحب بارھوین ربیع الاول کو مجلس مولود کس لیے کرتے تھے

ہزار ہبی سحاب اگر ڈر ہینگے ہرگز نہ دیدۂ تر
اُٹھائی الفت کی سرگرانی ہمینو گلیونکی خاک چھانی
تمھارے غم مین رو کے اکثر لہو کے دریا بہا چکے ہین
جو اپنی فرقت کی تھی کہانی وہ ساری تمکو سنا چکے ہین

جاننا چاہیے کہ صاحب سالہ نے بتقلید صاحب غائط الکلام مبحث مولد و قیام پر جو کچھہ خدشے کیے تھے خدا کے فضل سے سب کا جواب کافی دیا گیا اب حضرات منکرین بغور رسالہ سے ملاحظہ فرمائین اور اپنے انکار و لن ترانی سے باز آئین اب مبحث تقلید کی خبر لیتا ہون **قال** امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری شریف مین جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی چند مقام مین مثل کتاب التفسیر وغیرہ کی خصوص تفسیر آیہ فیہما فاکہۃ و نخل و رمان مین تحقیر امام ابی حنیفہ کی کی ہی **اقول** تمھاری یہ تقریر قطعًا غلط ہی اور ہم یقین کرتے ہین کہ گو تمنے یہ تقریر زیب قلم فرمائی ہی مگر دلمین تو تم بھی محض غلط سمجھتے ہوگے صحیح بخاری مین ہی وقال بعضہم لیس الرمان والنخل بالفاکہۃ واما العرب فانہا تعدہا فاکہۃ الخ دیکھو اس عبارت مین نہ کوئی کلمہ تحقیر کا ہی نہ اسمین امام کا نام ہی یہ بھی بالیقین نہین معلوم کہ بعضہم سے امام ہی مراد ہین یا فقہا یا فراخیر اگر بعضہم سے امام ہی مراد ہون تو کیا اس سے امام کی تحقیر ہوگئی کیا لفظ بعض تفخیم کے لیے نہین آتا علامہ تفتازانی شرح تلخیص مین فرماتے ہین واعلم انہ کما ان التنکیر وہو فی معنی البعضیۃ یفید التعظیم فکذلک اذا صرح بالبعض اگر یہ کہا جاوی کہ صرف اعتراض موجب تحقیر ہی تو ہم کہتے ہین کہ اعتراض سے تحقیر نہین ہوتی پھر یہ اعتراض کچھہ لاجواب نہین ایک تقریر لغت کی متعلق بیان کی گئی ہی جسکا جواب شارحین بخاری نے دیا ہی اگر نفس اعتراض سے امام کی تحقیر ہوگئی تو جواب سے شاید بخاری کی تحقیر سمجھی جاوے گی ~~س~~

باد بہار مین ہی کچھہ اور عطر بیزی
تم آج کل مین شاید سوی چمن گئے ہو

قال الکرمانی اقول الامام ابی حنیفۃ ان یمنع المشابہۃ بین ہذہ الآیۃ وبین یمینک الآتیۃ

لان الصلوۃ ومن فی الارض لفظان علمان بخلاف فاکہۃ الخ قال اور حضرت
غوث اعظم شیخ المشائخ شیخ عبد القادر گیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین مین نسبت
مذہب مرجیہ کی بجانب جناب امام کی ہی چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہی
نقل عبارات مین طوالت ہی اقول حضرت سلامت غنیہ حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہین ہی شیخ محمد باقر فرماتے ہین نسبت کتاب غنیہ
بآنحضرت در کتب معتبرہ یافتہ نشد واین کتاب در حضیض ثری ست زیراکہ در مطاوی
این کتاب اثبات جہت ست مر خدا یتعالیٰ را وقول بقدم حروف تہجی ونسبت اشعریہ
بمعتزلہ غویہ ونسبت امام ابو حنیفہ را بفرقہ مرجیہ پھر لکھتے ہین شیخ عبد الحق دہلوی
در عنوان ترجمہ غنیہ می گوید کہ ہرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آنجناب ست اگرچہ
انتساب آن بآنحضرت شہرت دارد ونظر برین کہ شاید دران حرف از جناب بود
ترجمہ کردم چنانچہ علامہ میر حسین میبذی در دیباچہ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت
امیر المومنین علی رضی ست برہمین اسلوب معذرت کردہ اگر غنیہ دیکھکر تمکو امام سے بدگمانی
ہی تو خدا سے بھی پھر گئے ہوگے خیر اگر فرض کرین کہ یہ کتاب حضرت کی تصنیف ہی
تو یہ نہین کہہ سکتے کہ حضرت نے امام کو اپنے قلم سے مرجیہ لکھا ہوگا اور ایسی غلطی فاش
کی ہوگی بلکہ کہہ سکتے ہین کہ یہ عبارت کسی مبتدع نے بڑھائی ہوگی عبد الحکیم سیالکوٹی
ترجمہ مین فرماتے ہین وشاید بعضے مبتدعان مبغض این فرقہ داخل کردہ اند این از کلام
حضرت شیخ قدس سرہ سوا اسکے یہ قول فقہ اکبر کے صریح خلاف ہی پھر کیونکر قابل تسلیم
ہوسکتا ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبد القادر
الجیلانی رضی اللہ عنہ عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنہم القدریۃ وذکر اصنافا
منہم ثم قال ومنہم الحنفیۃ وہم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت رض زعم ان الایمان
ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب

الشجرة فهو اعتقاد فاسد و قول کاسد مخالف لاعتقاده فی الفقه الاکبر خیر امام مرجیہ تھی
امام کے نفس مرجیہ ہونے سے کچھ قباحت نہیں اس لیے کہ مرجیہ کی دو قسم ہیں
مرجیہ مرحومہ و مرجیہ ملعونہ مرجیہ مرحومہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مرجیہ ملعونہ دوسرے
ہیں جو کہتے ہیں معصیت مضر نہیں چنانچہ عثمان بن لیلی کے جواب میں امام نے اپنے کو
مرجیہ مرحومہ قرار دیا ہی تمہید فی بیان التوحید الی الشکور محمد بن عبد الرشید سالمی میں
ہی ثم المرجیة علی نوعین مرجیة مرحومة وہم اصحاب النبی علیہ السلام و مرجیة ملعونة وہم الذین
یقولون بان المعصیة لا یضر و العاصی لا یعاقب و روی عن عثمان بن لیلی انہ کتب الی
ابی حنیفة رض وقال انتم مرجیة فاجابه وقال المرجیة علی ضربین مرجیة ملعونة وانا بری منہم و مرجیة
مرحومة وہم اصحاب النبی علیہ السلام وکتب فیہ بان الانبیاء صلوة اللہ علیہم قالوا کذلک
الا تری ان عیسی علیہ السلام قال ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت
العزیز الحکیم اور اسی کے قریب ملل و نحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی میں ہی ومن
العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفة رحمة اللہ مثل مذہبه ویعده من المرجیة ولعله
کذب ولعمری کان یقال لابی حنیفة واصحابه مرجیة السنة **قال** اور امام ابو حامد غزالی نے
اپنی کتاب منخول میں بشان گرامی حضرت امام صاحب کے کیسا کلمہ سخت لکھا ہی واما
ابو حنیفة فقد قلب الشریعة ظہر البطن وشوش مسلکہا وجزم نظامہا انتہی **اقول**
منخول امام ابو حامد غزالی کی تصنیف نہیں ہی بلکہ محمود معتزلی کی تصنیف ہی اور اسے محمود
غزالی بھی کہتے تھے محمود غزالی معتزلی اور ہی اور حجة الاسلام ابو حامد غزالی اور ہیں س

گو آپ نے جواب برا ہی دیا لیکن
مجھ سے بیان نہ کیجئے عدو کے پیام کو

بفرض محال اگر منخول حجة الاسلام کی تصنیف ہی تو یہ تصنیف قدیم ہوگی جب بخوبی
تحقیق حاصل نہ تھی آخر کار حجة الاسلام کو جلالت قدر پر امام کی اعتراف ہوا خیرات الحسان
فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان مولفه شیخ شہاب الدین احمد بن الحجر المکی الہیتمی الشافعی

مین ہی اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یبلغ توفیقا جاءنی بکتاب منسوب للغزالی فیه من التعصب الفظیع والحط الشنیع علی امام المسلمین واحد الایمة المجتہدین ابی حنیفة رح ما تصم عنه الاذان و یقول عند سماعه الموقف المنصف لیت ذلک ما کان کیف وقد ادی ذلک شمس الایمة الکردری الی ان بسط الکلام فی رد ذلک الکتاب وقابل مولفه مقابلة الفاسد بالفاسد فشنع علی الشافعی رح اعظم من ذلک التشنیع وبسط القلم مما لا یحمد من الصنیع کل ذلک منه بناء علی ان ذلک الغزالی ہو الامام محمد حجة الاسلام ولیس ہو ہو لما یاتی علی احیاءه من مدح ابی حنیفة رح وترجمته بما یلیق بعلی کماله وایضا لان النسخة التی رایتها مکتوب علیها ان ہذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی ومحمود ہذا لیس حجة الاسلام ومن ثم کتب علی حاشیة تلک النسخة ہذا الشخص معتزلی اسمه محمود الغزالی ولیس ہو حجة الاسلام وقال بعض محققی الحنفیة ممن اخذ عن المولی سعد الدین التفتازانی وبفرض ان ذلک صدر عن الغزالی حجة الاسلام فهو انما صدر حین کان ملیئا بالعلوم الجدل وحظوظ طلبة العلوم واما فی اخر امره حین تخلی عن تلک الحظوظ وافیضت علیه سجال المعارف والشہود فقد عرف الحق لاہله واقره فی محله والدلیل علیه کلامه فی الاحیاء لیعلم نزاہة مولفه حجة الاسلام مما نسب الیه

اس پر بھی منخول کے جواب مین امام شمس الایمہ محمد بن عبد الستار بن محمد عمادی کردری نے ایک رسالہ مستقلہ بکمال توضیح وتشریح بدلائل معقول و منقول و تقریرات تحقیقی و الزامی لکھا ہی علمای حنفیہ شکر اللہ مساعیہم نے کوئی دقیقہ باقی نچھوڑا شمس الایمہ اوسی رسالہ مین فرماتے ہین کہ منخول کی عبارت پر علمای حنفیہ سے اور امام غزالی سے مناظرہ ہوا پھر سلطان سنجر کے مقابلے مین انکے الحاد وقتل کا فتوی ہوا جب سلطان نے نمانا بعض بعض عبارت امام غزالی کی کتب سے ملتقط کر کے علمای حنفیہ نے سلطان کے پیش کی سلطان نے بسبب اپنی بے علمی کے اپنی جہالت کا عذر پیش کیا اور اس مقدمے مین قاضی فخر الدین وسانیدی سے مشورہ کیا قاضی صاحب نے قتل کا

حکم ندیا چونکہ اس بحث کی پوری عبارت لکھنے مین فی الجملہ تطویل تھی اس لیے تھوڑی سی
عبارت اصل بحث کی متعلق لکھا چاہتا ہون شمس الائمہ اوسی رسالہ مین فرماتے ہین واما
دعواہ انہ قلب الشریعۃ ظہر البطن وغیر نظامہا وشوش مسلکہا فباطلۃ لکونہا مخالفۃ لاجماع
الامۃ وکونہ مناقضا فی الدعوی والدعوی الباطلۃ لا یسمع علیہا الدلیل فکیف اذا جہل
برہانہ وکذبہ بہتانہ وبیانہ ان الشریعۃ اسم لکلہا لا لبعضہا ولا ریب ان العلماء
ما خالفوہ فی کلہا بل وافقوہ فی بعضہا فیجعل الذی وافقوہ فیہ نصفہا فہو اذا اقر نصف
الشریعۃ بالاجماع وہو یزعم انہ قلبہا کلہا فصار کاذبا فی قولہ مناقضا **قال** اور
معیار الحق مین جو امام ابی حنیفہ کے تابعی ہونیکا اور صحابہ سے ملاقات کا انکار ہی
اولا اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ یہ انکار کسی کتب کے حوالہ و موافق ہی یا نہین اگر
غیر حوالہ و ناموافق ہو تو خیر اور اگر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملالین
جب ملے تو اپنے لکھے کو روئین یا اصل منقول عنہم کو کچھ کہین یا لکھین **اقول** ہمارے
جناب اجتہاد مآب اپنے معیار مین تحریر فرماتے ہین کہ جناب مولف نے دعوی
لقاء ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور تنبیہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ایمہ
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نقل نکرنا جناب مولف کا قول کسی
امام کا ایمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل بن سعد و ابو طفیل سے
تو ظاہر ہی لیکن ملاقات انس و عبد اللہ کی جس پر قول طحطاوی کا نقل کیا ہی
وہ بھی حقیقت مین مجرد از شاہد و بینہ ہی اس لیے کہ طحطاوی اور مثل اوسکے ایمہ
نقل سے نہین ہین اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہین ہو سکتا جب تک کہ ایمہ
نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہای مقلدین اپنے ایمہ کی تعریف مین کیا کچھ
نہین لکھہ گئے انتہی عاجز اس کلام پر چند خدشے پیش کرتا ہی اگر جناب اجتہاد مآب
چشم انصاف سے ملاحظہ فرماوینگے تو مجھے یقین ہی کہ میری محنت کہ صرف

اظہار حق کے لیے ہی رائگان نجائیگی پہلا خدشہ ملا زمان کی تقریر یہ داب مناظرہ کے خلاف ہی حضرت سلامت صاحب تنویر الحق اس مقام پر ناقل ہین یہان آپ مانع نہین ہو سکتے نہ اون پر منع وارد ہو سکتی ہے

حسن مین حور سے بڑھکر نہین ہونیکے کبھی		آپ کا شیوۂ انداز و ادا اور سہی

دوسرا خدشہ امام کی ملاقات کچھ انھین چار صحابی پر منحصر نہین بلکہ سوای انکے بیشتر صحابہ سے ملاقات تھی چنانچہ ابن حجر مکی جو خود ایمۂ نقل سے ہین خیرات الحسان مین تحریر فرماتے ہین و فی مبادی شیخ الاسلام ابن حجر انہ ادرک جماعۃ من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ بعد مولدہ بہا سنۃ ثمانین فہو من طبقۃ التابعین و لم یثبت ذلک لاحد من ایمۃ الامصار المعاصرین لہ کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ الشریفۃ واللیث بن سعد بمصر انتہی فہو من اعیان التابعین الذین شملہم قولہ تعالی والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الایہ ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی جو ایمۂ نقل سے ہین صاف تحریر فرماتے ہین کہ امام کو جماعت صحابہ سے ملاقات حاصل تھی اگر آپ اپنی تاویل بعید یاد فرماکر شاید بول اوٹھین کہ ہمنے ابن خلکان کی عبارت مین ادرک کے معنی مجازی ادرک زمانہم لیا ہی تو ہم التماس کرینگے کہ حضرت سلامت یہان آپ کو ادرک کے معنی حقیقی مراد لینا ہو گا اس لیے کہ خود ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فہو من طبقۃ التابعین اور آپ خود جانتے ہین کہ بدون روایت کے یا یون کہین کہ بدون ملاقات کے صرف معیت زمانے سے امام تابعی نہین ہو سکتے اگر پھر آپ سنبھلکر فرمائین کہ تقریب مین ابن حجر نے امام کو طبقۂ سادسہ مین ٹھہرایا ہی تو ہم عرض کرینگے کہ سہی پر طبقات مین نسبت تباین کلی کی نہین ہی ایک ہی شخص باختلاف حیثیت دو طبقہ مین منسوب ہو سکتا ہی علامۂ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر مین تحریر فرماتے ہین وقد یکون الشخص الواحد

من طبقہ تبین باعتبارین پھر اگر امام باختلاف حیثیت طبقہ خامسہ وسادسہ سے ہوئے تو آپ سمجھیں
کیا استحالہ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ خود شیخ الاسلام امام کو زمرۂ تابعین سے شمار کرتے ہین
طبقات الحفاظ ذہبی میں ہی رای انس بن مالک غیر مرة لما قدم علیہم الکوفہ اور تہذیب
الکمال تصنیف ابو الحجاج مزی میں ہی رای انس بن مالک ہان حضرت یہ تو فرمائیے کہ
کہ جب ابن حجر مکی نے امام کو والذین اتبعوہم باحسان الآیہ مین داخل کیا پھر آپ
جو فرماتے ہین کہ امام صاحب اس آیت کی مصداق تو تب ہوتے جبکہ تابعی ہوتے اور اوسکا
حال خوب روشن ہوگیا تو اسمین آپ کی ہٹ دھرمی یا تعصب ہی یا نہین
ادبا زیادہ اس سے عرض نہین کرسکتا ہ

موسے پیچ مین پڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا		بل زلف کے چاہون تو مین ایکدم مین نکالون

تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مین علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہین
ادرک الامام ابو حنیفہ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفہ سنۃ ثمانین من الہجرۃ وبہا یومئذ
عبد اللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ
تسعین او بعدہا وقد اورد ابن سعد بسند لاباس بہ ان ابا حنیفۃ رای انسا وکان غیرہذین من
الصحابۃ بعدہ من البلاد احیا وقد جمع بعضہم جزءا فیما ورد من روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابۃ
لکن لا یخلو اسنادہ منہا من ضعف والمعتمد علی ادراکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابۃ
ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فہو بہذا الاعتبار من طبقۃ التابعین یعنی امام سے
تو بہت سے صحابہ سے ملاقات تھی اس لیے کہ یہ کوفہ مین ۸۰ مین پیدا ہوے
اور اون دنون عبد اللہ بن ابی اوفی خاص کوفہ مین موجود تھے اور بصرہ مین
انس بن مالک زندہ تھے کہ وہ ۹۰ یا اسکے بعد عالم آخرت کو سدھارے اور ابن
سعد کی روایت قوی سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کو حضرت انس سے ملاقات تھی اور
سوا عبد اللہ بن اوفی و انس بن مالک کے اوس زمانے مین کئی صحابہ شہرون مین

موجود تھے چنانچہ بعضے علما نے مرویات امام کو ایک جزء مین جمع کیا ہی اور بعضون نے
اسکی تضعیف کی ہی لیکن معتمد علیہ یہی ہی کہ امام کو انس و عبد اللہ بن اوفی سے ملاقات
تھی اور سوا انکے بعض صحابہ سے بھی ملاقات تھی تو بیشک امام طبقۂ تابعین سے ٹھہرے
جب امام کی ملاقات جماعت صحابہ سے بطریق اجمال بروایت ایمۂ نقل ثابت ہو چکی
تو جاننا چاہیے کہ محدثین و ایمۂ نقل سے بعض کہتے ہین کہ امام کو سات صحابہ سے ملاقات
تھی چنانچہ امام نے اونسے احادیث کی روایت بھی کی ہی شمس الایمہ کردری رسالہ
رد منحول مین تحریر فرماتے ہین اخذ العلم و سمعه من مائة شیخ سبعة منهم من الصحابة رضی الله
عنهم وهم عبد الله بن انیس و عبد الله بن جزء و انس بن مالک و جابر بن عبد الله و معقل
بن یسار و واثلة بن الاسقع و عائشة بنت عجرد وروی عن کل منهم حدیثا یعنی امام نے
سماع علم سو مشایخ سے کیا کہ سات اونمین سے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور سب سے حدیث روایت
کی تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفة مین ہی قد الف الامام ابو معشر عبد الکریم بن
عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزء فیما رواه الامام ابی حنیفة عن الصحابة ذکر فیه قال الامام
ابو حنیفة لقیت من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم سبعة وهم انس بن مالک و عبد الله بن
انیس و عبد الله بن جزء الزبیدی و جابر بن عبد الله و معقل بن یسار و واثلة بن الاسقع
و عائشة بنت عجرد رضی الله عنهم ثم روی عن انس ثلاثة احادیث و عن ابن جزء حدیثا
و عن واثلة حدیثین و عن جابر حدیثا و عن عبد الله بن انیس حدیثا و عن عائشة بنت عجرد
الاحادیث التی وردت من غیر هذه الطریق اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام ابو معشر
عبد الکریم شافعی نے ایک جزء مین امام ابو حنیفہ کے مرویات صحابہ جمع کیے ہین اور
اوسمین امام ابو حنیفہ کو سات صحابی سے ملاقات و روایت مروی ہی اور بعض
کہتے ہین کہ امام کو آٹھ صحابہ و ایک صحابیہ سے سماع تھی اور بعضے کہتے ہین چھہ صحابہ
اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے اور بعضے کہتے ہین

چودہ صحابہ سے عقود الجمان میں ہی وذکر جماعۃ ممن صنف فی المناقب وغیرہم ان الامام
ابا حنیفۃ رضی اللہ عنہ سمع ثمانیۃ رجال من الصحابۃ وامرأۃ وہم انس بن مالک وعمرو بن حریث
وعبداللہ بن انیس وعبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی وجابر بن عبداللہ وعبداللہ
بن ابی اوفی وواثلۃ بن الاسقع ومعقل بن یسار وعائشۃ بنت عجرد وقال بعضہم
ستۃ وامرأۃ وقال بعضہم خمسۃ وامرأۃ وقال بعضہم اربعۃ عشر رجلا ولم یسمیہم اب ہم
ان صحابہ کا نام بیان کیا جاہتے ہین جنکی ملاقات سے امام تابعی ہوے اور بعض
صحابہ سے روایت مسلسل بھی بیان کیے دیتے ہین اور اوسکے ضمن مین آپ کے
خدشات کے جواب بھی لکھے دیتے ہین تا ناظرین سمجھ جائین کہ وہ صرف عدم مزاولت
فن حدیث سے ناشی ہوے ہین امام جن صحابہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوے
انمین سے پہلے انس بن مالک ہین امام نے ان سے روایت بھی کی
ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال ابو معشر فی جزئہ انا ابو عبداللہ الحسین بن محمد بن
منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان
الحنفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزار ثنی
ابو سعید الحسین بن محمد بن المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلب بن
المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید القاضی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمعت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم وبہ عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدال علی الخیر
کفاعلہ وبہ عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثۃ
اللہفان ملازمان نے معیار مین اس مقام پر تین شبہے بیان کیے ہین پہلا شبہہ
طحطاوی وغیرہ نے سند متصل الی الامام روایت نہین کیا اور روایت معلق بلا سند
جمہور علما کے نزدیک حجت نہین کما فی النخبۃ وشرحہ اسکا جواب سنیے طحطاوی کی

سند متصل بیان نہ کرنے سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ سند متصل اسکی پائی نہین جاتی دیکھیے
ہمنے خاص ان احادیث مین اور سوا اسکے دوسری احادیث مین سند متصل بیان
کردی ہی مجھے کمال تعجب ہی کہ صرف طحطاوی کی سند متصل بیان نکرنے سے آپ
ایسی بھونڈی تقریر کر بیٹھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ طحطاوی کی سند متصل بیان
نہ کرنے سے امام کا لقا ثابت نہین ہوتا آپ ہی انصاف کیجے کہ اختصاراً علما
ہزارون احادیث کو بلا سند ذکر کرتے ہین تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ اونکے لیے
سند ہی نہین ہی اور وہ سب معلق و غیر قابل احتجاج ہین دوسرا شبہہ یہ ہی کہ جو
تین حدیثین مروی امام سے کین انس رضؓ سے مولف نے طحطاوی سے نقل کین
ہین وہ تینون موضوع ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت
سارے علماء نقادنی موضوع کیا ہی پس کسطرح ہمعصری سے روایت کرنا ضم
کرکے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سے ثابت کہوگے اب موضوع
ہونا اس احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر تذکرۂ موضوعات مین فرماتے ہین کہ
طلب العلم فریضۃ الحدیث مروی ہی انس رضؓ سے کئی طریقون سے جو سب کے سب
واہیات ہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث ثابت
نہین اور ایسا ہی کہا ہی ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نے اقول ایسا ہی کہا ہی نور الدین علی
نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین اور کہا ابن حبان کذا فی الفوائد
المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للقاضی محمد بن الشوکانی انتہی اسکا جواب سنیے اولاً
ان عبارتکی فصاحت و بلاغت پر بعض سامعین وجد کرتے ہین بعض واہ واہ کرکے لوٹ جاتے
ہین کیا کہنا ہی سچ تو یہ ہی کہ یہ حسن ترکیب و ادای مطالب آپ ہی کے حصے ہی سے

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے		کہتے ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور

ثانیاً ابن طاہر حنفی کی عبارت نقل کرنے مین کچھہ خیانت ہوئی ہی دیکھیے

اوسمین صاف لکھا ہی لکن قال العراقی قد صحح بعض الائمہ بعض طرقہ وقال المزی ان طرقہ
تبلغ رتبۃ الحسن ثالثا فوائد مجموعہ سے صحیح نقل چاہتا ہون رابعا یہ حدیث رتبہ حسن کو بلکہ
رتبہ صحیح کو پونہچی ہی بچاس طرق سے مروی ہی تبییض الصحیفہ مین ہی قال الحافظ جمال الدین
المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن قلت وعندی انہ تبلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو
خمسین طریقا وقد جمعتها فی جزء رابعا ملا زمان نے اگرچہ سابقا احادیث ثلثہ کی موضوعیت
کا بڑی دھوم دھام سے دعوی کیا تھا مگر دوسری تیسری حدیث کی موضوعیت مین کوئی
لولی لنگڑی تقریر بھی پیش نکر سکے بقدر ضرورت اوسکا احوال بھی لکھے دیتا ہون تبییض الصحیفہ
مین ہی الحدیث الثانی متنہ صحیح ورد من رواۃ من الصحابۃ وصلہ فی صحیح مسلم من حدیث ابن مسعود
رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث متنہ صحیح ورد من رواۃ
جمع من الصحابۃ وصححہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث بریدۃ تیسرا شبہہ ہر مثبت
نافی پر مقدم نہین ہوسکتا بلکہ اگر کسی نافی کی تائید دلیل سے پائی جاتی ہو تو وہ مثبت کا معارض
ہوسکتا ہی جیسے خبر نکاح ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بعض کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام مین اونسے نکاح کیا بعض کہتے ہین کہ بعد احرام کے
حل مین نکاح کیا یہان نافی کہ خبر احرام ہی مثبت یعنی خبر حل کا معارض ہوسکتا ہی
اس لیے کہ اس نافی پر دلیل پائی جاتی ہی خبر دینے والے نے محرم کی ہیئت مخصوصہ دیکھکے
احرام کی خبر دی ہی ورنہ بغیر ہیئت احرام کے کسیکو محرم نہین کہہ سکتے ایسا ہی سماع
وعدم سماع کا حال ہی اسکا جواب سنیے نفی سماع تو وہی نفی اصلی ہی اسپر کوئی دلیل بھی
نہین اس لیے کہ اس نفی کے لیے کوئی ہیئت مخصوصہ نہین پائی جاتی تو صریح قیاس
مع الفارق ہوا اور مثبت بسبب زیادۃ علم کے نافی پر مقدم ٹھہرا اتحاف الفرقہ بوصل
الخرقہ مین علامہ سیوطی فرماتے ہین ان المثبت مقدم علی النافی معہ زیادۃ علم
دوسرے واثلہ بن الاسقع ہین امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ

میں ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسینی
بن احمد ثنی علی بن احمد الحسینی التمیمی البصری ثنی احمد بن عبداللہ بن حرام ثنی مظفر بن
سہل بن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفہ
عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال دع ما یریبک الی
ما لا یریبک وبہ عن واثلہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تظہر الشماتۃ باخیک فیعافیہ اللہ
ویبتلیک اقول الحدیث الاول متنہ صحیح ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ وقد صححہ الترمذی و
ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما والحدیث
الثانی اخرجہ الترمذی من وجہ آخر عن واثلۃ وحسنہ ولہ شاہد من حدیث ابن عباس رضی اللہ
عنہما جب ملا زمان سے ان احادیث مرویہ کی موضوعیت میں کچھ نہ بن آئی تو معیار میں یوں
ارشاد فرمایا کہ واثلہ بن الاسقع کی ملاقات عقلا محال نہیں تو عادۃ تو محال ہی اور منقول
نہونا اوسکا کسی ائمہ نقل میں سے مرجح دوسرا ہی اور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہی کہ واثلہ
نے بقول متفق علیہ کے سن پچاسی میں ملک شام میں بیچ شہر دمشق کے وفات پائی
ہی اور امام صاحب اوس زمانے میں پانچ برس کے لڑکے تھے اور یہ بات کہ امام صاحب
پانچ برس کے لڑکے ہوکر دمشق میں واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لیگئے ہوں ثابت
نہیں اور عقل سلیم کو بھی انکار ہی کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہوا تھا اس تقریر
میں اپنی ملاقات کو جو عقلا محال نہیں ٹھہرایا پہلے اسکا شکریہ ادا کرکے التماس کرتا ہوں
کہ حضرت سلامت جسطرح یہ عقلا محال نہیں ہی عادۃ بھی محال نہیں ہی کیا پانچ سات برس
کے لڑکے اپنے والدین یا یوں کہیں کہ مکلفین پرورش کے ساتھ سفر نہیں کر سکتے
پھر اگر امام کسی کے ساتھ دمشق گئے ہوں یا واثلہ رضی اللہ عنہ کسی ملک کو گئے ہوں کہ
وہاں پر امام صاحب بھی موجود ہوں اور سماع حدیث کیا ہو تو کچھ بعید نہیں اور جمہور کا
مسلک یہ ہی کہ صغیر کی سماع معتبر ہی اگرچہ وہ پانچ برس کا ہو اور اگر امام کی ولادت سنہ میں

تسلیم کیجاہی تو اوسوقت امام پندرہ برس کے ہونگے اور پندرہ سال کے لڑکے تو تنہا ملک ملک کی سیر کرسکتے ہین اور سماع اونکی بخوبی معتبر ہوسکتی ہی ہان حضرت نے یہ فرمایے کہ جب ملاقات خود محال عادی ٹھہری تو ایمہ نقل سے اس روایت مسلسل کے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی سہ

کرامت کن مراچون شاخ سنبل موبمو دستے	الہی تازنم در ہر خم گیسوی او دستے

تیسرے عبد اللہ بن انیس

امام نے ان سے بھی روایت کی تبییض الصحیفہ مین ہی ثم قال ابو معشر انا ابو عبد اللہ ثنی ابو ابراہیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی بن محمد بن اسحاق السمانی ثنی ابو حسن علی بن ماہویۃ الاسوادی ثنی ابو داؤد الطیالسے عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین ورایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنۃ سمعتہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشئی یعمی ویصم ہذا الحدیث رواہ ابو داؤد فی سننہ من حدیث ابی الدرداء اس مقدمے مین معیار مین ملا زمان فرماتے ہین تو دیکھو کہ جابر بن عبد اللہ وعبد اللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کے وفات پاچکے تھے اور قطع نظر سب محققین کے کلام سے امام نواوی ہی کے قول سے تقدیم وفات اون دونوں کی تولد امام پر ثابت ہورہی ہی تو انصاف سے کہو کہ ان موتی سے ملاقات کا دعوی کرنا کیا مخالف عقل ونقل کے ہی انتہی عاجز کہتا ہی کہ عبد اللہ بن انیس کا ۵۴ھ مین انتقال سہی مگر ہم کب کہتے ہین کہ امام نے اونسے روایت کی عبد اللہ بن انیس پانچ گذرے ہین اونمین سے کسی سے امام نے روایت کی ہوگی تبییض الصحیفہ مین ہی وصعب بہا ان یقال ان عبد اللہ بن انیس الجہنی الصحابی المشہور مات سنۃ اربع وخمسین قبل مولد ابی حنیفۃ بدہر والجواب ان الصحابۃ المسلمین عبد اللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی عنہ الامام ابو حنیفۃ ہو احد اخر منہم غیر الجہنی

الشہو اور اگر یہ کہیے کہ سوای جہنی کے کوی عبداللہ کوفے کو نہین گئے تو ہم کہین گے
کہ آپ کو ان جزئیات کی کیا خبر اور جسکو عبداللہ خمسہ کے احوال سے بخوبی اطلاع نہین اوسکا
ایسا حکم قطعی عام کیا قابل قبول ہو سکتا ہی ہان حضرت یہ فرمائیے کہ وفات
عبداللہ بن انیس الجہنی مین تو بلا ضرورت تقریب کے عبارت نقل کی گئی اور حافظ
ابن حجر عسقلانی کا قول مقبول ہوا لیکن خود حافظ ابن حجر عسقلانی جو امام کو تابعی
کہتے ہین اور حضرت انس وغیرہ کی رویت بیان فرماتے ہین اس باب مین
وہ کیون غیر معتبر و متہم ٹھہرائے گئے ؎

کس روز تہمتین نہ تراشا کیے عدو	کس روز میرے سر پہ نہ آرے چلا کیے

چوتھے عبداللہ بن ابی اوفی امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی قال ابو معشر انا ابو عبداللہ ثنی ابو ابراہیم انا ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید بن
السمان ثنی ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی ابو الحسن علی بن غیاث القاضی
البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی بن عباس الجلودی عن السمان یحیی بن القاسم
عن ابی حنیفة سمعت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ اقول ان الحدیث متنہ صحیح
بل متواتر ملا زمان نے اس مقام پر طحطاوی کے کلام پر لاتسلم لگا کے سند متصل ایمہ
نقل سے چاہی تھی عاجز نے حسب المطلب اوسکو حاضر کر دیا زیادہ کیا عرض کرون ؎

نہ حسنت آخری دارد نہ سعدی را سخن پایان	بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

پانچوان عایشہ بنت عجرۃ امام نے انسے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ
مین ہی وبہ الی ابی سعید السمان ثنی ابو محمد عبداللہ بن کثیر الرازی ثنی عبدالرحمن بن
ابی حاتم الرازی ثنی عباس بن محمد الدوری ثنی یحیی بن معین عن ابی حنیفۃ انہ سمع
عن عایشۃ بنت عجرۃ رضی اللہ عنہا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکثر جند اللہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ اقول ہذا الحدیث متنہ صحیح اخرجہ ابوداؤد
من حدیث سلمان وصححہ الضیاء فی المختارۃ ملازمان معیار مین عایشہ بنت عجرہ کی صحابیت کا
انکار جو کرتے ہین تو مسند خوارزمی وغیرہ دیکھیے اوسمین اونکی صحابیت اختیار کی گئی ہی
ہان حضرت یہ تو فرمایئے کہ جب آپ حافظ ذہبی کو جلیل الشان وعلو المکان فرماتے
ہین اور اونکی تقلید سے عایشہ کو غیر صحابی ٹھہراتے ہین تو اس خاص مسئلہ بالعیت
مین اونکی اقتدا کیون نہین کرتے طبقات کی عبارت سابقا عرض کر چکا ہون ٥

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست	ہم قصۂ غریب وحدیث عجیب ہست

چھٹے جابر بن عبد اللہ امام نے ان سے بھی روایت کی ہی تبییض الصحیفہ مین
ہی وقال ابن البخار انا القاضی ابو الحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلخی ثنی
ابو الفضل بن جرون قال قرأت علی القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن
بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد اللہ انا ابو علی الحسن بن علی الدمشقی ثنی الحسن
بن عباس القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی الجلودی محمد بن عباس عن السہامی
یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا رسول اللہ ما رزقت ولدا قط ولا ولد لی ولد قال
فاین انت عن کثرۃ الاستغفار والصدقۃ یرزق اللہ بہا الولد قال فکان الرجل
یکثر الصدقۃ ویکثر الاستغفار فولد لہ سبعۃ من الذکور ملازمان معیار مین ارشاد فرماتے
ہین کہ جابر بن عبد اللہ امام کے تولد کے قبل انتقال کر چکے تھے سوا جوابات
ماسبق کے اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ اسے ہم تسلیم نہین کرتے اس لیے کہ جابر
بن عبد اللہ سے روایت مسلسل موجود ہی اور اس مقدمے مین امام ابو معشر وشمس الایمہ
کی عبارت نقل کر چکا ہون اور اگر بالفرض اسکی روایت مین وہ مجہول بھی ہوے
تو وہ موضوع نہین ہو سکتی سوا اسکے علامہ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین

اور امام ابو معشر نے اپنے جزء مین حدیث موضوع نہین لکھی ہی اور ان حضرات کی عظمت
وشان اسکے مقتضی بھی نہین اگر کسیکو کسی اسانید کے ضعف مین بحث ہو تو ہم کہتے ہین
کہ ضعیف و موضوع مین آسمان و زمین کا فرق ہی اور ضعیف کی روایت صحیح ہی او سمین لفظ
وارد فیہ کذا کہہ سکتے ہین تبییض الصحیفہ مین ہی وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ الحکم علی اسانید
ذلک بالضعف وعدم الصحۃ لا بالبطلان وحینئذ یسھل الامر فی ایرادہا لان الضعیف یجوز
روایتہ ویطلق علیہ انہ وارد ساتوین معقل بن یسار امام نے ان سے بھی روایت
کی امام شمس الائمہ کردری جو ائمہ نقل سے ہین رسالہ رد منخول مین فرماتے ہین وروی
عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علامات
المومن اذا حدث صدق واذا وعد اوفی واذا استنصح نصح واذا ائتمن ادی آٹھوین
عمرو بن حریث یہ ۸۵ھ یا ۸۶ھ مین عالم البقا کو تشریف لیگئے اگر تسلیم کیا جاے
کہ ۸۵ھ کو عالم البقا کو سدھارے اوسوقت امام کی عمر پانچ سالکی ہو گی اور جمہور محدثین
کا مسلک ہی کہ پانچ سالکے لڑکے کی سماع معتبر ہی خیرات الحسان مین ہی واعترض
بان الصحیح انہ مات سنۃ خمس وثمانین والقول بانہ عاش الی سنۃ ثمان وتسعین لم یثبت
واجیب بان الصواب الذی علیہ جمہور المحدثین واستقر علیہ العمل ان الصغیر اذا تیرجح سماعہ
وانکان ابن خمس سنین اقل نوین ابو الطفیل عامر بن واثلہ یہ مکے مین تمامی صحابہ
کے بعد ۱۰۰ھ مین جنت کو سدھارے خیرات الحسان مین ہی ووفاتہ سنۃ
عشر ومائۃ بمکۃ وہو آخر الصحابۃ موتا دسوین سہل بن سعد یہ ۸۸ھ
مین یا اسکے بعد خلد برین کو تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم سہل بن
سعد ووفاتہ سنۃ ثمان وثمانین وقیل بعدہا گیارھوین سائب بن خلد
یہ عالم آخرت کو ۹۱ھ مین تشریف فرما ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب بن خلد
بن سوید ووفاتہ سنۃ احدی وتسعین بارھوین سائب بن یزید یہ ۹۱ھ

یا ۹۲ھ یا ۹۱ھ مین بہشت مین داخل ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم السائب
بن یزید بن سعید وفاتہ احدی اثنین اربع وتسعین تیرھوین عبد اللہ بن لبید
یہ ۹۹ھ مین دار آخرت مین رونق افروز ہوے خیرات الحسان مین ہی ومنہم عبد اللہ بن
لبید وفاتہ ستہ ست وتسعین چودھوین محمود بن ربیع یہ ۹۹ھ مین دار البقا کو سدھارے
خیرات الحسان مین ہی ومنہم محمود بن ربیع وفاتہ تسع وتسعین ان حضرات سے امام کو
ملاقات تھی شاید حدیث بھی روایت کی ہو اور تابعیت کے لیے صرف ملاقات کافی
ہی کچھ روایت ضرور نہین شرح عین العلم مین ملا علی قاری فرماتے ہین فلزم زیادة
کونہ من التابعین اتفاقا علی اختلاف فی انہ ہل روی عن الصحابة ام لا اس عبارت سے
یہ بھی سمجھا گیا کہ امام کے تابعی ہونے مین علما کو اتفاق ہی ہے یہانتک صرف اون
صحابہ کے نام نامی ذکر کیے ہین جنسے روایت یا ملاقات امام کی ایمہ نقل سے ہے نہین تو
ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ امام کو سوا انکے کسی دوسرے صحابی سے روایت یا ملاقات
نہوی یا اگر کسی ایمہ نقل سے منقول ہو تو وہ غلط سمجھی جائیگی یا قابل تاویل بعید ہوگی
بعض بعض صحابہ ۱۱۰ھ یا ۱۲۰ھ تک زندہ تھے اور اوسوقت امام تیس یا چالیس یا پچاس برس کے ہونگے
پھر اگر سوا اونکے کسی سے ملاقات ہوی تو محال نہین علامہ سیوطی نے رسالہ بیح النسرین
فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرین مین صحابہ کے نام نامی لکھے ہین یہان بلحاظ اختصار کے
سب کا نام نہین لکھہ سکتا اس لیے صرف چند اشعار پر اکتفا کرتا ہون ع

وقد عاش من صحب النبی جماعة	الی منتہی العمر الطبیعی فاعدد
حکیم وحسان خویطب حمنن	وسعد بن یربوع وعاصم بن عدی
ومخرمة الحلاج نافع نابغة	وسعد ہو العرفی وعبد بن محمد
کذا ابو شداد منتجع فخذ	فقیہا لتصانیف حسان لمورد

الحمد للہ کہ ناظرین پر ہماری اس تقریر سے تابعیت امام کی کالشمس فی رابعة النہار

ظاہر ہوگئی اگر اس دکھانے پر کوئی نہ دیکھے اور اس سمجھانے پر نہ سمجھے تو اوسکا قصور ہی ہے

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
گر زخورشید بوم بے بہرہ است	از پئے ضعف خود نہ از پئے اوست

دلی دور ہی ورنہ خود حاضر ہو کر تا لبعیت امام کا فسانہ سنا تا ملا زمان کو خواب غفلت
انکار سے جگا تا قصور معاف دو چار کتابین پڑھ پڑھا لینے سے کوئی شخص محدث
نہین ہو جاتا اور حاشیہ رد المحتار بغل مین دبا لینے سے فقیہ نہین کہلاتا آپ بلله
میری اس ناچیز تقریر کو ملاحظہ فرمائیے اور ایسی لن ترانی سے باز آئیے ہے

آشانہ کو شانہ سے ملا دیکھے	قدمین ہمین کچھہ بلند ہونگے

قال رابعہ حضرت امام مین احادیث غیر مدون و منتشر و پریشان تھے وجدان و حصر
اوسکا بہت دشوار و مشکل تھا اور حال پانے نہ پانے کا کتاب دراسات اللبیب فی
الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین دیکھنا چاہیے وہ مصنف و مصنف نہایت نامی و معتبر
و مقبول ہی قال الامام الشعراوی ان عذر ابی حنیفۃ فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ
الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ اقول ہم تو دراسات و صاحب دراسات کو معیار
و صاحب معیار سے بڑھ کر نہین سمجھتے اگر امام کے مطاعن مین ایسے ایسے
حضرات کا قول مقبول ہو تو غضب ہی ہے

تمباکو کا پنڈا کبھی عنبر نہین ہوتا	اور لوت کا دانہ کبھی گوہر نہین ہوتا

باقی رہا امام کا علم و فضل اس مقدمے مین حدیث صحیح وارد ہی تبییض الصحیفہ مین ہی
اقول وقد بشر صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی
الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم
بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یہان علم سے کچھہ علم منطق و مبحث ہیولی
و صورت مراد نہین ہو سکتا بلکہ علم دین مراد ہی تو ماشاء اللہ امام کی یہ شان ٹھہری
کہ اگر علم دین ثریا کے نزدیک ہوتا تو سیکھتے چنانچہ امام نے ایسا ہی کر دکھایا

سوای صحابہ کے چار ہزار اونکے شیخ تابعی تھے خیرات الحسان مین ہی وقد ذکر
منہم الامام ابوحفص الکبیر اربعۃ آلاف شیخ وقال غیرہ لہ اربع آلاف شیخ من التابعین
فما بالک بغیرہم تو سنے مین اولا حدیث کا بند و بست انہین سے ہوا کوئی شخص اسنے
بڑھکر عمرو بن دینار کی حدیث کا عالم نہ تھا یہ تعبت وجلالت علم حدیث مین کیا
کم ہی خیرات الحسان مین ہی وروی الخطیب عن سفیان بن عیینۃ انہ قال اول
من اقعدنی للحدیث بالکوفۃ ابوحنیفۃ قال لہم ہذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار و بہذا
العالم جلالۃ مرتبتہ فی الحدیث پھر جس شخص کے علم کی نسبت خود سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم البتہ بشارت فرمائین اور وہ خود تابعی ہون یعنی اکثر صحابہ سے اونسے
ملاقات ہوا ور بعضون سے روایت بھی ہوا ور چار ہزار تابعین اونکے شیخ بھی ہون
تو ایسے شخص کی نسبت عدم بلوغ حدیث کی تہمت عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کر سکتی
عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مین علامہ محمد بن یوسف بن علی الدمشقی
فرماتے ہین وقال غیرہ ترک الامام ابوحنیفۃ رحمہ اللہ العمل باحادیث احاد وقدم القیاس علیہا واعتذر
عنہ باموالاول عدم اطلاعہ علی بعضہا وفیہ بعد پھر امام شعرانی کا قول اس باب مین قابل قبول نہ ہا

دلم چندین فسون از چشم ترکان خطا دیدہ		فریبم کی دہد نرگس کہ چشم چشمہا دیدہ

قال معیار الحق مین ہی معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول کی یہ ہین کہ مان لینا
اور عمل کر لینا ساتھہ قول بلا دلیل اس شخص کے جسکا قول حجت شرعی نہو انتہی مآل
اس تعریف کا یہی ہی کہ تقلید کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہدون کا
دلیل شرعی نہین اور لفظ بلا دلیل صفت قول کی ہی اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا
قول ہی جو غیر دلیل شرعی ہی یعنی وہ قول دلیل شرعی نہو اسوقت مین معنی قول
صاحب معیار الحق کے یہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ ایسے قول کے کہ وہ
قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو جسکا قول دلیل شرعی نہو اور مجتہد کا قول دلیل

شرعی نہین اقول اس مقام پر مغلطہ عظیم ہوا ہی لفظ بلا دلیل صفت قول کی نہین ہی بلکہ بلا دلیل متعلق عمل کا ہی یعنی عمل کرنا بغیر تفحص سبب وجوب عمل اور اقامت ان کی ایسے شخص کے قول کے ساتھ جسکا قول الحدی الحجج الشرعیہ نہین ہی اس لیے کہ کلام منقول صنا معیار سے یہ بات ثابت ہی کہ مشہور اور معروف درمیان اکثر اہل اصول کے یہ ہی کہ عامی مقلد ہی مجتہد کا پھر اتباع عامی کا واسطے مجتہد کے تقلید قرار پایا اور بنا کلام کی متبادر اور معروف پر چاہیے نہ اوسکے خلاف پر مسلم الثبوت میں ہی التقلید العمل لقول الغیر من غیر حجة کاخذ العامی والمجتہد من مثلہ فالرجوع الی النبی علیہ السلام او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذلک علیہا لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال الامام وعلیہ معظم الاصولیین ۵

جو سکھا یا اپنی قسمت نے وگرنہ اونکو غیر		کیا سکھا ئیگا سکھانا کوئی ہم سے سیکھہ جائے

قال اور رسالہ العمل بالحدیث میں جو خاص خلفائے خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی صریح مرقوم ہی کہ قول مجتہد کی دلیل و ماخذ کو دریافت کرلینا چاہیے قولہ تا وقتیکہ حکم در قرآن و حدیث مصرح و ظاہر یافتہ شود اجتہا در ادخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب مجتہدین بر آید از آن چشم پوشی نمودہ دستاویز با قرآن و حدیث ضرور است وگر نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلہ اہروان اجتہاد بود از ان دو قول مروی ہستند کہ خانہ دین را محکم از دو ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دائرہ تقلید آن امام نمودن ست ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم مے شود کہ بقول آن امام بیجا با تمسک نمودن و فکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی این امام نیست و آن امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بر وز قیامت از ماخذہ الٰہی نجات خواہد یافت ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب

ومقلدان بہمعنی گرفتار خواہند ماند بہمین یکی کہ شاگردان ہمہ رحمہم اللہ تعالی اچون از قول
اساتذہ اطمینان حاصل نگشتہ دامن خود ازان مقام برداشتہ رفتند امام محمد را اینقدر خلاف
از امام اعظم است کہ آنرا اگر مذہب علیحدہ گویند بجاست و متاخرین چہ قدر اقوال متقدمین را
اسقاط نمودہ اند غرض این ہست کہ در ساقط نمودن قول کہ مخالف حدیث و قرآن باشد
باکی نکنند و علمای بسیار باینمعنی تصریح و تاکید نمودہ اند جای تنگ گنجایش بیان ہمہ ندارد
اقول مشہور تو یہی کہ وہ رسالہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی کا تصنیف ہی تنبیہ الغافلین
کے ساتھ اس رسالہ کو کسی نے چھاپا ہی اوسکے اخیر مین بھی انھیں کا نام نامی لکھا ہی
یہ حضرت لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل تھے ایسے لوگونکا قول تمہارا خصم کب مانتا ہی ع

آفتابی بباید انجم سوز		بچراغی شبت نہ گردد روز

پھر سنو امام جو فرماتے ہین اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی یہ
ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے اجتہاد سے
کہا ہی اوسے چھوڑو پھر جو قول انکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو تو وہ
حقیقت مین انکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکے چھوڑنے کے کچھ معنی
نہین پھر یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہی کیونکہ اگر حکم عام ہوتا
تو یون فرماتے یترک قولی لکل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی کہین سے کوئی حدیث
سنے تو چھوڑ دے ہمارے قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہی اپنے شاگردون کے لیے کہ
جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا اور اونکو لیاقت و قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تھی
اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا
گفتہ ام بجای خود درست ہی اس لیے کہ یہ حکم خاص مجتہدین کے لیے ہی قال السید
السمہودی الشافعی قال الصیدلانی انما نہی الشافعی عن التقلید لمن بلغ رتبة الاجتہاد فمن
قصر عنہا فلیس لہ الا التقلید پھر اوس سے یہ سمجھنا کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن

وفکر در دلائل و وجوہ قیاس نمودن ہرگز مرضی ایشان نیست دلیل خوش فہمی ہی جنکو ادلہ
کی سمجھ نہین انکو یہ مرتبہ کہان نصیب اور یہ کہانسے معلوم ہوا کہ امام انھین کے اقوال کے
فرمانے سے مواخذہ الہی سے نجات پاوینگے خیرات الحسان مین ہی وذکر بعض اہل المناقب
انہ لما حج حجۃ الوداع اعطی لسدنتہ نصف مالہ لیمکنوہ من الصلوۃ داخل الکعبۃ فقرأ نصف القرآن قائما
علی رجل ثم نصفہ الآخر قائما علی الاخری وقال یا رب عرفتک حق معرفتک وما عبدناک
حق العبادۃ فہب لی نقصان الخدمۃ لکمال المعرفۃ فنودی من زاویۃ البیت عرفت فاحسنت المعرفۃ
واخلصت الخدمۃ غفرلک ولمن کان علی مذہبک الی قیام الساعۃ اور یہ جو ارشاد ہوا کہ ہمی
کہ شاگردان ائمہ رحمہم اللہ تعالی اچون از قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن رجوع
ازان مقام بر داشتہ رفتند صریح غلط فہمی ہی علامہ شامی فرماتے ہین قال فی الولوالجیۃ
من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت قولا خالفت فیہ ابا حنیفۃ الا قولا قد کان قالہ
وروی عن زفر انہ قال ما خالفت ابا حنیفۃ فی شئ الا قد قالہ ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم
ما سلکوا طریق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورائ اتباعا لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ
وفی آخر الحاوی القدسی اذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعا انہ یکون بہ آخذا بقول ابی حنیفۃ
فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد انہم قالوا ما قلنا
فی مسئلۃ قولا الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایمانا غلاظا فلم یتحقق فی
الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ کیف ما کان وما نسب الی غیرہ الا بطریق المجاز للموافقۃ
اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ امام ابو یوسف و محمد وغیرہ رحمہم اللہ نے امام سے خلاف
نہین کیا ہی بلکہ ہمیشہ قول امام کے تابع رہے انکی اتباع بعینہ امام کی اتباع ہی پھر جو
قول کہ ان حضرات کی طرف منسوب ہی بطریق مجاز کے ہی فی الواقع وہ امام ہی کا
قول ہی بہرحال جناب ولایت مآب کی خوش فہمی اسی ورقے رسالہ سے ظاہر ہی سہ

واعظ شہر کہ مردم ملکش می خوانند ۔۔۔ قول ما نیز ہمین ہست کہ او آدم نیست

جب خدا کے فضل سے مبحث تقلید سے بھی فراغت حاصل ہو چکی تو ایضاح الحق کے مقدمے
مین مختصر اسکی بحث کیا چاہتا ہون قال یہ کہنا کہ سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی
کی تصنیف کو دیکھ کے بھی لوگ بگڑنے جاتے تھے پھر اوسکا رد شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب لوگ تھم گئے بدگمانی و نافہمی و نادانی ہی ہے

چراغے را کہ ایزد برفروزد		ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد

کوئی اہل علم و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغۃ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین
فیروزآبادی صاحب قاموس گمراہی یعنی بگڑنے کی بات لکھیں گے المرء یقیس علی نفسہ ہے

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد		میلش اندر طعنۂ نیکان برد

اور مناسب ہی کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے کی ہین اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے کیا اور کس طرح رد کیا اقول مولوی صاحب کا ارشاد ٹھیک ہی
اگر تم شرح سفر السعادت دیکھے ہوتے تو شاید ایسا نہ کہتے ہے

ناصحا دل مین ہی اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم		لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

شرح سفر السعادت مین ایک لمبی تمہید کے بعد لکھا ہی چہ مطالعۂ این کتاب مر متبعین
مذاہب مجتہدین را موجب انبعاث وحشت و اثارت شبہت گشتہ و در وادی تردد
و ہامۂ حیرت انداختہ بسوء ظن بر ائمہ مجتہدین و تغلیط و تخطیۂ علمای راسخین مبتلا گردانند
این ضرری سخت عظیم ست الی آخرہا قال پھر دوسرے مقام پر بھی بدانکہ شیخ مصنف
رحمہ اللہ تعالی و تقدس درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ و مبالغہ کار فرمودہ است
در مقام انتقاد آمدہ و تقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملۂ از
احادیث جرح و طعن نمودہ است بر بعضے حکم بصحت کردہ و بر بعضے بعدم ثبوت
و بر بعضی حکم بوضع و افترا نمودہ و بر بعضی خط رد و بطلان کشیدہ و حال آنکہ در آنمیان
احادیث است کہ در کتب معتبرہ مذکور و نزد کبرای علمای دین از فقہا و محدثین مقبول

وائمہ فقہ تمسک و احتجاج بدان نمودہ اند مطالعۂ این باب طالب را در وادی حیرت و وحشت
اندازد جب شرح سفر السعادت مین یہ سب کچھہ لکھا ہی تو تمھین انصاف کرو کہ
مولوی صاحب کا کیا قصور ہی ایسے متدین آدمی کو گالیان دینے سے کیا حاصل ~~ع~~

گرنہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہی	مجھمین طاقت نہین لڑائی کی

قال اور یہ کہنا اسیطرح سے ایک کتاب کسی وہابی لعین المذہب کی تصنیف نکلی ہی اور اسکا
نام ہی ایضاح الحق اوسمین مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ کا نام لکھا ہی اور اوسکو بعض لوگ
اونھین کی تصنیف جانتے ہین غلط ہی اس لیے کہ ثبوت اسکا کہ یہ کتاب خاص اونکی
تصنیف نہین ہی ذمہ مدعی در و غگو ہی اور تحریر مولوی جعفر علیصاحب و امداد جناب
مولانا محمد علیصاحب خلیفہ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمہ وغیرہ سے معلوم

ہوتا ہی کہ یہ کتاب تصنیف اونکی ہی اقول	ع مسئلہ کیا ہی یہ تماشا ہی
دل سے تم نے اسے تراشا ہی	حضرت سلامت منکر کے ذمے ہم

اثبات نہین ہوتا بلکہ یہ مدعی کا حق ہی حدیث صحیح مین ہی البینۃ علی المدعی والیمین
علی من انکر باقی رہی یہ بات کہ ایضاح مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف ہی یا کسی
دوسرے وہابی کی ہیرے نزدیک یہ بحث بے سود ہی سلیم شاہ کی ڈاڑھی بڑی
ہوی تو کیا اور شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی ہوی تو کیا انظر الی ما قال و لا تنظر الی
من قال اور مولویصاحب نے جو بنظر مصلحت عام کے انکار کیا تو کچھہ بیجا نہ کیا تقویۃ الایمان
کے مقدمے مین اسی قسم کا انکار ہو چکا ہی جب مولوی محمد علیصاحب
رامپوری ۱۲۴۵؁ ہجری مین رونق افروز مدراس ہوے تقویۃ الایمان منسوبہ مولوی
محمد اسمعیل صاحب دہلوی اونکے بعض مریدین کے جزودان مین نظر آئی جس
دیندار نے بغور دیکھا اوسکی طبیعت گھبرائی کہا اسمین بیشتر مقام مین منقصت رسول
ابرار کا اظہار ہی فوائد متعلقہ آیات و احادیث مین کلمات معتزلہ پر قائل کا مدار ہی

نہ حدیث پر نظر ہی نہ مسائل مختار و مذہب منصور کی خبر ہی یہ بدعت نو ایجاد ہی بالحالہ
مصنف اسکا استاد ہی الغرض پھر جب مولوی صاحب شہر رمضان المبارک ۱۲۴۱ ہجری میں
معمورہ مدراس میں رونق افروز ہوئے مخلصین مثل پروانہ کے دلسوز ہوئے یہان
یارونکو موقع ہاتھ آیا رسالہ تقویۃ الایمان کو بغل میں دبایا اور خدمت میں سپہر جاہ مہر کلاہ
نواب عظیم جاہ بہادر کے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مولوی صاحب جنکے سبب سے تقویۃ الایمان تصنیف
آئی تشریف لائے ہیں اونسے اس مقدمے میں استفسار ہوتا اسکے مصنف صاحب کا عقیدہ اونہیں کی
تقریر سے آشکار ہو غرض حسب استدعا مقتدین حسب دستور استفسار ہوا مولوی صاحب نے اس طور پر اظہار حق چاہا
بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب وصل علی حبیبک الشفیع المجاب محمد ن المبعوث بفصل الخطاب وعلی آلہ
وصحبہ خیر آل و اصحاب اما بعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند
کہ عقیدۂ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد صاحب مرشد فقیر موافق عقائد جمہور
اہل سنت وجماعت و مطابق اعتقاد مرشدان مرشد خود شاہ ولی اللہ و مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہما است پس باید کہ جمیع خلفا و مریدان من برین عقائد حقہ ثابت قدم
باشند وکفی باللہ شہیدا کہ این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان وغیرہ کہ خلاف
عقائد جمہور اہل سنت و مشعر تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باشند نیست
پس ہر کسیکہ از خلفا و مریدان این فقیر بران اعتقاد دارد ضال و مضل ست این چند کلمہ
بطریق برات نامہ بحکم اتقوا من مواضع التہم نوشتہ مہر و دستخط خود بران ثبت کردہ ام و امر
خلفای خود ہم بر آن ثبت کنانیدم تا دفع مظنہ گردد و زبان تشنیع احدی دراز نشود
تحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذی قعدہ ۱۲۴۱ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد علی

بدر الدولہ | شرف الملک بہادر ۱۲۴۱ | محمد حسین خان مولوی جلال الدین | حکیم جمال الدین خان | زور آور علی خان ۱۲۱۵ | ملتمس خان | خان عالم خان

اگرچہ ان مولویصاحب نے تقویۃ الایمان کے معتقدونکو ضال مضل ٹھہرایا لیکن حریفوں نے
اس ہدایت نامہ پر لحاظ نفرمایا تب مولویصاحب نے قلم ہاتھ میں لیا اور یہ اشتہار تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین
وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین اما بعد برپیروان شریعت غرا و پیران سنت بیضا مخفی ومحتجب نماند
کہ فقیر سید محمد علی امپوری در منولا کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کرد ہر گاہ بعضی مضامین
وعبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت وجماعت دید و دریافت تحقیق گشت کہ ہر کس کہ
بران مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا واولیا ومخالف عقائد حقہ اہل سنت است معتقد شود
بیشک کافر گردد واز دائرہ اسلام بیرون رود وکسیکہ توقع رستگاری از عذاب الٰہی دارد
او را ضرورست کہ کتاب مذکور وامثال آنرا از خود دور اندازد واز متابعت ایمہ اربعہ
در عقائد وفقہ بیرون نرود ولہذا فقیر بر قرطاس ہذا مہر خود معہ خط فا ثبت کرد واہل علم مدرسہ
نیز مہر ہای گواہی خود ہا بران ثبت کردند بنا علی ہذا برای اطلاع جمیع ساکنان این اطراف
در جامع مسجد وغیرہ اشتہار دادہ میشود زیادہ والسلام علی من اتبع الہدی والصلوۃ والسلام
علی رسول اللہ المصطفی وآلہ
واصحابہ اہل المجد والعلی تحریراً
فی التاریخ ہفتم ذیقعدہ ۱۲۵۱
ہجری مقدسہ

مہر: ۱۲

محمد صبغۃ اللہ
جناب عمدۃ العلماء بدر الدولہ مولو
عظیم نواز خان بہادر معتمد
ریاست
مفتی شرع غرا

رسول اللہ
اقاضی
شرع سید عبید خان
خادم
۱۲۳۱

شرف ۱۲ الملک بہادر	قادر حسین خان جنگ بہادر امیر نواز	محمد ۱۲۳ مشیر الدین	محمد عبد کوکود شفق

شہد بما قرء المولوی محمد علی

محمد حسن علی	محمد حسین خان مولوی جلال الدین	زور آور علی خان ۱۲۵۱	محمد خان خان عالم

جب مولویصاحب نے یہ اشتہار اپنے قلم خاص سے تحریر فرمایا اور تمہین معتقدین مسائل منقصت شمائل رسالہ تقویۃ الایمان کو صریح کافر ٹھہرایا اسکی کیفیت سبکو معلوم ہوی مسموعہ مدراس مین عموم ہوی یارون نے یہ صلاح کی کہ جامع مسجد الاجاہی مین یہ اشتہار پڑھا جاے تا یہ خبر خود مولویصاحب کی زبان سے اشتہار پاے مولویصاحب کے مریدین مرشد کی بانی تقریر اشتہار سنین اور خود ملاحظہ بھی فرمائین آتش فتنہ بدعت وہوا کو جو بفلک مشتعل ہی اصلاح اور حسن عقیدت کے مینہ سے بجھائین ع

سنگ سے تیرے نکالی آگ		ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو

یہان مریدین عیار اپنے کام کے ہوشیار نے موقع پاکے چھپ چھپاکے مولویصاحب کے کانمین بھرا کہ پہلے تو آپ نے جو یہ اشتہار لکھا فی نفسہ برا کیا دوسرے اگر منبر پر سوار ہو حاضرین سے دوچار ہو کر سنا ئینگے تو آفت ہوگی کیا کہین ہم لوگون کیلیے قیامت ہوگی کون عقیب المومنین کہلاسکیگا امام الموحدین کیے پاس قسط وصول کرکے کون لائیگا ع

مو ذیون کو حق نے دی ہین آنکھین کہ تا لاوین بلا		عین حکمت ہی کہ معدوم البصر عقرب بنے

مولویصاحب کو یہ تقریر جو اپنی کمال مفید وقرین مصلحت تھی پسند آئی اشتہار کے پڑھنے کے لیے ایک دوسری تدبیر ٹھہرائی چنانچہ جمعہ کے روز کہ روز موعود تھا پہلے مولوی جمال الدین احمد صاحب نے برسر منبر عامہ خلائق کو وہ اشتہار سنایا مولویصاحب کا لکھا سبکو سمجھایا پھر مولویصاحب نے منبر پر کھڑے ہوکر اشتہار کے باب مین گول گول تقریر بیان کی ہر کہ ومہ کی طبیعت پریشان کی پھر تو غضب ہوا یہ لکھا پڑھا مولویصاحب کے اخراج کا سبب ہوا پھر سارا واقعہ قلمبند ہوا علما وامراکی اوسپر مہر و دستخط ہو کے مشتہر کیا گیا مگر بنظر اختصار کے یہان سارے وقعات نہین لکھتا وعلی ہذا القیاس بعض حضرات تنویر العینین کو مولوی اسمعیل صاحب کی تصنیف نہین کہتے تنبیہ الضالین مین ہی اور ایک رسالہ تنویر العینین کا جو بعضے آدمیون نے اونکی شہادت کے بعد اونکا کرکے مشہور کیا اگر وہ اونکا ہو تو بھی

بسبب اسکے کہ انھوں نے رفع الیدین آخر عمر میں ترک کیا اس باب میں معتبر نہ ہا زیادہ کیا عرض کرون		
آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سے		کہنے جاتے ہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی

قال اور اگر مخالفت ایضاح الحق کی صراط المستقیم سے باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہی تو کلیہ لازم آتا ہی کہ جہان جہان جو جو شخص مخالف کتب معتبرہ کا ہوا ہی اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اوسکو بحسب علوی درجہ حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو پیر یا داد آپ ہی ہو تمام کتب دینیہ مین لکھا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم ہین اور کتاب صراط المستقیم مین برخلاف حدیث صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد اکابر امت کو فضل صحابہ سے لکھا ہی چنانچہ لکھتے ہین کہ ہر یک از صحابہ کبار بنسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہرچند بسبب صحابیت افضلیت ثابت است لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت و ترویج دین متین وفور مراتب قرب عند اللہ بلاشبہہ افضلیت متحقق ست الخ غرض اس سے الزام و افہام اطمینان القلوب والے کی ہی کہ اس مخالفت پر کیون صبر آیا ہی یہان کیون نہین دہانا اپنے موہنہ سے اتار کے دریدہ دہنی فرماتے ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین **اقول** اونکی بہاتے بہاتے اب تم نے پوچہا تہا مولوی کرامت علیصاحب پر اعتراض کرتے کرتے ایسے سر چہڑہے کہ مولوی اسمعیل صاحب کی صراط المستقیم پر اعتراض کر بیٹھے

تو کہے غنچہ کہ اوس لب سے ٹہری خوب نہین		جیب کہ موہنہ چہوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

حضرت سلامت صحابۂ کرام کو اگرچہ فضل کلی بنسبت سائر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے حاصل ہی مگر بعض احاد اکابر امت کو بعض احاد صحابہ پر بعض امور مین فضل جزئی متحقق ہی مگر یہ فضل جزئی مناقض و منافی فضل کلی نہین ہو سکتا ہی

نقد النصوص فی شرح الفصوص میں مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہیں الفاضل یجوزان یکون مفضولا من وجہ علامہ جلال الدین دوانی رسالہ بیان تشبیہ میں لکھتے ہیں تفضیل الشی علی الشی قد یکون من بعض الوجوہ دون البعض اہم لاحقہ کو ایمان بالغیب ایسی نعمت عظمیٰ ملی ہی جس پر یہ لوگ اتراتے ہیں پیراہن میں پھولے نہیں سماتے ہیں بعض اجلہ صحابہ اس پر افسوس فرماتے تھے عند التذکرہ حسرت کا کلمہ زبان مبارک پر لاتے تھے تفسیر فتح العزیز میں ہی و قدمای صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان بالغیب را درین آیت بمعنی دیگر حمل فرمودہ اند از حضرت عبد اللہ بن مسعود بروایت امام احمد در مسند خود بروایت حاکم و دیگر محدثان معتبر ثابت است کہ حارث بن قیس روزی با ایشان گفت کہ ما خیلے حسرت و افسوس میکنیم بر انچہ از ما فوت شد و شما را حاصل گشت ای یاران محمد کہ بدیدار آن ذات مشرف شدید عبد اللہ بن مسعود فرمودند کہ ما نیز افسوس و حسرت میکنیم بر چیزیکہ از ما فوت شد و شما را حاصل گشت کہ نادیدہ بمحمد ایمان آوردید قسم بخدا کہ نبوت محمد نزد کسی کہ او را دیدہ باشد از آفتاب ظاہر ست ایمان ایمان شماست بلی سورہ بقرہ را تلاوت آغاز نہادند تا آنکہ بمفلحون رسیدند و این مضمون را بزاز و ابو یعلی و حاکم بروایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی آوردہ اند کہ ایشان فرمودہ اند کہ من روزی ہمراہ آنحضرت نشستہ بودم فرمودند کہ پیش من بگوئید کہ افضل انواع ایمان ایمان کدام مردم ست عرض کردند یا رسول اللہ ایمان فرشتگان آنحضرت فرمودند کہ ایشان را ایمان چہ مانع ست منزلت فرشتگان نزد خدا می دانند مردم عرض کردند یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ از ایمان پیغمبران چہ عجب کہ حقتعالی ایشان را برسالت و نبوت خود مختار فرمودہ است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان کسانیکہ ہمراہ انبیا حاضر شدند و بر دین جان خود را نثار کردہ شہادت یافتند فرمودند ایمان ایشان چہ عجوبگی دارد کہ ہمراہ انبیا صحبت داشتہ اطوار و اوضاع آنہا را دیدہ یقین تام حاصل کردہ اند مردم عرض کردند یا رسول اللہ پس بفرمائید کہ ایمان کدام فرقہ افضلست فرمودند

ایمان فرقہ کہ ہنوز در پشت پدرانند و بعد از من خواہند آمد و بر من ایمان خواہند آورد و مرا ندیدند چند ورق
سیاہ کردہ در نظر ایشان افتاد و بسبب قوت ایمان موافق آن نوشتہ عمل نمودند این گروہ در ایمان افضل اند
از دیگران انتہی اور تکمیل الایمان میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ
فرمودہ است کہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و روشن بود بر ہر کہ او را دیدہ است ایمانی فاضلتر ازان نباشد
کہ از غیب بوی ایمان آرند و بعضی مفسران یؤمنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند و نیز در حدیث آمدہ است
کہ در آخر زمان چنان شود کہ تمسک بدین و سنت ہمچو مثل گرفتن اخگر سوزان باشد بہشت ہر کہ دران زمان
متمسک بسنت بود اجر وے مقدار اجر پنجاہ کس باشد پرسیدند یا رسول اللہ پنجاہ کس از ایشان یا از ما فرمودند بلکہ
از شما انتہی مشکوۃ شریف میں ہی قال ابن محیریز قلت لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون
من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی جب نفس ایمان میں امم لاحقہ کو صحابہ پر ترجیح ہوی پھر اگر
صاحب صراط المستقیم نے نشر و ترویج دین میں اون کو ترجیح دیا تو کیا برا کیا ۵

جبین ہی موتیون کی لڑی اوسکو کھینچیے | اظہار حال چشم گہربار کے لیے
دیتا ہون اپنے لب کو بھی گل برگ سے مثال | بوسے جو خواہین ترے رخسار کے لیے

اور اگر ایضاح الحق و صراط المستقیم کو کوی فہمیدہ دیکھے تو بادی النظر میں کہ سکتا ہی
کہ دونون کے مصنف مختلف ہین اس لیے کہ جن جن امور کی تعلیم صراط المستقیم میں ہی
ایضاح الحق میں اوسے بدعت حقیقیہ یا حکمیہ لکھا ہی سوا اسکے صاحب ایضاح نے اپنے فرط
تعصب سے علمای کرام و اولیاء عظام کو سلفا و خلفا و شرقا و غربا بدعتی ٹھہرایا ہی ۵

بس گیا دل جو دکھائی کے بگاڑے تیور | سر کٹھری یار کی چٹکی میں جگہ رہتا ہی
آج کل اسقدر اوس شوخ کا برہم ہی مزاج | کہ بگڑنے کا ہر اک بات میں ڈر رہتا ہی

اس مقابلہ پر اوسکی تفصیل نہیں لکھہ سکتا انشاء اللہ تعالی رسالہ جداگانہ میں فرقہ وہابیہ کے تعصبات عموما

وصاحب الضیاح کے خصوصًا لکھونگا قال اخرج البیہقی فی سننہ قال قیس بن عبادۃ کان اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند الثلث عند القتال وعند الجنازۃ وعند الذکر و
برہان شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ لمخالفتہ قولہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعًا
وخیفۃ ودون الجہر من القول وقولہ علیہ السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع انتہی وفی الدر المختار ان
رفع الصوت بالذکر بدعۃ فیقتصر علی مورد الشرع وفی الفتاوی البزازیۃ والجہر بالذکر حرام انتہی جسکو انہے
لوگون نے بدعت ومکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو صاحب الضیاح الحق نے اگر بدعات حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا
اقول مسئلہ ذکر نہایت طویل الذیل ہی استیعاب اسکا اس کتاب مین نہین ہوسکتا اس لیے
بطور اختصار لکھا چاہتا ہون احادیث صحیحہ سے بدعت ہونا ذکر بالجہر کا پایا نہین جاتا بلکہ اوس سے
جواز واستحباب ثابت ہوتا ہی نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر مین علامہ سیوطی فرماتے ہین وعن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا
ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم والذکر فی الملا یکون
عن جہر اس حدیث سے کمال فضیلت جہر بالذکر کی پائی جاتی ہی کہ اللہ تعالی اون لوگونکو جو
ذکر جہری کرتے ہین ایسے ملأ مین ذکر کریگا جو اونسے بہتر ہوگا پھر علامہ اوسی رسالہ مین بہت سی
احادیث ذکر کرکے فرماتے ہین اذا تاملت ما اوردناہ من الاحادیث عرفت من مجموعہا انہ لا
کراہۃ البتۃ فی الجہر بالذکر بل فیہ ما یدل علی استحبابہ اما صریحًا او التزامًا پھر جس امر کا استحباب احادیث سے
صریحًا یا التزامًا ثابت ہوچکا ہی صاحب الضیاح کے لکھنے سے بدعت حقیقیہ کیونکر ہوگا اور صحابہ جو
ذکر مین رفع صوت کو مکروہ سمجھتے تھے اوس سے جہر مفرط مراد ہی فتح الودود شرح سنن ابی داود
مین ہی فی قولہ رفعوا اصواتہم دلالۃ علی انہم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منہ المنع من الجہر مطلقا مختصر یہ ہی
کہ ذکر کا جہر واخفا مثل صدقہ وقراءۃ قرآن کے ہی جب ریا کا خوف ہو یا نماز پڑھنے والونکو یا سونے والو
کو تکلیف ہو تو اخفا افضل ہی والا جہر اس لیے کہ جہر مین عمل کثیر ہوتا ہی اور فائدہ اوس کا
سامعین کو پہونچتا ہی اور قلب ذاکر بیدار ہوتا ہی اور اوسکی ہمت مصروف بفکر ہوتی ہی

اور کان بھی اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہی اور نیند جاتی ہی دلمین خوشی آتی ہی سوا اسکے کبھی فی الذکر خفی کو
بسبب ملال خاطر کے جہر سے انست ہوتی ہی باقی رہی واذکر ربک الآیۃ سے تطبیق جسکی مخالفت سے
صاحب برہان نے بدعت کا حکم کیا ہی اسکے لیے وجوہ ہین پہلی وجہ چونکہ مشرکین قرآن سننے سے
گالیان دیتے تھے اسلیے آیہ نازل ہوئی اس سے ذکر جہریہ کی ممانعت شارع کو مقصود نہین ہی
دوسری وجہ آیت مین ذکر جہری سے اوسی صورتمین ممانعت ہی جب قرآن پڑھا جاتا ہو تیسری
وجہ یامر خاص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ کامل ومکمل تھے بخلاف اغیار کے
کہ وہ محل وساوس وخواطر مین ہین نتیجۃ الفکر مین ہی قلت الجمع عن ہذہ الآیۃ من ثلثۃ اوجہ
الاول انہا قد نزلت حین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجہر القرآن فیسمعہ المشرکون فیسبون القرآن
فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالترک والثانی حملوا الآیۃ علی الذاکر حال قراءۃ القرآن وانہ امر لہ
بالذکر علی ہذہ الصیغۃ تعظیما للقرآن ان ترفع عندہ الاصوات الثالث ان الامر فی الآیۃ خاص
بالنبی علیہ السلام الکامل المکمل واما غیرہ فہو فی محل الوساوس والخواطر الردیۃ فماموربالجہر ویؤیدہ
من الحدیث من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقراءتہ فان الملائکۃ یصلی بصلاتہ ویسمعون قراءتہ الحدیث
انتہی ملخصا اور کلام صاحب فتاوای بزازیہ کا درباب حرمت وجواز کے مضطرب ہی اور
خیر الدین ملی استاد صاحب در مختار ذکر جہری کی افضلیت کے قائل ہین اور امام شعرانی نے حاشیہ
حموی مین لکھا ہی کہ اجماع کیا ہی علمانے سلفا وخلفا استحباب ذکر جماعۃ پر مساجد وغیر مساجد
مین جب سے نائم یا مصلی یا قاری کو تکلیف نہ ہووے ہکذا فی رد المختار قال قول الجمیل مین
حدیث ذکر کے بعد لکھا ہی وہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہؤلاء المشائخ وعلی قوانین اہل الحدیث
فیہ بحث طویل محققین وماہرین کاملین نے اس وجہ سے بحث کی ہی کہ یہ حدیث بطور محدثین
نہایت غریب اور بشدت منقطع ہی اسواسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی
سے باعتبار تاریخ اور کتب اسماء الرجال کے ثابت نہین لیس القصال اس حدیث کا مشکل اور
رکاکت الفاظ مزید برآن ہی اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور

کتب معتبرۂ حدیث مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکھا ہی مخالفت بھی دلیل مین ہی کہ یہ حدیث عند المحدثین المحققین نہایت نا ملائم ہی **اقول** علامۂ سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ مین جناب امیر سے حضرت حسن بصری کی ملاقات اور روایت بدلائل ثابت کی ہی چنانچہ اوسی رسالہ مین ہی انکر جماعۃ من الحفاظ سماع الحسن البصری من امیر المومنین علی بن ابی طالب وتمسک بہذا بعض المتاخرین فخدش فی طریق لبس الخرقۃ والتلقین واثبتہ جماعۃ وہو الراجح عندی بوجوہ وقد رجحہ ایضا الحافظ ضیاء الدین المقدسی پھر علامہ نے اوسی رسالہ مین نسائی و طحاوی و دارقطنی و حلیہ ابو نعیم و تاریخ خطیب و کتاب العروس جعفر بن محمد سے احادیث متعددہ نقل کی ہین اور بعض احادیث مین بعد نام حضرت علی کے لفظ کرم اللہ وجہہ بھی ہی چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہین قال احمد فی مسندہ عن حدیث ابی ہشیم اخبرنا یونس عن الحسن عن علی کرم اللہ وجہہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول رفع القلم عن ثلثۃ عن الصغیر حتی یبلغ وعن النائم حتی یستیقظ وعن المصاب حتی ینکشف عنہ اخرجہ الترمذی غیرہ وہ حدیث قول الجمیل کی غریب تھی اس سے کیا نقص ذکر چہر بدعت ٹھہر جاویگا کیا اس باب مین سوا اوسکے دوسری احادیث وارد نہین ہین نتیجۃ الفکر وغیرہ رسائل احادیث سے مالامال ہین جو چاہے دیکھ لے فقط اب اس رسالے کو تمام کیا چاہتا ہون

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو
این قدر بیگانگیہا از حیا	آخر ای غیرت فروشان تا کجا
ہیچ کردار شما بایستہ نے	چند گفتن ہیچ ما شایستہ نے
علت شیطان انا خیر بدست	از شما یک تن ازین علت نرست

خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے میری سعی مشکور فرماوے اور تم لوگون کے ادمغہ سے خیالات باطلہ دور فرماوے وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ الامین +

تمت بالخیر والظفر

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

رشحۂ قلم اعجاز رقم مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری

ہزار ہزار حمد خدا کو جسنے خاتم رسل ہادی سبل پیدا کرکے صفحۂ کائنات سے کفر کا نام مثل حرف
غلط کے مٹایا اور اوس نور فیض گنجور کو ظلمت کدہ گیتی مین مثل برق کے چمکایا
اور لاکھہ لاکھہ درود محمد مصطفےٰ پر جنکی میلاد نے عالم مین ایک عجب رنگ جمایا
کسیکو صدیق بنایا کسیکو زندیق کر دکھایا **اما بعد** کہتا ہی فقیر حقیر سراپا تقصیر
محمد اسعد سکندرپوری صانہ اللہ تعالی عن الشر المعنوی والصوری کہ جس قدر عہد فیض مہد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد زمانی ہوتا جاتا ہی دماغون مین عجب عجب خیالات
فاسدہ مرتکز ہوتے جاتے ہین زمانۂ حال مین جو چل رہا ہی بعض بعض حضرات یہ
چاہتے ہین کہ مجامع ومحافل مین ذکر محامد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے نہ پائے
آپ کی سیرت محمودہ مین کوئی شخص لب نہ ہلائے جو شخص دو چار کتابین پڑھکر
مدرسے سے نکلتا ہی پہلے پہل اس مبحث خاص مین ایک رسالہ لکھتا ہی چنانچہ
آج تک ان حضرات کے دس بارہ رسالے میری نظر سے گذرے جسکو دیکھیے یہی رٹ
لگائے ہی کہ اگر کوئی شخص روزہ نرکھے گا نماز نہ پڑھے گا بلکہ شب وروز بادۂ فسق و
فجور سے مخمور ہوگا وہ ہرگز بدعتی نہین ہوسکتا مگر کسی مجمع مین ذکر محامد وفضائل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے یا اوسمین شریک ہونے سے بیشک بدعتی کلاب اہل النار
ہوجائیگا - اور تقلید ایمۂ اربعہ تو شرک جلی ٹھہرائی گئی ہی جسکو دیکھیے ایمہ رضی اللہ عنہم کو
صلواتین سناتا ہی اپنے کو محدث بناتا ہی نہ ونکا استخراج قابل اعتبار سمجھا جاتا ہی
نہ اونکی احادیث مرویہ حدیث سمجھے جاتی ہین بلکہ کوئی اونھین ہنام کہتا ہی کوئی
مفسد انام سمجھتا ہی - اسلیے جناب ہدایت وارشاد مآب سرامد واصلین مقتدای کاملین

المنقطع الی اللہ من الدنیا وما فیہا المتبتل الی الحق من النفس وما حیہا واقف امور خفی وجلی جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جونپوری نے ان دونون مباحث مین ایک رسالہ وجیزہ مسمی بہ اطمینان القلوب تحریر فرمایا اوسکے دلائل و ترتیب و تہذیب کو دیکھکے ہر شخص کلمۂ احسنت زبان پر لایا مگر حضرات نجدیہ وہابیہ نے جب اوسے دیکھا جلکر خاک ہوگئے اس لیے بعض حضرات وہابیہ نے رسالۂ قلب الاطمینان اوسکا جواب مزعومی لکھکر اپنے دل کا پھپھولا توڑا مگر ناظرین بابصر ان دونون رسالے مین آسمان و زمین کی نسبت بھی صحیح نہین سمجھتے بلکہ شعبدہ بازیان و افترا پردازیان دیکھ دیکھکر کہتے ہین کہ چوری اور سینہ زوری اسی وجہ سے آج تک کسی نے اوسکے جواب کا قصد نہ کیا اسپر مؤلف رسالہ اترا گئے کہ مین بھی کچھ ہون اور میری تالیف بھی کچھ وقعت رکھتی ہی ہے

دیکھکر اوسکے مؤلف نے کہا واہ رے مین | اور تالیف یہ بول اوٹھی کہ اللہ رے مین

اس لیے بعض بعض اہل اسلام نے جناب مستطاب فاضل نحریر عالم عدیم النظیر کشاف اسرار فروع و اصول حلال غوامض معقول و منقول ماحی البدعت محی السنۃ مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری ادام اللہ ظلہ العالی سے التماس کی کہ قلب الاطمینان کا جواب بالصواب تحریر فرمایئے مولانا نے قلم برداشتہ یہ رسالہ صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان تحریر فرمایا جب خدا کے فضل سے تیار ہوگیا بفرمایش نبض شناس کلام مرجع خاص و عام طبیب نامی و گرامی مسند آرای فضل و الافضل و الاقامی جناب حکیم محمد عبد القدوس سکندرپوری ادامہ اللہ العلی باہتمام خان ذی شان رفیع المکان جناب محمد عبد الواحد خان دامہ اللہ المنان مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنو مین چھاپا گیا کہان ہین شائقین تشریف لائین اور اس گوہر بے بہا کو خرید فرمائین اب اطلاع سن طبع کے لیے چند تاریخ ہدیہ طبع ناظرین کیا چاہتا ہون

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک جناب مولوی ولی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ ولی

درجواب فرقۂ وہابیان	عمدہ تحریر ہے مصفی طبع گشت
سال طبعش را ولی تحریر کرد	رد وہابی سراپا طبع گشت
	۱۲۹۳ھ

از نتائج طبع وحید عصر فرید دہر جناب مولوی وصی الحسنین صاحب سکندرپوری متخلص بہ وصی

جنکو کہتے ہین لوگ وہابی	اونکو انکار کی ہے بیماری
ذکر میلاد کی منا ہی ہے	اور اسی کا ہے نام دینداری
اپنے بیہودہ پن سے چاہتے ہین	اہل اسلام کی دل ازاری
ہای یہ ذکر اور یہ انکار	کیسی بیہوشی انپہ ہے طاری
مولوے وکیل احمد نے	کام جنکا ہے نیک کرداری
صاحب حلم و آفتاب علوم	مصدر فیض ایزد باری
اس رسالہ کو دہوم دہام سے لکہہ	راہ منکر کی خوب ہے ماری
ذکر میلاد کے جو منکر تہے	زخم اونکے دلونپہ ہے کاری
سارے مکر و فریب بہول گئے	نرہی کچھ بہی انمین عیاری
نہ کبہی سر اوٹھا سکے منکر	بوجھہ گردن پہ لہدیا بہاری
وہ رسالہ چہپا تو ہر سو سے	اہل اسلام ہین خریداری

سال تاریخ یون وصی نے لکہا
منبع فیض یہ ہوا جاری
۱۲۹۳ھ

ریختۂ قلم جادو رقم شاعر بےنظیر زبان دان خوش تقریر سراپا دانش و تمیز جناب شیخ محمد عبد العزیز سکندر پوری متخلص بہ عزیز

چھپا وہ رسالہ نہایت لطیف
صیانت ہوئی جس سے ایمان کی
بہت آج کل پھرتے ہین شاد شاد
سر دشمن دین اوڑا کر عزیز

بالطاف داناے سر و علن
گیا اہل ایمان سے رنج و محن
جو کرتے ہین میلاد شاہ زمن
کہو سال تحریر دندان شکن
۱۲۹۳ھ

ترشحۂ قلم جادو رقم معرکہ سخن را اعلم جناب شیخ محمد عبد الاحد سکندر پوری

بانی مجلس میلاد ہین شاد
سر اعدا کو اوڑا کر تاریخ

اندلون خوب رسالہ یہ چھپا
چشمۂ رحمت رحمن لکھا
۱۲۹۳ھ

طبع زاد فاضل ادیب طبیب لبیب جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندر پوری متخلص بہ طبیب

طرفہ زیبا کتاب طبع شد در رد وہابی
براے سال طبعش چون بفکرت سر فرو بردم

صداے حسن تقریرش بعالم کو بکو باشد
بگفتا ہاتف غیبی کہ تقریر نکو باشد
۱۲۹۳ھ

نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند نبض شناس سخن جناب محمد ظہور الحسن صاحب سکندر پوری متخلص بہ ظہور

وہابی کا رد ہوا ہے اچھا
ایمان کی ہو گئی صیانت

جسنے دیکھا ہوا وہ خوش حال
اعدا اوس سے ہوے ہین پامال

منکر مولود کے تھے جو لوگ
خجلت سے کسیکا رنگ ہے زرد
جب چھپ گئی وہ کتاب پوری
وہابی کا سر اوڑا کے کہدو

اونکا دیکھا گیا عجب حال
غصے سے کسیکا موںہہ ہوا لال
مجھہ سے ہاتف نے یون کہا سال
لکھا ہے جواب فرقۂ ضال
۱۲۹۳ ہجری

از نتائج افکار ابکار طبع ارشد جناب مولوی محمد اسعد صاحب سکندر پوری

طبع گردید چون کتاب نفیس
ترک کردند راہ نے دینے
فکر تاریخ طبع چون کردم

اہل ایمان شدند مالامال
راہ حق یافتند اہل ضلال
چشمۂ فیض وان نوشتم سال
۱۲۹۳ ھ

تقریظ کتاب لاجواب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان جریدۂ قلم بلاغت رقم سید علی حسین صاحب سررشتہ دار صدر عدالت سمت شرقی ریاست فرخندہ بنیاد حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل ولادۃ نبیہ من اظہر آیاتہ ومن اعظم الدلائل علی ذاتہ والصلوٰۃ علی سیدنا ونبینا محمد ن المصطفیٰ الذی فاز مبلغ رسالاتہ وعلی آلہ واصحابہ افضل برکاتہ اما بعد بر صفحۂ خاطر صفا مظاہر ناظران اوراق صحائف روزگار ودیدہ وران حقیقت بین انصاف شعار مرتسم ومنقش بادکہ درین آوان سعادت توامان اسرار خفیہ مظہر انوار جلیہ مطلع عنایات قدسیہ منتکی اریکۂ دولت واجلال مربع نشین چار بالش فضل وکمال منتخب دواوین فلکیہ مستجمع شرائف ملکیہ والانشاد عالی ہمم ابر فیض بحر کرم قندیل ایوان دین اسلام شمع جمع علمای اعلام کریم المآثر کثیر المفاخر رئیس علمای عصر جناب حکمت مآب حکیم مولوی وکیل احمد صاحب

نائب صدر عدالت سمت جنوبی اضلاع بلدهٔ فرخنده بنیاد حیدرآباد دکن صانها الله تعالی
عن الفتن رسالهٔ صیانة الایمان عن قلب الاطمینان بتردید عقاید وهابیان تصنیف فرموده
اگرچه جوهریان بازار علم کلام نقد اوقات صرف تفکر و تلاش کرده بهزار محنت و جانفشانی
علی قدر استطاعت دست مایه بهم رسانیده اند وختنه‌های مدت العمر را بطرز نفیس بر بساط
قرطاس جلیه اند و بر گذرگاه انظار اولی الابصار گذاشته بگرانمایگی و بلندپایگی علم افتخار
برافراشته اما خامهٔ سحرنگارش آنچه از روی محاسن روابط و قراین ضوابط درین باب
نگاشته الحق بهرهٔ مقرره از مائدهٔ تفضلات و انعام حضرت خیر الانام علیه الوف التحیات
والسلام برداشته بالجمله وجود عزیز این تعویذ دلاویز از بس تعلق قلوب اهل ایمان را
تعویذ گلوست و تمیمهٔ بازو و مس این صحیفهٔ اقدس مورث شفای علیل است و زیارتش نور
افزای دیدهٔ کلیل سرمه کش دیدهٔ بصیرت ست و چشم افروز بینش سوزدانان اسرار
حقیقت چه این نسخه قرة العین عرفا و محققین ست و خلاصهٔ افکار متقدمین و
متاخرین تقریرے که مبتدیان را از اقرب طرق بمطلب رساند و تحقیقے که متوسطان
را از بوادی حیرت رهاند و منتهیان را خزانهٔ نقود معقولات شدن تواند لوامع براهین
جلیه بتائیدات مذهب حقه که در ضمنش اندراج یافته آفتابے است که بر افق عالم
تافته گرمی بیانے و شعله زبانے خامه که در تحریر این رساله بکار رفته مبغضان
ذی عناد را برق خرمن ست و مومنان پاک نهاد را شمع انجمن نه صرف درین
یک فن گوی بلاغت ربوده بل صحف متعدده در فنون مختلفه و علوم متفرقه
همچنان تصنیف فرموده که سخن در وصف اعتلاے رتبت بلندش نارساست
و زبان طلاقت در توصیف ارتفاع قدر ارجمندش بلکنت آشنا **مثنوی**

ز تصنیفش اصناف جن و ملک — همه مدح خوانند زیر فلک
چه گویم ز تالیف و تصنیف او — که با الوف دلهاست تالیف او

زہر عین او کوثر سے آشکار | زہر غین از عین رحمت ہزار

زہر فای او کفر را دل فگار | فاتو جوابہ بود آشکار

نہان قرب پروردگارش زقاف | عیان رحمت کردگارش زکاف

زہر میم او گشتہ در روزگار | بہر دم دم عیسوی آشکار

گرفتہ بہر صفحہ او مقام | خضر برکف از بہر نوشندہ جام

زخطش خطا پیشگان رستگار | ز سطرش و مایسطرون آشکار

کسی را بایان کہ باشد خلل | شود از سماعش ملول و کسل

صحت نامہ کتاب مستطاب صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	ذکر	۰
//	۹	مدت	مدت کے
۶	+	+	+
//	۶	آدم	آیدم
۷	۱۲	نامی اور	نامی و
۸	۴	تیفاد	تضاد
//	۵	معیشہ	معیشۃ
//	۶	الجمیعۃ	الجمیعۃ
۹	۲	مصنف مصنف	مصنف و مصنف
//	۴	ختترہ	فقرہ
۱۲	۸	اجلہم	اجبہم
۱۳	۴	غافت	غانت
۲۰	۱۲	کلیہ	کلیۃ
۲۲	۳	عشیرۃ	عشیرتہ
۲۴	۸	یقول	بقول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱	فہدا	فہذا
۲۷	۱۱	دوسرے	دوسرے کی
۳۰	۱۴	قبلہم	قبلہم
//	۱۵	یقتل	بقتل
۳۱	۲۱	متادب	غیر متادب
۳۲	۲۱	کی استخراج	کا استخراج
۳۵	۱۰	مال	حال
//	۱۸	ستذکرہا	ستذکرہا
۳۹	۱۳	فیرضعتہ	فیرصعنہ
۴۰	۱۰	زبدتہ	زبدیۃ
//	۱۱	احتادہ	اجنادہ
//	۱۵	یطال	لطال
۴۲	۱۸	تذکر	نذکر
۴۳	۷	ما افعلوابہ	ما یفعلوبہ
//	۲۰	بعرضہم	یعرضہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	بلاہی	ملاہی
״	۶	اراکن	اراکین
۴۶	۲۱	یفعلہ	بفعلہ
۴۷	۶	باامارد	یاامارد
۵۱	۴	بعملہ	بعلمہ
״	۶	بغیبتہ	بغیتہ
״	۲۰	التجار	النجار
۵۳	۱۱	تعتبر بہا	تعتبر بہا
۵۵	۱۲	میں ماہر	کے ماہر
۵۶	۲	التخیر	التخبر
״	۴	مامور	ماثور
۶۴	۱۲	مسندا	سندًا
۷۴	۱۰	بہی	بھی
۸۰	۶	وغیرہ	وغیرہ
۸۴	۵	واد	وادی
۸۵	۲۱	التواصی	النواصی
۸۶	۳	المخذوم	المخذور
۸۹	۶	یکفرہ	بکفرہ
۹۳	۲	ولایعرف	ولایعرف من
۹۷	۱۴	الاول	الاولی
۹۸	۱۹	ہوا	ہو
۱۰۱	۶	زبشتد	زبسنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۷	بیدیہم	بھدیھم
״	۸	قرار	فرار
״	۹	امر	ہرامر
۱۰۸	۲۱	حجم	جھم
۱۱۱	۶	اوسیقدر	اوسی کس قدر
۱۱۸	۲۰	ایسر	یسمہ
۱۲۶	۱۱	تغذبہا	تغذہا
״	۲۱	الامام	للامام
۱۲۸	۵	الی	ابی
״	۱۲	رحمتہ	رحمہ
۱۲۹	۵	الفسیح	الصنیع
״	۱۱	ملیشا	ملبثا
۱۳۴	۱	ممن	ممن
״	۳	الزبینبی	الزبیدی
۱۳۵	۱۰	کیاہی	کہاہی
۱۳۶	۵	رابعا	خامسا
۱۴۴	۱۲	علیا	علیہا
״	۱۳	ماموں	بامور
۱۴۷	۱۳	یقول	یقول
۱۵۷	۸	بجہر	بجھر
״	۱۶	المنختار	المختار
۱۵۸	۹	ابی ہشم	ابن ہشیم